Maktaba Tul Ishaat.com

أنا أنفسكم نسبًا وصهرًا وحسبًا (الحديث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان

تالیف

مفتی محمد عمر فاروق حفظہ اللہ

مدیر دار الشیبانی للافتاء والتحقیق

فاضل

جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

رسول اللہ ﷺ کا خاندان

برکی اسلامی کتب خانہ

ڈیرہ اسماعیل خان

Cell: 0346-7851984, 0310-9774200, 0336-9755780

Maktaba Tul Ishaat

تمام فنون کے کتب ہمارے ویب سائٹ اور پلے سٹور سے فری ڈاون لوڈ کریں۔ ہم روزانہ کی بنیاد پر اس میں مزید نئے کتب شامل کر رہے ہیں نئے شامل شدہ کتب لیے روزانہ ہمارے پلے سٹور اور ویب سائٹ کو باقاعدگی سے چیک کیا کریں۔

اپنی کتاب کو ہمارے ویب سائٹ پر شائع کرنے کے لیے رابطہ کریں

تفاسیر	خطبات	منطق
احادیث	سیرت	معانی
فقہ	تاریخ	تصوف
سوانح حیات	صرف	تقابل ادیان
درس نظامی	نحو	تجوید
لغت	فلسفہ	نعت
فتاوی	حکمت	تراجم
اصلاحی	بلاغت	تبلیغ و دعوت
آڈیو دروس	مناظرے	تمام فنون

maktaba.tul.ishaatofficial@gmail.com

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أنا أنفسكم نسبًا وصهرًا وحسبًا
(الحدیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان

مفتی محمد عمر فاروق حفظہ اللہ
مُدیر
دار الشیبانی للافتاء والتحقیق
پہاڑ پور ڈیرہ اسماعیل خان
فاضل
جامعة العلوم الاسلامیہ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر
برکی اسلامی کتب خانہ ڈیرہ اسماعیل خان
Cell: 0346-7851984, 0310-9774200, 0336-9755780

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ھیں

نام کتاب: ———— رسول اللہ ﷺ کا خاندان

تقدیم: ———— مفتی محمد ہارون حفظہ اللہ

تالیف: ———— مفتی محمد عمر فاروق حفظہ اللہ

ناشر: ———— برکی اسلامی کتب خانہ ڈیرہ اسماعیل خان

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو اَز راہِ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لئے ہم بے حد مشکور ہوں گے۔ (ناشر)

ملنے کے پتے

اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ عمر فاروق، قصہ خوانی پشاور
مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
مکتبہ عمر بن خطاب، ملتان
مکتبہ سید احمد شہید، اکوڑہ خٹک
مکتبہ عثمانیہ راولپنڈی

مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، کراچی
مکتبۃ البرہان، وانا روڈ ٹانک، (خیبر پختونخوا)
مکتبہ رشیدیہ، لاہور۔ روحانی کتب خانہ، وانا
مکتبہ اشاعت الخیر، ملتان
مکتبۃ الاحسان، بنوں
مکتبہ عشرہ مبشرہ لاہور

نیز ملک کے مشہور مکتبوں سے طلب فرمائیں

Maktaba Tul Ishaat.com

1	مقدمہ	11
2	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے 3 حصے	12
3	حضرت آدم سے حضرت اسماعیل علیہما السلام تک	13
4	حضرت آدم علیہ السلام	13
5	حضرت نوح علیہ السلام	15
6	حضرت ابراہیم علیہ السلام	18
7	حضرت اسماعیل سے جناب عدنان تک	20
8	حضرت اسماعیل علیہ السلام	21
9	جناب عدنان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک	23
10	محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	24
11	خلوت وعبادت	26
12	نبوت	26
13	دعوت و تبلیغ	27
14	ہجرتِ حبشہ	27
15	ہجرتِ مدینہ	28
16	سرایا و غزوات	30
17	حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات	30
18	آغاز کتاب	34

Maktaba Tul Ishaat.com

19	جناب عدنان	34
20	جناب معد بن عدنان	36
21	جناب نزار بن معد	37
22	جناب مضر بن نزار	40
23	جناب الیاس بن مضر	42
24	مدرکہ بن الیاس	45
25	خزیمہ بن مدرکہ	46
26	کنانہ بن خزیمہ	48
27	نضر بن کنانہ	49
28	مالک بن النضر	50
29	فہر بن مالک	51
30	غالب بن فہر	53
31	لؤی بن غالب	54
32	کعب بن لؤی	55
33	مرہ بن کعب	57
34	کلاب بن مرۃ	57
35	قصی بن کلاب	59
36	عبد مناف بن قصی	61

Maktaba Tul Ishaat.com

37	ہاشم بن عبد مناف	63
38	عبد المطلب بن ہاشم	66
39	اصحاب فیل اور جناب عبد المطلب	72
40	جناب عبد المطلب کی بیٹیوں کے قصائد	87
41	رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چچا	99
42	حارث بن عبد المطلب	100
43	زبیر بن عبد المطلب	100
44	ابو طالب	101
45	ابو لہب	102
46	عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ	104
47	حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ	106
48	مقوم بن عبد المطلب	111
49	رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والد حضرت عبد اللہ	112
50	انتقال میت	116
51	رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب	117
52	نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رضاعی مائیں	119
53	ثویبہ اسلمیہ	120
54	حلیمہ بنت ابی ذؤیب	123

Maktaba Tul Ishaat.com

55	ام فروہ	127
56	بنو سلیم کی تین خواتین	127
57	رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پھوپھیاں	128
58	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	128
59	عاتکہ بنت عبد المطلب	141
60	بیضاء بنت عبد المطلب	146
61	امیمہ بنت عبد المطلب	147
62	برہ بنت عبد المطلب	147
63	اروی بنت عبد المطلب	147
64	رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن	149
65	ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا	150
66	ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا	153
67	ام المؤمنین حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما	155
68	ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما	157
69	ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	161
70	ام المؤمنین حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا	165
71	ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	169
72	ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	173

Maktaba Tul Ishaat.com

73	امّ المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا	175
74	امّ المؤمنین حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا	177
75	امّ المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	180
76	رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی شادیوں کے اسباب	186
77	رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی اولاد	188
78	حضرت قاسم رضی اللہ عنہ	188
79	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ	189
80	حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ	189
81	حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہ	190
82	حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت	194
83	حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح	196
84	سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات	196
85	سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا اعزاز	197
86	حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا	199
87	سیدہ رقیہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کی ہجرت حبشہ	200
88	سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی اولاد	202
89	سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات	202

Maktaba Tul Ishaat.com

90	حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا	203
91	سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح	203
92	سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بے مثال شوہر	206
93	حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات	207
94	حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا	208
95	شمائل اور خصائل	209
96	ہجرت مدینہ	210
97	سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح	210
98	فضائل سیدہ رضی اللہ عنہا بزبان نبی مکرم ﷺ	212
99	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عبادت وشب بیداری	212
100	رسول اللہ ﷺ کے انتقال پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اظہار غم	213
101	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مرض الوفات اور ان کی تیارداری	214
102	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات	214
103	رسول اللہ ﷺ کے داماد رضی اللہ عنہم	216
104	حضرت ابو العاص بن الربیع رضی اللہ عنہ	216
105	نسبت	216

Maktaba Tul Ishaat.com

106	حالات زندگی	217
107	قبول اسلام	217
108	وفات	218
109	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	218
110	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی دیگر ازواج	223
111	خلافت	224
112	وفات	227
113	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	228
114	فضائل ومناقب	230
115	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر	233
116	خویلد بن اسد	233
117	زمعہ بن قیس	236
118	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	236
119	اہل بیت سے رشتہ داری	242
120	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ	245
121	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	247
122	فضائل ومناقب	249
123	خزیمہ بن حارث	253

Maktaba Tul Ishaat.com

124	ابو امیہ سہیل بن مغیرہ	255
125	جحش بن رباب	256
126	حارث بن ابی ضرار رضی اللہ عنہ	256
127	ابو سفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ	258
128	حی بن اخطب	260
129	حارث بن حزن	260
130	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی چند مشہور شخصیات	261
131	حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ	263
132	حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ	263
133	علی اصغر زین العابدین رحمہ اللہ	264
134	محمد بن علی (محمد باقر) رحمہ اللہ	265
135	جعفر بن محمد (جعفر صادق) رحمہ اللہ	265
136	موسیٰ بن جعفر (موسیٰ کاظم) رحمہ اللہ	266
137	علی بن موسیٰ (علی رضا) رحمہ اللہ	266
138	محمد بن علی (محمد تقی جواد) رحمہ اللہ	267
139	علی بن محمد (علی نقی ہادی) رحمہ اللہ	268
140	حسن بن علی (حسن عسکری) رحمہ اللہ	268
141	امام مہدی علیہ الرضوان	269

Maktaba Tul Ishaat.com

مقدمه

الحمدلله قدجلى وعلى خالق الارض والسماء فالق الحب النواء الصلوة السلام على سيد الرسل و خاتم الانبياء محمد المصطفى وعلى اله النجبى واصحابه الاتقياء ومن بهدهم اقتداء من المحدثين و المفسرين والفقهاء الى يوم الجزاء ،

اما بعد! فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم انما يريد الله لذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهركم تطهيرا (الآية) ([1])

وعن المطلب بن وداعة قال جاء العباس الى رسول اللهﷺ و كأنه سمع شيئا فقام النبىﷺ على المنبر فقال من أنا؟ فقالوا أنت رسول الله عليك السلام قال أنا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب إن الله خلق الخلق فجعلنى فى خيرهم فرقة ثم جعلهم فرقتين فجعلنى فى خيرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلنى فى خيرهم قبيلة ثم جعلهم بيوتا فجعلنى فى خيرهم بيتا وخيرهم نسبا([2])۔

---

[1] ۔سورۃ الاحزاب الآیۃ:33۔

[2] ۔سنن الترمذی: 543/5۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس روئے زمین پر انسانوں کو کامیابی کا رستہ بتانے کے لئے اللہ رب العزت نے جن مخصوص اور برگزیدہ بندوں کو بھیجا تھا انہی کو انبیاء و رسل کہا جاتا ہے ان میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا گیا اور پھر مختلف، قوموں، علاقوں اور زمانوں کے لئے انبیاء و رسل تشریف لاتے رہے اور اپنے فرض منصبی کو بخوبی سرانجام دے کر دنیا کو منور فرماتے رہے ،انہیں برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک سردار رسل، فخر دو جہان، محبوب کبریاء، محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جنہوں نے چار دانگ عالم کو رشد و ہدایت، علم و عرفان سے روشناس کرایا اور لوگوں کو ظلمت کی کھائیوں سے نکال کر ہدایت اور کامیابیوں کی چوٹیوں تک پہنچایا۔

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ کا ہر گوشہ پرنور اور مبارک ہے اس لئے سیرت طیبہ کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری اور باعث خیر و برکت ہے۔

زیر نظر کتاب میں سیرت النبی ﷺ کے ایک منفرد پہلو "رسول اللہ ﷺ کا خاندان" کے تعارف میں کچھ معروضات عرض کی گئی ہیں تاکہ سیرت النبی ﷺ کا یہ پہلو بھی تشنہ نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کہ ہمیں اپنے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ کے خاندان، اہل بیت، صحابہ کرام اور دیگر متعلقین رضی اللہ عنہم سے دلی محبت عطا فرمائیں۔

نبی کریم ﷺ کے نسب مبارک کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

Maktaba Tul Ishaat.com

1۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت اسماعیل علیہ السلام تک:

اس نسب نامہ کی تفصیل سابقہ آسمانی کتب اور بعض کتب تاریخ میں موجود ہے لیکن وہ غیر مستند ہونے کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں۔

اس سلسلہ میں تین جلیل القدر انبیاء علیہم السلام انتہائی اہمیت کے حامل اور قابل ذکر ہیں:

1: حضرت آدم علیہ السلام 2: حضرت نوح علیہ السلام

3: حضرت ابراہیم علیہ السلام

1: حضرت آدم علیہ السلام:

آپ علیہ السلام اللہ کے اولین پیغمبر ہیں اور آپ کی کنیت ابوالبشر (انسان کا باپ) اور آپ کا لقب صفی اللہ (خدا کا برگزیدہ) ہے، آپ جمعہ کے دن پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی روح ان کے جسم میں پھونکی۔

قرآن مجید میں ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ (1) کہ ہم نے انسان کو سڑے ہوئے گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ جب خداوند قدوس عزوجل نے آپ کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو عزرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین سے ایک مٹھی مٹی لائیں تو حکم خداوندی کے مطابق عزرائیل علیہ السلام نے آسمان سے اتر کر زمین سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی تو پوری روئے زمین کی

1۔ سورۃ الحجر الآیۃ:26۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اوپری پرت چھلکے کے مانند اتر کر آپ کی مٹھی میں آگئی جس میں ساٹھ رنگوں اور مختلف کیفیتوں والی مٹیاں تھیں یعنی سفید و سیاہ اور سرخ و زرد رنگوں والی اور نرم و سخت، شیریں و تلخ، نمکین و پھیکی وغیرہ کیفیتوں والی مٹیاں شامل تھی([1])۔

تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم کو خلیفۃ اللہ فی الارض قرار دیا(یعنی زمین پر اللہ کا خلیفہ) جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ([2]) اور فرشتوں کو حکم دیا کہ انھیں سجدہ کرو ابلیس (جو اپنے عمل کی وجہ سے فرشتوں کی جماعت میں شامل ہو گیا تھا) کے سوا تمام فرشتے سر و سجود ہو گئے ابلیس نافرمانی کے سبب راندۂ درگاہ ٹھہرا۔

اس کے بعد آدم جنت میں رہنے لگے اور کچھ عرصے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی بائیں پسلی سے ایک عورت پیدا کی اور ان کا نام حوا رکھا، ان دونوں کو حکم ہوا کہ جنت کی جو نعمت چاہو، استعمال کرو مگر اس درخت کے قریب مت جانا ورنہ ظالموں میں شمار کیے جاؤ گے لیکن شیطان کے بہکانے پر انھوں نے شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیا اور اس کی پاداش میں حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو جنت سے زمین کی طرف ہندوستان میں بھیج دیا گیا لیکن

---

[1] ۔ تذکرۃ الانبیاء، ص:48۔

[2] ۔ سورۃ البقرۃ الآیۃ:34۔

Maktaba Tul Ishaat.com

آپ کے زمانے کا تعین نہیں کیا جا سکتا البتہ کچھ علماء کرام کے نزدیک آپ کا زمانہ 6000 سال قبل مسیح ہے، یہ درخت کون سا درخت تھا؟

اس کے بارے میں امام طبری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابو مالک، ابو عطیہ، قتادہ اور دوسروں سے بہت سے حضرات رحمہم اللہ سے روایات نقل کی ہیں کہ یہ درخت، گندم کی بوٹی تھی۔

بعض دوسری روایات میں کہا گیا ہے کہ یہ درخت انگور کی بیل یا انجیر کا درخت تھا[1]۔

آپ پر 10 صحائف نازل ہوئے اور آپ نے کل 960 سال عمر میں جمعہ کے دن وفات پائی اور آپ کے بعد حضرت شیث علیہ السلام آپ کے جانشین بنے۔

2: حضرت نوح علیہ السلام:

حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا میں آنے کے بعد ان کی اولاد دنیا میں خوب پھلی پھولی لیکن ایک مدت گزر جانے کے بعد وہ لوگ خدا کو بھول چکے تھے اور ایک خدا کی بجائے انہوں نے مٹی اور پتھر کے کئی خدا بنا لیے تھے نہ صرف ان کی عبادت گاہیں بتوں سے بھری پڑی تھیں بلکہ ہر گھر میں بت رکھے ہوئے تھے جن کی وہ پوجا کیا کرتے اور ان سے مرادیں مانگا کرتے تھے تو ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا نوح

---

[1] تاریخ طبری: 1/157۔

Maktaba Tul Ishaat.com

علیہ السلام تمام رسولوں میں سب سے پہلے رسول تھے جنہیں زمین میں مبعوث کیا گیا تھا ان کی بیوی کا نام واہلہ تھا(1)اور آپ نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے احسانات جتلا کر سیدھے راستے پر چلنے کی تلقین کی اور اس بری راہ سے منع فرمایا جس پر وہ چل رہے تھے اور ان کو یہ بھی بتادیا کہ اگر تم بتوں کو چھوڑ کر ایک خدا کی طرف رجوع نہ کرو گے تو تم پر عذاب نازل ہونے کا خطرہ ہے اور کہا کہ مجھے اللہ نے تمہاری طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے، اس پر ان لوگوں نے نوح علیہ السلام کا تمسخر اڑایا اور کہا بھلا یہ بتاؤ کہ تم نبی کیسے بن گئے؟ تم تو ہمارے ہی جیسے گوشت پوست کے بنے ہوئے ہو اور ہم میں ہی پیدا ہوئے ہو، تم میں ایسی کون سی چیز ہے، جس سے ہم تمہیں نبی سمجھیں اور اگر خدا کو نبی ہی بھیجنا تھا تو وہ کسی فرشتے کو نبی بنا کر بھیج دیتا، آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کے احسانات جتلائے اور کہا تم کو چاہیے کہ ان بیکار بتوں کی پرستش چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرو اور میں اس کی تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا، تمہاری ہی بھلائی کے لیے تم کو نصیحت کرتا ہوں، آپ علیہ السلام نے 950 سال تک اپنی قوم میں وعظ و تبلیغ کی اور کوشش کی کہ وہ خدائے واحد کے سچے بندے بن جائیں مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ نوح علیہ السلام وعظ فرماتے تو ان کو ٹھٹھوں میں اڑاتے، کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تاکہ ان کی آواز کانوں میں نہ پہنچ جائے، صرف 80 کے قریب لوگ

1۔ تفسیر قرطبی تحت سورۃ التحریم آیۃ:10، 201/18۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تھے جو آپ پر ایمان لائے قوم کی یہ سرکشی اور نافرمانی دیکھ کر نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا کہ اے اللہ، میں تو اس قوم سے تنگ آگیا ہوں، اب تو ہی ان سے بدلہ لے تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایک کشتی بناؤ اور یہ بھی حکم دے دیا کہ دیکھنا اب کسی کی سفارش نہ کرنا، اب ان پر ضرور عذاب نازل ہو کے رہے گا، نوح علیہ السلام خدا کے حکم کے مطابق کشتی بنانے میں لگ گئے اور جب کشتی بن کر تیار ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنے اہل اور ان لوگوں کو کشتی پر سوار کرلو جو مجھ پر ایمان لے آئے ہیں اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا بھی کشتی میں رکھ لو، جب سب لوگ کشتی میں بیٹھ گئے تو خدا کے حکم سے زمین سے پانی پھوٹ پڑا اور ساتھ ہی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی، زمین پر پانی بڑھنے لگا اور نوح علیہ السلام کی کشتی پانی میں تیرنے لگی، پانی بڑھا تو نوح علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کا بیٹا پانی میں ڈوبنے لگا ہے آپ نے اسے آواز دی کہ اب بھی آجاؤ تا کہ خدا کے عذاب سے بچ سکو، مگر اس نے جواب دیا تم جاؤ، میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اپنی جان بچالوں گا لیکن پانی رکنے کا نام ہی نہ لیتا تھا اور دنیا کے تمام نافرمان اور سرکش لوگ اس سیلاب میں موت کی گھاٹ اتر گئے اور نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑی کی چوٹی پر جا کر ٹھہر گئی (جودی کی پہاڑی بحیرہ مردار (بحر لوط) کے مغرب میں اسرائیل میں واقع ہے۔ آج کل بحر مردار کے اس علاقے میں سالانہ بارش 2 سے 4 انچ ہوتی ہے لیکن یہ علاقہ

Maktaba Tul Ishaat.com

دوسرے سمندروں کی سطح سے 1412 فٹ نیچے ہے اگر آج بھی اس علاقے میں شدید ترین بارش ہو جائے تو پانی کے نکل بہنے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور یہاں ایک عظیم الشان جھیل بن سکتی ہے) اور اب اللہ کے حکم سے سیلاب بھی رک گیا اور زمین نے سارا پانی اپنے اندر جذب کر لیا، اب اللہ نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ کشتی سے اتر جاؤ، آپ پر اور وہ لوگ جو تجھ پر ایمان لائے ہیں ان پر ہماری رحمتیں برکتیں نازل ہوں گی چونکہ اس طوفان میں دنیا کے تمام لوگ ہی فنا ہو گئے تھے اور صرف وہی لوگ زندہ بچے تھے جو کشتی میں سوار تھے اور اسی لیے نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے اور ان لوگوں ہی کی اولاد اس وقت دنیا میں آباد ہے۔

3: حضرت ابراہیم علیہ السلام

آپ علیہ السلام بابل کے مقام کوثا میں پیدا ہوئے اور ایک روایت کے مطابق آپ کلدانیہ کے شہر اُر میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام آزر یا تارخ تھا اور آپ کی والدہ کا نام نونا تھا آپ کے 2 بھائی ناحور اور حاران تھے اور حضرت لوط علیہ السلام حاران کے بیٹے تھے آپ بچپن ہی سے شرک، ستارہ پرستی اور بت سازی کے خلاف تھے آپ علیہ السلام کو بچپن میں ہی رشد عطا کیا گیا اور قلب سلیم بھی عنایت فرمایا گیا، تکوینی عجائبات اور ملکوت السموت والارض ان کے سامنے تھے انہیں کے مشاہدے سے اُن کو

Maktaba Tul Ishaat.com

یقین کامل حاصل ہوا، بت پرستی کے خلاف ابراہیم کے جہاد کا ذکر بھی قرآن کریم میں کئی بار آیا ہے۔

پہلے آپ کی شادی حضرت سارہ بنت لابن سے ہوئی جو آپ ہی کے گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں وہ خوب صورت تو تھیں لیکن بانجھ عورت تھیں اور جب آپ علیہ السلام مصر پہنچے تو فرعون مصر نے ان کی خوب صورتی کے پیش نظر انہیں اپنے مال میں رکھنا چاہا لیکن اس موقع پر آپ علیہ السلام نے اپنی سترہ سالہ بیوی سارہ کو بہن کہہ کر مصریوں سے محفوظ کیا جب آپ کے ہاں سے کوئی اولاد نہ ہوئی تو آپ علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ سے نکاح کر لیا اور آپ کے بطن مبارک سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور پھر ان کے بعد حضرت سارہ کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے اور ان کے علاوہ اور بچے ایک کنعانی زوجہ کے بطن سے بھی ہوئے، جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نوجوان ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس آئے اور سرزمین مکہ کی آبادی دیکھ کر انھوں نے وہاں اللہ کا گھر کعبہ تعمیر کیا چنانچہ اس لیے کعبہ کی عظمت مسلمانوں کے دل میں ہے کیونکہ یہ سب سے پہلی مسجد تھی جو خدائے واحد کی عبادت کے لیے بنی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے پیغمبر تھے جن کو اللہ نے مُسلمان، نبی، پیغمبر، ابو الانبیاء، خلیل اللہ، امام الناس، حنیف، امت، حنیف کے ناموں سے بار بار یاد کیا گیا ہے اور اکثر انبیائے کرام انہی کی اولاد سے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آذر کے اختلاف عقائد کو جس طرح نمایاں کیا گیا ہے اور جس طرح آپ اپنی قوم کے شرک سے متنفر اور متصادم ہوئے اس سے ہم آپ کی عظمت و جلالت کی حقیقت کو بھی پاسکتے ہیں اور اپنے لیے شمع ہدایت بھی روشن کر سکتے ہیں اسی وجہ سے مسلمانوں کو ملت ابراہیمی ہونے پر فخر ہے قرآن مجید کی تقریباً بائیس سورتوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آیا ہے آپ رسول اللہ ﷺ کے جد امجد ہیں گویا مسلمان نہ صرف امت محمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ امت ابراہیمیہ سے بھی متعلق ہیں اور اسی لئے ہم مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد علیہم الصلوات والتسلیمات پر بھی درود بھیجتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آلِ ابراہیم کو کتاب و حکمت سے نواز اور اُنہیں ملکِ عظیم عطا کیا اللہ تعالیٰ نے اُنہیں خُلّت کا شرف بخشا اُنہیں خلیل اللہ (اللہ کا دوست) کہا اور سب اُمتوں میں اُنہیں ہر دلعزیز بنایا قران مجید میں حضرت ابراہیم کے احوال و اوصاف بالصّراحت مذکور ہیں۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی تو ان کی عمر 175 برس تھی اور وہ حبرون میں مکفیلہ کے غار میں دفن ہوئے اور اب اس مقام کو خلیل کہتے ہیں جو بیت المقدس کے قریب واقع ہے۔

2۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے جناب عدنان تک،

یہ حصہ تاریخی روایات میں کافی مشہور ہے البتہ جناب عدنان سے حضرت

Maktaba Tul Ishaat.com

اسماعیل تک کتنے افراد درمیان میں آتے ہیں اس میں اختلاف ہے چنانچہ بعض نے 30 اور بعض نے 40 اشخاص تک ذکر کئے ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام:

حضرت اسماعیل علیہ السلام اللہ کے نبی، ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے ہیں قرآن نے انہیں صادق الوعد کا لقب دیا، آپ حضرت ہاجرہ کے بطن سے تقریباً 1800 سال قبل المسیح پیدا ہوئے، ابھی آپ بچے ہی تھے کہ ابراہیم علیہ السلام آپ کو آپ کی والدہ ہاجرہ کے ساتھ اس بنجر اور ویران علاقے میں چھوڑ آئے جو اب مکہ معظمہ کے نام سے مشہور ہے اور عالم اسلام کا قبلہ ہے اور پھر ایک دن ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں اب تم بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ مجھے ثابت قدیم پائیں گے جب ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو منہ کے بل ذبح کرنے کے لیے لٹایا تو خدا کی طرف سے آواز آئی اے ابراہیم! تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا ہم احسان کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں اور ہم نے اس کے لیے ذبح عظیم کا فدیہ دیا، مفسرین کا بیان ہے کہ خدا کی طرف سے ایک مینڈھا آگیا جسے ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اسی قربانی کی یاد میں ہر سال مسلمان عیدالاضحیٰ مناتے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جب آپ علیہ السلام جوان ہوئے تو ابراہیم نے ان کی مدد سے مکے میں خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی اور اس طرح دنیا میں اللہ کا پہلا گھر تیار ہوا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے جد اعلیٰ بالاتفاق حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ہیں۔

عن ابن إسحاق قال ولد لإسماعيل ابن إبراهيم اثنا عشر رجلا وأمهم السيدة بنت مضاض بن عمرو الجرهمي نابت بن إسماعيل و قيدر بن إسماعيل و أدبيل بن إسماعيل و مبشا بن إسماعيل و مسمع بن إسماعيل و دما بن إسماعيل و ماس بن إسماعيل و أدد بن إسماعيل و وطور بن إسماعيل و نفيس بن إسماعيل و طما بن إسماعيل و قيدمان بن إسماعيل ([1])۔

آپ علیہ السلام کے 12 بیٹے تھے اور یہ سب آپ کی دوسری بیوی حضرت سیدہ بنت مضاض بن عمرو جرہمی کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں:

1۔نابت 2۔قیدر یا قیدار 3۔ادبیل 4۔مبشا 5۔مسمع 6۔دما

7۔ماس 8۔ادد 9۔وطور 10۔نفیس 11۔طما 12۔قیمان

ان سب کی اولادیں انہی کی طرف منسوب ہوتی ہیں اور یہ تمام ان کے سرادر تھے ان میں سب سے زیادہ مشہور قیدار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ

---

[1] ۔ تاریخ الطبری، 314/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی ان ہی کی اولاد میں سے ہیں۔

3۔ جناب عدنان سے نبی کریم ﷺ تک:

یہ حصہ سب سے زیادہ مستند اور صحیح ہے اور خود نبی کریم ﷺ بھی جب کبھی اپنا نسب مبارک بیان فرماتے تو صرف عدنان تک ہی ذکر کرتے اور باقی کو چھوڑ دیتے اور فرماتے کہ اس سے آگے نسب بیان کرنے والوں نے غلطی کی ہے، چنانچہ الطبقات الکبریٰ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ أن النبی ﷺ کان إذا انتسب لم یجاوز فی نسبه معد بن عدنان بن أدد ثم یمسك ویقول کذب النسابون (1) اور صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کا نسب مبارک جناب عدنان تک ہی یوں ذکر کیا ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرة بن کعب بن لؤی بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن کنانة بن خزیمة بن مدرکة بن إلیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان (2) یہ سلسلہ 21 افراد پر مشتمل ہے اور آئندہ صفحات میں انہیں حضرات اور نبی کریم ﷺ کے خاندان مبارک کے دیگر افراد کا تذکرہ کیا جائے گا۔

---

[1] ۔ الطبقات الکبری لابن السعد: 47/1۔

[2] ۔ الصحیح البخاری: 1/543۔

Maktaba Tul Ishaat.com

محمد بن عبد اللہ ﷺ:

آپ ﷺ کا نام محمد، کنیت ابو القاسم، ہے اور آپ کے والد کا نام عبد اللہ بن عبد المطلب اور والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ہے آپ عام الفیل کے سال تقریباً 571ء میں پیدا ہوئے

آپ ﷺ کا تعلق قریش عرب کے معزز ترین قبیلہ بنوہاشم سے تھا اس خاندان کی شرافت، ایمانداری اور سخاوت بہت مشہور تھی یہ خاندان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھا جسے دینِ حنیف کہتے ہیں آپ ﷺ کے والد عبد اللہ بن عبد المطلب اپنی خوبصورتی کے لیے مشہور تھے مگر ان کا انتقال آپ ﷺ کی پیدائش سے چھ ماہ پہلے ہی بحالتِ سفر مدینہ منورہ میں ہو گیا آپ ﷺ کی کفالت آپ کے دادا عبد المطلب نے کی اور سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا اور جب آپ ﷺ کی عمر مبارک 6 سال کی ہوئی تو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ آپ ﷺ کو مدینہ لے گئیں لیکن واپسی پر مقامِ ابواء پے آپ کا انتقال ہوا اور آپ ﷺ کی پرورش اُمّ ایمن کے سپرد ہوئی، 8 سال کے ہوئے تو دادا کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا اور کفالت کا ذمہ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے لیا 9 سال کی عمر میں چچا کے ساتھ شام کا سفر فرمایا اور 25 سال کی عمر میں شام کا دوسرا سفر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی تجارت کے سلسلہ میں فرمایا اور اس سفر سے واپسی کے 2 ماہ بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے عقد ہوا اور 35

Maktaba Tul Ishaat.com

سال کی عمر میں قریش کے ساتھ تعمیرِ کعبہ میں حصہ لیا اور پتھر ڈھوئے، حجرِ اسود کے بارے میں قریش کے اُلجھے ہوئے جھگڑے کا حکیمانہ فیصلہ فرمایا جس پر سبھی خوش ہو گئے۔

آپ ﷺ کو بچپن سے اجتماعی کاموں میں اتنا لگاؤ اور دلچسپی ہے کہ جب بیت اللہ شریف کی تعمیر ہو رہی تھی تو آپ ﷺ بھی قریش مکہ کے ساتھ پتھر اٹھا کر لا رہے ہیں اور شرم وحیاء اتنی غالب ہے کہ جب آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ ننگے کندھے پر پتھر اُٹھا کر لا رہے ہیں تو ترس کھاتے ہوئے آپ ﷺ کا تہ بند کھول کر کندھے پر رکھ دیا آپ ﷺ شرم کے مارے بے ہوش ہو کر گر پڑے، یہ فرماتے ہوئے کہ میری چادر مجھ پر ڈال دو۔

کسب حلال کی یہ اہمیت کہ قریش کی بکریاں چراتے اور اس کی مزدوری سے اپنی ضروریات پوری فرماتے اور جب اور بڑے ہوئے تو تجارت جیسا اہم پیشہ اختیار فرمایا اور التاجر الصدوق الامین (امانت دار سچے تاجر) کی صورت میں سامنے آئے۔

معاملہ فہمی اور معاشرے کے اختلافات کو ختم کرنے اور اس میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی وہ صلاحیت ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر کے وقت حجرِ اسود کو اپنی جگہ رکھنے پر قریش کی مختلف جماعتوں میں اختلاف پیدا ہوا اور قریب تھا کہ ناحق خون کی ندیاں بہہ جاتیں لیکن آپ ﷺ نے ایسا فیصلہ فرمایا

Maktaba Tul Ishaat.com

جس کی سب نے تحسین کی اور اس پر راضی ہو گئے۔

صداقت و امانت کے ایسے گرویدہ کہ بچپن سے آپ ﷺ الصادق الامین کے لقب سے یاد کیے جانے لگے اور دوست تو دوست دشمن بھی آپ ﷺ کے اس وصف کا اقرار کرتے تھے چنانچہ قبائلِ قریش نے ایک موقع پر بیک زبان کہا کہ ہم نے بارہا تجربہ کیا مگر آپ ﷺ کو ہمیشہ سچا پایا۔ یہ سب قدرت کی جانب سے ایک غیبی تربیت تھی کیونکہ آپ ﷺ کو آگے چل کر نبوت و رسالت کے عظیم مقام پر فائز کرنا تھا اور تمام عالم کے لیے مقتدیٰ بنانا تھا اور امت کے لیے آپ ﷺ کی زندگی کو بطورِ اُسوۂ حسنہ پیش کرنا تھا۔

خلوت و عبادت:

بچپن میں رسول اللہ ﷺ نے چند قیراط پر اہلِ مکہ کی بکریاں بھی چرائیں مگر بعد میں آپ ﷺ کو خلوت پسند آئی چنانچہ غارِ حرا میں کئی کئی راتیں عبادت میں گزر جاتیں نبوت سے پہلے آپ ﷺ سچے خواب دیکھنے لگے، خواب میں جو دیکھتے ہو بہو وہی ہو جاتا ہے۔

نبوت:

جب سن مبارک 40 کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز فرمایا آپ ﷺ غارِ حرا میں تھے کہ جبرئیل علیہ السلام سورۃ اقراء کی ابتدائی آیتیں لے کر نازل ہوئے اس کے بعد کچھ مدت تک وحی کی آمد بند

Maktaba Tul Ishaat.com

رہی، پھر لگاتار آنے لگی، اس وحیِ الٰہی کی روشنی میں آپ ﷺ کی ایسی تربیت ہوئی کہ آپ ﷺ ہر اعتبار سے کامل بن گئے اور آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو اُمت کے لیے ایک بہترین اُسوۂ حسنہ بن کر سامنے آگیا امت کے ہر فرد کے لیے آپ ﷺ کی زندگی ایک اعلیٰ مثال ہے، جسے وہ سامنے رکھ کر زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کر سکتا ہے۔

دعوت و تبلیغ:

اِبتداءً آپ ﷺ نے پوشیدہ طور پر دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع فرمایا اور ابتدائی دعوت پر عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، مردوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، آزاد شدہ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اِیمان لائے، ان کے بعد بہت سے آزاد اور غلام اس دولت سے بہرہ مند ہوئے پھر آپ ﷺ کو علانیہ دعوت و تبلیغ کا حکم ہوا چنانچہ آپ ﷺ نے تمام قوم کو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور بت پرستی چھوڑنے کی دعوت پوری قوت سے شروع کی۔ بعض نے مانا اور بعض اپنی گمراہی پر قائم رہے۔

ہجرتِ حبشہ:

قوم نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو طرح طرح سے ستانا شروع کیا چنانچہ 5 نبوی میں آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ

Maktaba Tul Ishaat.com

عنہم کو حبشہ ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا یہ سب سے پہلی ہجرت تھی اور اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

7 نبوی ﷺ:

قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے خلاف ایک معاہدہ پر دستخط کیے کہ جب تک یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو ہمارے حوالے نہیں کرتے اُس وقت تک ان سے ہر قسم کا مقاطعہ کیا جائے اس کے نتیجے میں آپ ﷺ کو اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شعب ابی طالب میں نظر بند کر دیا گیا آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہجرتِ حبشہ کا حکم فرمایا اور یہ دوسری ہجرت کہلاتی ہے۔

10 نبوی ﷺ:

میں قریش کے بعض افراد کی کوشش سے یہ معاہدہ ختم ہوا اور آپ ﷺ کو آزادی ملی اسی سال نصاریٰ نجران کا ایک وفد مسلمان ہوا، اسی سال آپ ﷺ کے چچا ابو طالب اور آپ ﷺ کی غم گسار زوجہ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی اور قریش کی اِیذا رسانی اور بڑھ گئی اور اسی سال آپ ﷺ اہل طائف کی تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے اُنہوں نے ایک نہ سنی بلکہ اُلٹا در پے ایذاء ہوئے یہ سال عام الحزن (غم کا سال) کہلاتا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

11 نبوی ﷺ:

میں معراج کا واقعہ پیش آیا اور پنج گانہ نماز فرض ہوئی آنحضرت ﷺ نے حج کے موقع پر عرب کے مختلف قبائل کو دعوت دی چنانچہ مدینہ کے قبیلہ خزرج کے 6 آدمی مسلمان ہوئے۔

12 نبوی ﷺ:

اس سال اوس و خزرج کے 12 افراد نے آپ ﷺ سے بیعت کی یہ بیعت عقبہ اُولٰی کہلاتی ہے۔

13 نبوی ﷺ:

اس سال مدینہ کے 70 مردوں اور 20 عورتوں نے آپ ﷺ سے بیعت کی، یہ بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے۔

ہجرتِ مدینہ:

مدینہ میں اسلام کی روشنی گھر گھر پھیل چکی تھی آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہجرتِ مدینہ کا حکم فرمایا قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے دار الندوہ میں آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا اور آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا، اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ منصوبہ خاک میں ملا دیا اور آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا آپ ﷺ کافروں کے گھیرے سے باطمینان نکلے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے، ان کو ساتھ لے کر غارِ ثور تشریف لے گئے، یہاں 3 دن رہے، پھر ہجرت فرمائی اور مدینہ کی نواحی بستی قُبا پہنچے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اِسلام کا نیا دور:

ہجرت کے بعد سے اِ سلام کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اور پہلے قبا میں 14 دن قیام رہا، وہاں ایک مسجد بنائی، وہاں سے مدینہ طیبہ منتقل ہوئے حضرت ابوایوب اَنصارِی رَضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا، مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر فرمائی، اذان شروع ہوئی اور جہاد کا حکم ہوا اور آپ ﷺ نے دعوت و جہاد کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعتیں بھیجنا شروع کیں۔

سرایا و غزوات:

جس جہاد میں آپ ﷺ خود شریک ہوئے اسے غزوہ کہتے ہیں اور جس میں خود نہیں گئے، صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کو بھیجا، اسے سریہ کہتے ہیں، آپ ﷺ کے سرایا کی تعداد 47 ہے اور غزوات کی تعداد 27 ہے اس سال آپ ﷺ نے 3 دستے (سریے) روانہ فرمائے لیکن مقابلہ نہیں ہوا۔

حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات:

11ھ میں سفر حج کے بعد 26 صفر بروز پیر آپ ﷺ نے ایک سریہ جہاد روم کے لیے تیار فرمایا، جس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جیسے اکابر شامل تھے مگر اس کے امیر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے، یہ وہ آخری لشکر تھا، جس کا انتظام حضور ﷺ نے خود فرمایا ابھی یہ لشکر روانہ نہ ہوا تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وفات:

28 صفر میں آپ ﷺ کو بخار شروع ہو گیا، جب آپ ﷺ کا مرض طویل اور سخت ہو گیا تو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر آخری ایام مرض میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہنے لگے، رفتہ رفتہ مرض اتنا بڑھ گیا کہ آپ ﷺ مسجد تک بھی تشریف نہ لاسکتے، ایسی صورت حال میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ نماز پڑھائیں، تقریباً تیرہ دن متواتر یہ بخار رہا اور 12 ربیع الاوّل بروز پیر بوقت چاشت آپ ﷺ نے ہاتھ کو بلند فرمایا زبانِ قدسی سے اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ کہتے ہوئے جسمِ اطہر سے روح انور پرواز کر کے عالمِ قُدس میں جا پہنچی، قمری سال کے مطابق اس وقت آپ ﷺ کی عمر 63 سال چار دن تھی([1])۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

درج بالا سطور میں نبی کریم ﷺ کی زندگی مختصر طور پر بیان کی گئی ہے تفصیلی حالات کے لئے بڑی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے چنانچہ آپ جہاں داعی برحق ہیں تو وہیں انسانِ کامل بھی ہیں، آپ شوہر بھی ہیں آپ باپ بھی ہیں، آپ خسر بھی ہیں آپ داماد بھی ہیں، آپ تاجر بھی ہیں آپ قائد بھی ہیں،

---

[1] ۔ الرحیق المختوم، ص: 736۔

Maktaba Tul Ishaat.com

آپ سپہ سالار بھی ہیں آپ مظلوم بھی ہیں، آپ مہاجر بھی ہیں آپ نے زخم بھی کھائے آپ نے مشقت بھی جھیلی آپ نے بھوک بھی برداشت کی آپ نے بکریاں بھی چرائیں آپ نے سیادت بھی فرمائی، آپ نے معاملات بھی کیے، آپ نے لین دین بھی فرمایا، آپ نے قرض بھی لیا، آپ نے ایک انسان کی حیثیت سے معاشرہ کا ہر وہ کام کیا جو ایک انسان فطری طور پر کرتا ہے اس لیے آپ کو نمونہ بنائے بغیر نہ کوئی کامیاب باپ، شوہر، خسر، داماد، تاجر وسپہ سالار بن سکتا ہے اور نہ ہی حق تعالیٰ کی کما حقہ اپنی طاقت بھر اطاعت وعبادت کر سکتا ہے آپ کی سیرت طیبہ حیات انسانی کے ہر گوشہ کا کامل احاطہ کرتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کا ہر گوشہ پر نور اور مبارک ہے اسی لئے سیرت طیبہ کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری اور باعث خیر وبرکت ہے اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے زیر نظر کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے خاندان اور اہل بیت کے بارے میں ہمارے ادارے دار الشیبانی لِلافتاء والتحقیق کے مدیر جناب مفتی محمد عمر فاروق صاحب حفظہ اللہ نے معلومات جمع کی ہیں تاکہ عام مسلمان کو اپنے آقا و رسول اللہ ﷺ کے خاندان رشتہ داروں کے حالات معلوم ہو سکیں نبی کریم ﷺ کے شجرہ طیبہ کا مکمل احاطہ تحقیق طلب بھی ہے اور وسیع بھی تاہم ہم نے مختصر طور پر نبی کریم ﷺ کے خاندان اور رشتہ داروں کے

Maktaba Tul Ishaat.com

حالات جمع کئے ہیں تاکہ فائدہ حاصل کرنا آسان ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے محبوب آقا دو جہاں سرور کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ آپ کے خاندان اہل بیت صحابہ کرام اور جملہ متعلقین سے عقیدت اور قلبی محبت نصیب فرمائے اور ہماری زندگیوں کو اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منور فرمائے۔

آمین بجاہ السید النبی الکریم

محمد ہارون عفی عنہ

معاون مفتی

دارالشیبانی للافتاء والتحقیق

پہاڑ پور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين و الصلوة و السلام على سيد الانبياء والمرسلين محمد و على آله و صحبه اجمعين

جناب عدنان سے اوپر کے نسب میں غلطیاں ہیں اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی ان سے اوپر کا نسب بیان کرنے سے منع فرمایا ہے تو ہم یہاں صرف جناب عدنان اور ان سے نیچے کی ہستیوں ہی کا تذکرہ کریں گے۔

1: جناب عدنان:

یہ رسول اللہ ﷺ کے آباؤاجداد میں اکیسویں پشت میں سے ہیں اور آپ قیدار بن اسماعیل کی اولاد میں سے ہیں آپ تقریباً 122 ق م (قبل مسیح) پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام ادد تھا اور جمل من انساب الاشراف میں ہے انها المتطرة بنت على من جرهم أو من جديس ([1]) کہ آپ کی والدہ کا نام متطرہ بنت علی تھا جو کہ قبیلہ جرہم یا جدیس سے تعلق رکھتی تھیں اور المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام میں ہے انها بلها بنت يعرب بن قحطان وقيل بلها بنت ماعز قحطان کہ آپ کی والدہ کا نام بلھا بنت یعرب بن قحطان تھا اور علامہ ابن حبان رحمہ اللہ السیرۃ النبوی میں فرماتے ہیں کہ ان کا نام بلھا بنت ماعز بن قحطان تھا اسی

---

[1] ۔ جمل من أنساب الأشراف للبلاذری: 12/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

طرح آپ کی بیوی کے نام کے متعلق بھی اختلاف ہے چنانچہ جمہرۃ انساب میں ہے:وكذلك اختلفوا في زوجه على قومين

1: انها مهدد بنت اللهم بن جلبب بن جديس وقيل انها من طسم و الاول اثبت،

2: انها تيمة بنت يشجب بن يعرب بن قحطان،

کہ ان کا نام مھد د بنت اللھم تھا اور بعض نے لکھا ہے کہ آپ کی بیوی کا نام تیمہ بنت یشجب بن یعرب بن قحطان تھا۔

آپ کو جد العرب العدنانیہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اور تمام لوگوں کی نظر میں محترم اور عزت والے سمجھے جاتے تھے اور اس بات کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب بخت نصر نے عرب پر پہلا حملہ کیا تھا تب یرمیا بن برخیا علیہ السلام نے بخت نصر کو بتلایا تھا کہ ان کے علاوہ دیگر قبائل عرب پر حملہ کرنے کی اجازت ہے چنانچہ اس نے بھی ان کو چھوڑ کر دیگر قبائل عرب پر ہی حملہ کیا تھا اور پھر بعد میں بنو عدنان یمن کی طرف چلے گئے۔

جناب عدنان کے دو بیٹے تھے: 1:معد 2:عک

معد کی اولاد میں سے نبی کریم ﷺ ہیں اور انہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کی کنیت ابو معد پڑی اور عک اور ان کی اولاد نے یمن کی طرف ہجرت کی اور وہاں سلطنت قائم کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

2۔جناب معد بن عدنان:

آپ کا نام معد بن عدنان ہے اور آپ رسول اللہ ﷺ کے نسب میں بیسویں پشت پے ہیں آپ کی والدہ کا نام مھدد یا تیمہ تھا آپ کی کنیت ابو قضاعہ یا ابو نزار تھی جیسا کہ معرو بن جریر البلوی شاعر نے شعر میں کہا ہے کہ:

فإن معدا كان يكنى ببكره

قضاعة ما فينا له من يجمجم([1])

تاریخ طبری میں ہے أن معد بن عدنان لما ولد ابتدأت بنو إسرائيل بأنبيائهم فقتلوهم([2]) کہ آپ کی پیدائش حجاز مقدس میں ہوئی اور اس دور میں بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء کو قتل کرنا شروع کیا ہوا تھا اور تاریخ طبری ہی میں ہے وقد سلطت بختنصر عليهم لأنتقم منهم فعليكما بمعد بن عدنان الذى من ولده محمد الذى أخرجه في آخر الزمان أختم به النبوة وأرفع به من الضعة([3]) اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کر دیا اور اس نے اس پورے علاقہ کو فتح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی حضرت "ارمیا" یا "یرمیا" علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ بخت نصر حجاز کی جانب حملہ کرے لیکن معد بن عدنان کو کچھ نہ

---

[1] ۔ المناقب المزيدية لابي البقاء هبة الله: 337/1۔

[2] ۔ تاریخ الطبری: 559/1۔

[3] ۔ تاریخ الطبری: 559/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کہے کیونکہ ان کی نسل میں نبی آخر الزماں پیدا ہوں گے جن پر نبوت ختم ہو گی اور جو عالی مرتبہ والے ہوں گے اور ابو جعفر البغدادی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب المحبر میں لکھا ہے وقد کان عزوجل وھو اعلم امر ارمیا بن حلقیا و کان نبی بنی اسرائیل فی ذلك الزمان ان یاتی مکة فیخرج منها معبد بن عدنان الذی من ولده محمد، فاخرجه وھو شاب حتی اذا اقلع بخت نصر عن العرب رده الی مکه ([1]) کہ اللہ رب العزت نے اس وقت کے نبی ارمیا علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ مکہ مکرمہ جائیں اور وہاں سے معد بن عدنان کو لے آئیں، جب آپ انہیں شام کی طرف لے گئے تو اس وقت معد نوجوان تھے اور ابن اندلسی فرماتے ہیں کان معد فی زمان بختنصر ابن اثنتی عشرة سنة (2) کہ بخت نصر کے زمانہ میں معد 12 سال کے تھے۔

بہر حال پھر جب آپ واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے تو تو اس وقت یہاں صرف قبیلہ جرہم آباد تھا تو اس وقت آپ نے ان کی بیٹی سے شادی کر لی اور یہیں آپ کی اولاد 17 بیٹے ہوئے اور آپ کی وفا بھی یہیں ہوئی۔

3۔ جناب نزار بن معد:

آپ کا نام نزار بن معد ہے اور آپ کی کنیت ابو ایاد ہے نزار کا معنی قلیل کے ہوتے

---

[1] ۔ المحبر لابی جعفر، ص:7۔

[2] ۔ نشوة الطرب فی تاریخ جاهلية العرب، ص:312۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہیں چنانچہ ابوالفرج اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سمی بذلك لانه کان فرید عصرہ (1) آپ اپنے زمانہ میں یکتا اور بے مثال تھے اسی لئے آپ کا نام نزار رکھا گیا، اور علامہ سہیلی فرماتے ہیں و کان انوہ حین ولدہ له و نظر الی النور بین عینیه وهو نور النبوة الذی ینتقل فی الاصلاب الی محمد فرح فرحا شدیدا ونحر واطعم وقال ان هذا کله نزر لحق هذا المولود فسمی نزارا لذلك (2) کہ جب جناب معد کے گھر نزار پیدا ہوئے اور انہوں نے ان کو دیکھا تو ان کے چہرے پر نور محمدی کو پایا جو کہ ان کے خاندان میں منتقل ہوتا چلا آرہا تھا تو معد بہت زیادہ خوش ہوئے اور بڑی دعوت عام کا انتظام کیا اور فرمایا کہ یہ دعوت تو اس بچہ کے مقابلہ میں بہت معمولی ہے اور اسی وقت سے اس بچہ کا نام نزار پڑ گیا، اور علامہ ابوالفرج علی بن ابراہیم حلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں والامام احمد بن حنبل یجتمع معه ﷺ فی هذا الجد (3) کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا نسب بھی معد پر رسول اللہ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے۔

ابن سعید اندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان نزارا لما حضرته الوفاة قسم

---

1 ۔ نزهة الافکار فی شرح قرة الابصار: 32/1۔

2 ۔ الروض الانف: 32/1۔

3 ۔ سیرة الحلبیة: 28/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

امواله بين اولاده وكانوا اربعة ([1])نزار نے اپنی کل جائیداد اپنی وفات سے قبل ہی اپنے چار بیٹوں میں تقسیم کر دی تھی چنانچہ ابو البقاء اور علامہ زرقانی رحمہا اللہ فرماتے ہیں فلما مات دفن بذات الجيش فكان قبره يعرف بقبر النقي ([2]) کہ جب آپ کا انتقال ہوا تو تو آپ کو مدینہ کے قریب ذات الجیش کے مقام پر دفن کیا گیا اور آپ کی قبر "قبر التقی" کے نام سے مشہور ہے۔

آپ کی وفات پر آپ کے بیٹے ربیعہ نے مرثیہ پڑھا اور یہ بنو عدنان میں پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے شعر پڑھے تھے وہ مرثیہ درج ذیل ہے

نزار بن خير الناس قدما وحادثاً

معد بن عدنان سنا ليس يقبر

فمن لمجال الروع والموت حائم

إذا الخيل تدمى والفوارس تزأر

سيذهب روح العز عن مستقره

ويقبر معروف الندى حين يقبر

سكنت بأعلام المحصب من منى

---

[1] ۔ نشوۃ الطرب فی تاریخ جاهلية العرب ص:315۔

[2] ۔المناقب المزيديه : 344/1. شرح الزرقانی: 79/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وخلفت ريب الدهر فی الخلق يعبر

فيا ليت شعری ما الذی قلت بعدنا

ويا ليت شعری أم إلى أين تعبر ([1])

4۔جناب مضر بن نزار:

آپ کا نام مضر بن نزار ہے آپ کی والدہ کا نام سودہ بنت عک تھا اور آپ مضر الحمراء کے نام سے معروف تھے کیونکہ جب آپ کے والد نزار نے اپنا مال اپنے بیٹوں میں تقسیم کیا تو سرخ اونٹ، خیمے اور دینار وغیرہ آپ کے دیئے گئے اور آپ کے پاس مال و دولت بھی وافر مقدار میں تھا اور ابو البقا فرماتے ہیں وكان مضر بن نزار وصی ابيه والقائم بامر قومه بعده والحافظ لشرفهم ([2]) کہ والد نے اپنے بعد آپ کو قوم کا سردار بنایا آپ کی بیوی کے نام کے بارے میں چار اقوال ہیں الرباب، الخفاء، عطوی، اسمی۔

علامہ ابو الفرج علی بن ابراہیم حلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں و كان مضر من أحسن الناس صوتاوهو أول من حدا للإبل([3]) آپ نہایت ہی خوش

---

[1] ۔ التيجان فی ملوك الحمير لعبد الملك المعافری ص:224۔

[2] ۔ المناقب المزيديه:346/1۔

[3] ۔ سيرة الحلبية:27/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الھان تھے اور اونٹوں کے لئے حدی کہنا آپ ہی کی ایجاد کردہ ہے، آپ دین حنیف پر تھے اور اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا تسبوا مضر و ربیعة ولا تسبوا قیسا فانه كان مسلما (1) اللہ تعالیٰ نے مضر کو اپنے بھائیوں اور دیگر لوگوں پر آپ کی اولاد میں نبوت، شرافت، سیادت اور مال و دولت کی کثرت سے خصوصی فضیلت عطا فرمائی ہے، آپ کے اقوال لوگوں میں مشہور تھے اور انہیں لوگ وعظ و نصیحت میں پیش کیا کرتے تھے جیسے کہ حضرت لقمان کے اقوال کو پیش کیا جاتا ہے چنانچہ ابو البقاء نے آپ کے کچھ اقوال اپنی کتاب میں جمع کئے ہیں فرماتے ہیں:

من يزرع شراً يحصد ندامة

کہ جو شر کو بوئے گا وہ ندامت کو کاٹے گا،

وخير الخير أعجله

کہ بہترین نیکی وہ ہے جو جلدی سے کی جائے۔

فاحملوا أنفسكم على مكروهها فيما أصلحكم و أصرفوها عن هواها فيما أفسدكم، فليس بين الصلاح والفساد إلا صبر فواق

پس اپنے نفس کو ان چیزوں کی طرف راغب کرو جن میں تمہاری بھلائی ہے اور وہ انہیں پسند نہیں کرتا اور نفس کی ان خواہشات سے دور ہٹو جن میں

1۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد: 1/48، و المناقب المزيدية: 1/347۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تمہارا نقصان ہے۔

ثم خص بوصية أبيه الياس وأوصى اليه بوصية منها أتق الله يا بنى فإنك أذا أتقيته بصّرك رشدك اور کچھ وصیتیں آپ نے اپنے بیٹے الیاس کو بھی فرمائیں کہ میرے پیارے بیٹے تقویٰ اختیار کرو، اللہ سے ڈرو اور اپنی نظروں کی حفاظت کرو کیونکہ نظروں کی حفاظت ہی میں بھلائی ہے، وأذا مت فاقبرنى حيث أقبض فأنى أخاف إن أقبر فى موضع لا أستحقه وتوفى بخيف منى ثانى يوم النحر فد فن حيث قبض فمسجد الخيف على قبره ([1]) اور آپ نے وصیت فرمائی کہ جہاں میری موت ہو مجھے وہیں دفن کر دینا اور میری تدفین میں جلدی کرنا تاخیر مت کرنا، چنانچہ آپ کی دونوں وصیتوں پر عمل کیا گیا، آپ کا انتقال مسجد خیف کی جگہ پر 11 ذوالحجہ کو ہوا اور آپ کو وہیں دفن کر دیا گیا۔

5۔ جناب الیاس بن مضر:

لفظ الیاس ہمزہ کے کسرہ اور فتحہ دونوں سے پڑھا جاتا ہے حسین البکری رحمہ اللہ لکھتے ہیں واللام فيه للتعريف والهمزة للوصل وهذا اصح ([2]) کہ الیاس میں ہمزہ وصل کا ہے اور لام تعریف کے لئے استعمال

---

[1] ۔ المناقب المزيدية: 1/348۔

[2] ۔ تاريخ الخميس: 1/149۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوا ہے، اور حسین البکری، امام مغلطائی رحمہما اللہ کی سیرۃ کے حوالے سے ان کے نام کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں انما سمی الیاس لان مضر کان قد کبر ولم یولد لہ ولد فولد علی الکبر والیأس فسماہ إلیاس ([1]) کہ جناب مضر کی عمر زیادہ ہو گئی تھی اور آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی اور آپ بڑھاپے اور ناامیدی کو پہنچ گئے تھے تو اس وقت یہ پیدا ہوئے اور آپ کا نام الیاس پڑ گیا اہل عرب آپ کی بہت عزت اور احترام کیا کرتے تھے۔

آپ کی والدہ کا نام الرباب یا الخفاء تھا اور آپ کی بیوی کا نام لیلیٰ تھا جو کہ بعد میں خندف کے نام سے معروف ہوئیں،

ابو الربیع الحمیری رحمہ اللہ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ الیاس کے اونٹ خرگوش کی وجہ سے بھاگ گئے تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو آواز دے کر ان کے پیچھے جانے کو کہا تو ان کی بیوی بھی جلدی جلدی اپنے بیٹوں کے پیچھے جانے لگیں تو جناب الیاس نے انہیں کہا این تخندفین؟ کہ اتنی تیزی سے کہاں جارہی ہو، تو اسی وجہ سے ان کا نام خندف معروف ہو گیا([2])۔

آپ کے تین بیٹے تھے 1: مدرکہ، ان کا نام عامر تھا۔

2: طابخہ، ان کا نام عمرو تھا اور ان کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ کی کنیت

---

[1] ۔ تاریخ الخمیس: 149/1۔

[2] ۔ الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ: 15/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابو عمرو پڑی۔ 3: قمعۃ، ان کا نام عمیر تھا،

اور الاکتفاء ہی میں ہے ھو اول من اھدی البدن الی البیت([1]) کہ آپ وہ پہلے شخص ہیں جو خانہ کعبہ کی طرف ھدی لائے یعنی خانہ کعبہ کی طرف ھدی بھیجنے کی ابتداء آپ سے ہوئے۔

علامہ دمیری رحمہ اللہ ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا تسبوا الیاس فانہ کان مومنا کہ الیاس کو برا بھلا مت کہو کیونکہ وہ مومن تھے، اسی آپ فرماتے ہیں ان الیاس کان یسمع من صلبه تلبية النبي ﷺ بالحج ([2]) کہ الیاس اپنی پشت سے حج کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کی آواز سن لیا کرتے تھے اور آپ کو کبیر القوم کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

آپ کا انتقال جمعرات کے دن ہوا تھا اور آپ کی وفات سے آپ کی اہلیہ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ اس کے بعد کبھی سائے میں نہیں بیٹھیں اور اس قدر رویا کرتی تھیں کہ ان کے رونے کی مثالیں دی جانیں لگیں اور آپ کے رونے پر کئے شاعروں نے اشعار بھی کہے:

لو أنه يغني بكيت كخندف

على إلياس حتى ملها الشر تندب

---

[1] ۔ الاکتفاء بما تضمنه من مغازی رسول الله: 15/1۔

[2] ۔ حیاۃ الحیوان: 168/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

إذا مونس لاحت خراطيم شمسه

بكت غدوة حتى ترى الشمس تغرب

ولم ترعيناها سوى الدفن قبره

فساحت وما تدرى إلى أين تذهب

فلم يغن شيئا طول ما بلغت به

وما طلها دهر وعيش معذب [1]

اور جناب الیاس پر ہی رسول اللہ ﷺ کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ کا نسب آپ ﷺ سے مل جاتا ہے۔

6۔ مدرکہ بن الیاس:

آپ کا نام مدرکہ اور لقب مدرکہ تھا اور امام ابو الربیع الحمیری رحمہ اللہ نے ان کو مدرکہ کہنے کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ ایک مرتبہ ان کے والد جناب الیاس کے اونٹ بھاگ تو انہوں نے انہیں اور ان کے بھائیوں کو اونٹ واپس لانے بھیجا اور جب یہ واپس لائے تو تب سے ان کو مدرکہ کہا جانے لگا[2]۔

آپ کی بیوی کا نام سلمٰی یا ھند تھا اور آپ کے دو بیٹے تھے ھذیل اور خزیمہ اور انہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو ابو ھذیل اور ابو خزیمہ کی کنیت

---

[1] ۔ الاکتفاء بما تضمنه من مغازی رسول اللہ: 16/1۔

[2] ۔ الاکتفاء بما تضمنه من مغازی رسول اللہ: 15/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سے یاد کیا جاتا تھا اور امام ابو البقاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں و کان مدرکة سید اخوته و رئیس قومه والقائم فیهم مقام ابیه ([1]) کہ مدرکہ اپنے بھائیوں میں سرادر، قوم کے رئیس اور لوگوں میں عزت واحترام کے اعتبار سے والد کے بمنزلہ تھے، اور کچھ آگے مزید فرماتے ہیں وان درجة مدرکة هی اعلی الدرجات فی الفضل والشرف ([2]) کہ مدرکہ کو اپنی قوم میں بہت ہی بلند اور اعلیٰ مقام حاصل تھا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نسب جناب مدرکہ پر رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔

7۔ خزیمہ بن مدرکہ:

آپ کا نام خزیمہ ہے اور آپ کی بیوی کا نام عوانہ بنت سعد ہے اور آپ کے تین بیٹے تھے جبکہ آپ کی کنیت ابو کنانہ تھی اور آپ اپنے والد کی وفات کے بعد قوم کے سردار بنے اور ابو البقاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کان خزیمة بن مدرکة سید قومه بعد ابیه وفی ولده النبوة والثروة والشرف ([3]) اللہ تعالیٰ نے نبوت کے نور کو آپ کی نسل میں رکھا اور آپ کو خوب مال

---

[1] ۔ المناقب المزیدیة: 352/1۔

[2] ۔ المناقب المزیدیه: 355/1۔

[3] ۔ المناقب المزیدیة: 357/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

و دولت بھی عطا فرمائی، اور آپ اپنے آباؤاجداد کے نقش قدم پر سختی سے مکمل عمل پیرا تھے چنانچہ ابو البقاء رحمہ اللہ ابو عبیدہ سے نقل فرماتے ہیں

اول من اخلص من العرب بلا اله الا الله خزيمة بن مدركة([1]) کہ عرب میں سب سے پہلے اخلاص کے ساتھ لا إله الا الله کہنے والے خزیمہ بن مدرکہ تھے۔

آپ نے اپنی وفات سے قبل جو وصیتیں اپنے بیٹوں کو کی تھیں وہ مختلف علماء نے نقل فرمائی ہیں جن میں عجیب عاجزی اور نیک اعمال کی ترغیب اور بہت ہی عمدہ نصائح ہیں چنانچہ امام ابو البقاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أنتم بقية قوم نوح متناسلون من سلالة أبراهيم وأسماعيل عليهما السلام وقد ورثكم أباكم مجدا فصونوه ولا تهدموه باضاعته فقد سدتم العرب ودانت لكم عظموا شعائر الله وأخلصوا نياتكم وتقربوا اليه بالاعمال المرضية والافعال الزكية وصونوا لنفسكم عن كل دنية أعفوا عن الجانى وصلوا القاطع وأحسنوا الى المسيء ولا تميلوا الى الجمال فى النساء وأطلبوا العفاف والدين ولا تردوا الاكفاء عن حرمكم وإن كانوا مقلين فان المال غاد ورائح وظل زائل وأعلموا أنكم من

[1] ۔ المناقب المزيدية: 1/357۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ثمرة قوم صالحين غرسكم طيب منبت وأكرم محتد وسيكون

فيكم من تدين له العرب ويسود العجم فأنا نتوارث القول فيه

ولولا أشفاق عليه لبحت والذى أقول سيكون ([1])

دیکھیے کس عمدگی کے ساتھ جناب خزیمہ نے اپنی اولاد کو اعمال صالحہ پر عمل پیرا رہنے اور اپنے آباؤاجداد کے نقش قدم پر چلنے اور خاندانی بزرگی کی حفاظت کرنے اور مختلف امور سے بچنے کی تلقین کی ہے جو کہ آج کے اس دور میں والدین کے لئے اسوہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

8۔ کنانہ بن خزیمہ:

آپ کا نام کنانہ ہے اور آپ کی دو بیویاں تھیں برۃ بنت مر اور ھالۃ بنت سوید ، آپ کے 15 بیٹے تھے اور آپ کی کنیت ابو النضر تھی آپ بہت ہی بڑے مقام و مرتبہ کے حامل تھے چنانچہ ابن سعید الاندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں فيها النبوة والخلافة والفخر([2]) کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نسل میں نبوت کے نور کو رکھا تھا اور قوم کی سرداری اور قابل فخر چیزیں بھی انہیں کو عطا کی تھیں، چنانچہ آپ عرب میں بہت جلیل القدر سمجھے جاتے تھے یہاں تک کہ دور دراز سے لوگ صرف آپ کی زیارت کے لئے آتے تھے۔

ابو الفرج ابن جوزی رحمہ اللہ نے آپ کی والدہ کے نام کے متعلق دو اقوال نقل

---

[1] ۔ المناقب المزيدية: 1/357۔

[2] ۔ نشوة الطرب فى تاريخ جاهلية العرب، ص:322۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کئے ہیں کہ وہ یا تو عوانۃ بنت سعد بن قیس بن عیلان تھیں یا پھر ھند بنت عمرو بن قیس تھیں[1]۔

آپ کی شان اور عزمت پر ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم ﷺ کو آپ کی اولاد ہی میں رکھا چنانچہ حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے أن النبی ﷺ قال إن الله عز وجل اصطفى من ولد إبراهيم إسماعيل واصطفى من بني إسماعيل كنانة واصطفى من بني كنانة قريشا واصطفى من قريش بني هاشم واصطفاني من بني هاشم[2] کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو برگزیدہ بندہ کے طور پر چنا اور پھر آپ کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو برگزیدہ کے طور پر منتخب کیا اور پھر ان میں سے قریش کو چنا اور پھر قریش میں سے بنو ہاشم کو اور پھر بنو ہاشم میں سے مجھے سب سے ممتاز فرمایا۔ امام ابو جعفر طبری رحمہ اللہ نے آپ کی اولاد میں تقریباً 15 بیٹوں کو ذکر کیا ہے[3]۔

9۔ نضر بن کنانہ:

آپ کا نام قیس تھا لیکن آپ کی خوبصورتی اور حسن و جمال کی وجہ سے انہیں نضر

1۔ المنتظم فی تاریخ الملوک والامم: 230/2۔

2۔ مسند احمد بن حنبل رقم: 16987، صحیح مسلم رقم: 2276

3۔ تاریخ الطبری: 265/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کہا جاتا تھا اور آپ کی کنیت ابو یخلد تھی اور آپ قریش الاکبر کے لقب سے بھی جانے جاتے تھے، آپ کے تین بیٹے تھے اور اکثر مورخین نے بنو نضر کو بھی قریش میں بھی شامل کیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تعارف کے وقت فرمایا تھا نحن بنو النضر بن کنانة ([1]) کہ ہم بنو نضر میں سے ہیں۔

اور بعض مورخین نے قریش کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے چنانچہ بنو نضر کو قریش اکبر، فھر بن مالک کو قریش اوسط اور قصی بن کلاب کو قریش اصغر میں شمار کیا ہے ([2])

10۔مالک بن النضر:

آپ کا نام مالک بن نضر ہے اور آپ کی کنیت ابو الحارث تھی، آپ کی والدہ کا نام عکرشہ یا عاتکہ تھا آپ کے دو بیٹے تھے اور آپ کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیوی جندلة بنت الحارث کے بیٹے فہر میں نور نبوت رکھا تھا چنانچہ علامہ ابن ھشام رحمہ اللہ ابن اسحاق رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں فولد مالك بن النضر فهر بن مالك وامه جندة بنت الحارث ([3]) اور

---

[1] ۔ مسند ابي داؤد الطيالسى، رقم:1145 ، ومسند احمد بن حنبل رقم:21845۔

[2] ۔ السيرة النبوية:125/1۔

[3] ۔ السيرة النبوية لابن هشام:95/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بعض مورخین نے ان کے علاوہ دو اور بیویوں (سلمی بنت اُد بن طابخہ، جمیلہ بنت عدوان البارقیہ) کا ذکر بھی کیا ہے۔

11۔ فِھر بن مالک:

آپ کا نام فِھر ہے اور آپ کی بیوی کا نام لیلی بنت حارث یا عاتکہ بنت مخلد تھا آپ کے 7 بیٹے تھے اور آپ کی کنیت ابو الحارث تھی، آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے زمانہ میں بہت ہی زیادہ عزت، کمال اور عروج عطا فرمایا تھا چنانچہ امام ابو جعفر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں وكان فهر في زمانه رئيس الناس بمكة ([1]) کہ فہر بن مالک اپنے زمانہ میں مکہ کے سردار تھے، علامہ ابو الفرج الجوزی رحمہ اللہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے:

وكان قد أقبل من اليمن حسان بن عبد كلال الحميري يريد أن ينقل أحجار الكعبة من مكة إلى اليمن ليجعل الناس عنده فنزل بنخلة فأغار على سرح الناس فخرجت إليه قريش وقبائل كنانة وخزيمة وأسد وجذام ورئيسهم يومئذ هو بن مالك فاقتتلوا قتالا شديدا فهزمت حمير وأسر حسان أسره الحارث بن فهر فأقام في الأسر بمكة ثلاث سنين حتى افتدى نفسه منهم فأخرج فمات بين مكة واليمن ([2])

---

[1] ۔ تاریخ طبری: 262/2۔

[2] ۔ المنتظم فی تاریخ الأمم والملوك: 226/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

یمن کے حاکم حسان بن عبد کلال نے مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ خانہ کعبہ کو گرا کر اس کے پتھر یمن منتقل کرے تاکہ لوگ حج کرنے کے لئے یمن آیا کریں تو اس وقت فھر بن مالک نے اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر اس کا مقابلہ کیا اور بہت شدید لڑائی ہوئی اور بالآخر حسان کو شکست ہوئی اور یہ زخمی بھی ہوا اور تین سال تک قید میں رہا اور پھر فھر بن مالک نے اس کو آزاد کر دیا اور یہ واپس اپنے وطن یمن جا رہا تھا کہ راستے ہی میں یہ فوت ہو گیا۔

اس فتح کے نتیجے میں فھر کی عظمت اور رعب لوگوں پر قائم ہو گیا اور مکمل عرب آپ کا گرویدہ بن گیا۔

آپ ہی کا لقب قریش تھا اور قریش ویل مچھلی کو کہا جاتا ہے جو کہ سمندر کے بڑے جانوروں میں سے ایک ہے فہر اور آپ کی اولاد کو قریش کہنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ خوب طاقتور اور عظیم مرتبہ وشان والے تھے، اسی لئے مشرخ بن عمرو حمیری نے قریش کے متعلق درج ذیل اشعار کہے

وقریش ھی التی تسکن البحر

بھا سمیت قریش قریشا

سلطت بالعلو فی لجة البحر

علی ساکنی البحور جیوشا

تأکل الغث والسمین ولا

Maktaba Tul Ishaat.com

تترك يوما لذى الجناحين ريشا

هكذا في البلاد حتى قريش

يأكلون البلاد أكلا كشيشا

ولهم آخر الزمان نبي

يكثر القتل فيهم والخموشا

تملأ الأرض خيله ورجال

يحشرون المطي حشرا كميشا (1)

محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ نے اس کے علاوہ بھی قریش کی کئی وجوہ تسمیہ ذکر کی ہیں (2) بعض مؤرخین کی رائے ہے کہ آپ سے اوپر کے عرب قریش نہیں۔

12۔ غالب بن فھر:

آپ کا نام غالب اور کنیت ابو تمیم یا ابو تیم تھی آپ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں 35 ق م ہوئی، آپ کے تین بیٹے تھے جن میں سے دو بیٹے لؤی اور تمیم آپ کی بیوی سلمی کے بطن مبارک سے جبکہ ایک بیٹا آپ کی دوسری بیوی عاتکہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے جیسا کہ علامہ ابن ھشام رحمہ اللہ بھی

---

1 ۔ اعلام النبوۃ للماوردی، ص: 191۔

2 ۔ سبل الھدی والرشاد: 283/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فرماتے ہیں فو لد غالب بن فهر رجلين لؤی بن غالب و تیم بن غالب و امهما سلمى([1])۔

آپ نہایت ہی عمدہ اخلاق کے حامل تھے اور آپ کو سید من سادات القریش کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا چنانچہ شیخ ابو العباس رحمہ اللہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

وفی غالب بأس أبي الباس دونهم

يدافع عنهم كل قرن مغالب

کہ غالب بن فہر میں وہ طاقت تھی کہ اس طاقت ہی نے کسی اور میں ہونے سے انکار کر دیا اور یہی طاقت ان کی ہر غالب قوم سے حفاظت کرتی تھی، آپ کی وفات مکہ مکرمہ میں 50ء میں ہوئی۔

13۔لؤی بن غالب :

آپ کا نام لؤی ہے اور آپ کی پیدائش 20 سے 25ء میں ہوئی اور آپ کی کنیت ابو کعب یا ابو غالب تھی آپ کی دو بیویاں تھیں ماویہ بنت کعب اور البارِدۃ بنت عوف اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دونوں بیویوں کے بطن سے اولاد عطا فرمائی، یہ دور آپ کے خاندان پر صحرا نوردی کا تھا اور اسی وجہ سے آپ کے خاندان میں سے کچھ لوگ قبیلہ ربیعہ میں شامل ہو گئے تھے اور جریر فرماتے ہیں:

---

[1] ۔ السيرة النبوية لابن هشام (سیرت ابن ہشام): 95/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بني جشم لستم لهزان فأنتموا

لاعلى الروابي من لؤى ابن غالب

ولا تنكحوا في ال صور نسائكم

ولا شكيس بئس مثوى الفرائب

کہ اے خاندان جشم تم لوگ ہزان میں سے نہیں ہو لہذا ان سے اوپر لوی بن غالب کی طرف خود کو منسوب کیا کرو اور صور و شکیس کے خاندان میں اپنی عورتوں کی شادی بھی مت کرو۔

چنانچہ اس کے بعد یہ لوگ خود کو قریش میں شمار کرنے لگے اور مشہور ہے کہ جریر کو اس شعر کے بدلے ایک ہزار اونٹ انعام میں دیئے گئے تھے، آپ دین حنیفیہ پر قائم اور عمل پیرا تھے اور آپ کی وفات 100ء میں ہوئی۔

14۔ کعب بن لوی :

آپ کا نام کعب تھا اور آپ کی کنیت ابو ھصیص تھی آپ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں 60ء میں ہوئی آپ کی والدہ کا نام ماویۃ بنت کعب تھا آپ اپنے بھائیوں میں سب بڑے اور سمجھدار تھے آپ کی دو بیویاں تھیں وحشیۃ یا مخشیۃ بنت شیبان اور حبیبۃ بنت بجالۃ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے دونوں بیویوں کے بطن سے اولاد نوازی تھی۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے آپ نے نام کی مناسبت سے خوب رفعت، بلندی اور علو مرتبہ عطا فرمایا تھا اور آپ اپنے زمانہ میں اس قدر معروف و مشہور تھے کہ

Maktaba Tul Ishaat.com

آپ کی وفات سے لوگ تاریخ کا شمار کرنے لگے تھے اور اس وقت کے لوگ جمعہ کے دن کو یوم العروبۃ کہا کرتے تھے تو آپ ہی نے اس کا نام بدل کر جمعہ رکھا تھا اور اس دن لوگوں کو جمع کرنے کی رسم ڈالی اور لوگوں کو اس دن جمع کرکے آپ خطبہ بھی ارشاد فرماتے تھے اور اکثر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ میری اولاد میں ایک نبی کو بھیجیں گے پس اگر تم میں سے کوئی اس نبی کو پائے تو اس کی اتباع ضرور کرنا اور پھر یہ شعر پڑھا کرتے تھے :

یا لیتنی شاھد فحواء دعوته

اذا قریش تبغی الارض خذلانا

کہ کاش میں بھی اس نبی کی دعوت کے وقت موجود ہوتا جب قریش اس دعوت کی مخالفت کریں گے۔

بہر حال آپ بہت ہی عالی مرتبہ شخصیت کے حامل تھے اور اسی لئے ابو العباس آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

و کعب علا عن طالب المجد کعبه

فنال بادنی السعی اعلی المراتب

کہ کعب کے پاؤں کا ٹخنہ بڑائی کے ہر طالب سے اونچا ہے انہوں نے ادنی سی کوشش سے اعلیٰ مراتب حاصل کر لئے۔ آپ کی وفات مکہ مکرمہ میں 150ء میں ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

15۔ مرہ بن کعب:

آپ کا نام مرہ تھا اس کے معنی تلخ ہونے کے ہیں اور آپ کے یہ نام آپ کی بہادری اور شجاعت کی وجہ سے پڑا اور آپ کی کنیت ابویقظہ تھی اپ کی والدہ کا نام وحشیۃ یا مخشیۃ بنت شیبان تھا آپ اپنے بھائیوں میں سب سے سمجھدار اور عقل مند تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم مرتبہ عطا فرمایا تھا آپ کی دو بیویاں تھیں ھند بنت سریر اور اسما بنت سعد اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دونوں کے بطن مبارک سے اولاد نوازی تھی، ابو العباس آپ کی مدح سرائی ان الفاظ میں کرتے ہیں:

و مرة لم يحلل مريره عزمه

سفاه سفيه او محوبة خائب

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ائمہ متبوعین میں سے امام مالک رحمہ اللہ کا نسب آپ پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔

16۔ کلاب بن مرۃ:

آپ کا نام حکیم یا مھذب اور کنیت ابوزھرہ یا ابوالمغیرہ تھی آپ کی والدہ کا نام ھند بنت سریر تھا اور آپ نومبر 372ء میں پیدا ہوئے، کلاب کی مختلف وجوہ تسمیہ ذکر کی گئی ہیں بعض حضرات نے لکھا ہے کہ کلاب مکالبہ کے معنی میں مصدر ہے جس کے معنی دشمن پر بہادری سے حملہ کرنا یا جھپٹنا کے ہیں اور بعض حضرات نے لکھا ہے کہ آپ نے بہت سے شکاری کتے پالے ہوئے تھے جن

Maktaba Tul Ishaat.com

کی وجہ سے آپ کا نام کلاب پڑ گیا۔

آپ کی بیوی کا نام فاطمہ بنت سعد تھا جناب کلاب بڑی شان و شوکت اور عظمت والے بزرگ تھے چنانچہ شیخ ابو العباس آپ کے متعلق فرماتے ہیں

وحل کلاب من ذری المجد معقلا

تقاصر عنه کل دان وغائب([1])

کہ کلاب بزرگی کی ایسی چوٹی پر پہنچے ہوئے ہیں کہ اس سے ہر دور اور نزدیک والا شخص قاصر ہے۔

ایک اور شاعر نے آپ کی مدح سرائی ان الفاظ میں کی ہے:

حکیم بن مرة ساد الوریٰ

ببذل النوال وکف الاذیٰ

اباح العشیرة افضاله

وجنبها طارقات الردیٰ

جناب کلاب پر رسول اللہ ﷺ کا نسب والد اور والدہ دونوں کی طرف سے اکٹھا ہو جاتا ہے کیونکہ جناب عبد اللہ قصی بن کلاب کی اولاد میں سے ہیں اور آپ کی والدہ حضرت آمنہ زہرہ بن کلاب کی اولاد میں سے ہیں اور آپ ہی پر کعبہ سے بے داخلی کا دور جو کہ اولاد نابت اور قیدار سے شروع ہوا تھا ختم ہو جاتا ہے اور ایک نئے دور کی ابتداء ہوتی ہے۔

۔ الطبقات لابن سعد: 46/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

17۔ قصی بن کلاب:

آپ کا اصل نام زید ہے اور آپ رسول اللہ ﷺ کے پانچویں جد امجد ہیں اور آپ کا زمانہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے تقریبا 300 سال پہلے کا ہے آپ 400ء میں پیدا ہوئے اور آپ ابھی چھوٹے شیر خوار بچے تھے کہ آپ کے والد کلاب بن مرہ کا انتقال ہو گیا اور پھر آپ کی والدہ فاطمہ بنت سعد نے ربیعہ بن ضنہ سے نکاح کر لیا اور پھر آپ اپنی والدہ کے ہمراہ شام کی سرحد کے قریب ایک علاقہ میں رہائش اختیار کی اور وہیں آپ کی پرورش ہوئی۔

ایک دن وہاں آپ کا رفیوع نامہ آدمی سے تیر اندازی کا مقابلہ ہوا اور آپ جیت گئے تو اس شخص نے آپ کو بے وطنی کا طعنہ دیا جسکی وجہ سے آپ نے اپنی والدہ سے اپنے خادان کے بارے میں معلومات لیں اور مکہ مکرمہ آ گئے یہاں آپ کی ملاقات اپنے بھائی زہرہ سے جن کی اس وقت تک بینائی جا چکی تھی لیکن انہوں قصی کو آواز سے پہچان لیا اور کہا کہ ان کی آواز میرے والد کلاب کی آواز کے مشابہ ہے اور پھر زہرہ نے قصی کو اپنا بھائی تسلیم کیا اور جائیداد میں سے بھی حصہ عطا کیا، ان دنوں مکہ مکرمہ پر بنو خزاعہ کی حکومت تھی تو اس وقت کے سردار مکہ نے اپنی بیٹی حبۃ یا حبی بنت ہلیل کا نکاح جناب قصی سے کرا دیا اور جہیز میں بیت اللہ کی تولیت آپ کو دے دی اور اس طرح آپ بیت اللہ کے متولی بن گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

Maktaba Tul Ishaat.com

کے خاندان میں بیت اللہ کی تولیت لوٹ آئی ([1])۔

جناب قصی نے اولاد فہر کو جو مختلف علاقوں میں آباد تھے مکہ مکرمہ میں رہائش کی دعوت دی اور انہیں رہنے کے لئے جگہیں بھی عطا فرمائی، آپ بہت دور اندیش اور معاملہ فہم شخصیت کا مالک تھے اور آپ سے پہلے حجاج کرام کی خدمت کا کوئی منظم انتظام نہیں ہوتا تھا اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے یہ خدمات انجام دیں اور حجاج کرام کی خدمت کے لئے مختلف شعبے تشکیل دیئے جن میں السقایۃ، الرفادۃ، الندوۃ، اللواء قابل ذکر ہیں آپ نے پارلیمنٹ، دار الندوۃ (مشورہ کا گھر) کے نام سے ایک عمارت جس میں اہل مکہ کے مسائل کے متعلق گفتگو ہوتی تھی اور آپ کے اقوال عرب میں ضرب المثل کے طور پر استعمال ہوتے تھے جیسے کہ آپ نے فرمایا:

1: جو کوئی کسی کمینے شخص کا احترام کرے تو وہ بھی اس کے کمینے پن میں شریک ہے۔

2: جو کوئی اپنے مرتبہ سے زیادہ طلب کرے وہ محرومی کا مستحق ہے۔

3: حاسد چھپا ہوا دشمن ہے۔

آپ کو قصی اور مجمع کہا جاتا تھا قصی تو اس لئے کہ آپ بچن ہی میں اپنے خاندان سے دور چلے گئے تھے اور مجمع اس لئے کہ اپنے قبائل قریش کو مکہ مکرمہ میں دوبارہ جمع کیا۔

---

[1] الطبقات لابن سعد: 47/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

چنانچہ شاعر حذافہ بن غانم کہتے ہیں

قصی لعمری کان یرعی مجمعا

بہ جمع اللہ القبائل من فھر

اور جناب ابو العباس آپ کی مدح سرائی ان الفاظ میں کی ہے

وإن قصیا من کریم غراسۃ

لفی منھل لم یدن من کف قاضب

بہ جمع اللہ القبائل بعدما

تقسمھا نھب الأکف السوالب([1])

کہ یقین اقصی اپنی طبیعت کی مہربانی کی وجہ سے ایسے چشمے ہیں کہ جو کسی ظالم کے ہاتھ کے قریب نہیں انہیں کی بناء پر اللہ نے قریشی قبائل کو جمع کیا حالانکہ انہیں چھیننے والے ہاتھوں کی موتِ عامہ نے تقسیم کردیا تھا۔

آپ کا انتقال 480ء میں ہوا اور آپ کو حجون کے مقام پر دفن کیا گیا تھا۔

18۔عبد مناف بن قصی:

آپ کا نام مغیرہ تھا اور آپ 430ء میں پیدا ہوئے اور آپ اپنے حسن و جمال میں اپنی مثال آپ تھے اسی وجہ سے آپ اپنے دور میں قمر البطحاء کے لقب سے معروف تھے اور علامہ سُہیلی رحمہ اللہ عبد مناف کی وجہ تسمیہ بیان

---

[1] ۔البدایۃ والنھایۃ:197/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مناف کا لفظ اناف اور نیف سے ہے جس کے معنی بلند ہونے کے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے والد قصی ہی کی زندگی میں قوم کی سرداری عطا فرمادی تھی اور آپ کو قوم میں بلند مرتبہ عطا فرمایا تھا اور اسی وجہ سے آپ عبد مناف کہلائے آپ اپنے زمانہ میں لوگوں کو خدا پرستی اور حق شناسی کی تعلیم دیا کرتے تھے چنانچہ زمانہ جاہلیت کے پائے گئے کچھ پتھروں پر یہ عبارت بھی لکھی ہوئی ملی کہ میں مغیرہ قصی کا بیٹا ہوں اور اللہ کے تقویٰ اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہوں۔

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی شاعر کے درج ذیل اشعار رسول اللہ ﷺ کو سنائے تو آپ بہت خوش ہوئے تھے:

یا ایھا الرجل المحول رحلہ

الا نزلت بال عبد مناف

الخاطین غنیھم بفقرھم

حتی یعود فقیرھم کالکاف

کہ اے گٹھڑی اٹھا کر جانے والے تو عبد مناف کی اولاد کے ہاں کیوں نا جا ٹھہرا اگر تو وہاں چلا جاتا تو وہ تیری ناداری اور تنگ دستی کو دور کر دیتے او تو امیر غریب سب سے ایک جیسا سلوک کرتے ہیں اور فقیر کو غنی بنادیتے ہیں آپ کی دو بیویاں عاتکہ بنت مرۃ اور واقدۃ بنت ابی عدی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دونوں سے اولاد عطا فرمائی تھی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

آپ کا انتقال 600 ء میں مکہ مکرمہ میں ہوا اور آپ کو مقبرہ المعلاء میں دفن کیا گیا، آپ چوتھی پشت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور نویں پشت میں امام شافعی رحمہ اللہ کے جد اعلیٰ ہیں۔

19-ہاشم بن عبد مناف:

آپ کا نام عمرو تھا اور آپ عمرو العلاء کے نام سے معروف تھے اور آپ کو سید البطحاء اور ابو البطحاء کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا تھا آپ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت مرۃ تھا اللہ تعالیٰ نے جناب عبد مناف کی اولاد میں سے آپ کو سب سے زیادہ قیادت اور سیادت کا سلیقہ عطا فرمایا تھا اور پھر آپ ہی اپنے والد کی وفات کے بعد قوم کے سردار بنے، ابتدا میں آپ کے بھتیجے امیہ بن عبد الشمس نے آپ کی سرداری ماننے سے انکار اور آپ سے اختلاف کیا تو عسقلان کا ایک کاہن آپ لوگوں کے درمیان منصف اور فیصل مقرر ہوا اور اس نے جناب ہاشم کے حق میں فیصلہ دیا اور آپ بہت دور اندیش شخصیت کے مالک تھے اور آپ کو اس بات کا بخوبی ادراک تھا کہ قریش کی آبادی مکہ مکرمہ میں بڑھ رہی ہے اور یہاں ان لوگوں کو مستقل ذرائع آمدنی میسر نہیں اس لئے آپ نے سردیوں اور گرمیوں کے لئے دو تجارتی رخ اور مقامات کا انتخاب کیا اور آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قریش میں مستقل تجارت کا اہتمام کیا اور آپ موسم سرما میں قریش کے قافلہ کو یمن اور حبشہ کی طرف لے جاتے اور وہاں کے بادشاہ نجاشی سے بھی ملاقات

Maktaba Tul Ishaat.com

کرتے اور وہ آپ کی خوب عزت اور احترام کیا کرتا تھا اور موسم گرما میں شام اور فلسطین کی طرف سفر کیا کرتے تھے [1]۔

اسی کو ایک شاعر نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

سفرین سنهما له ولقومه

سفر الشتآء ورحلة الاصياف [2]

کہ ہاشم نے اپنی قوم کے لئے دو سفروں کا طریقہ جاری کیا ایک سفر سردی کا اور ایک گرمی کا،

اسی طرح قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو بیان کیا ہے:

لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ (1) إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ (2) فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ (3) الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ (4)

آپ کو ہاشم ایک خاص واقعہ کی وجہ سے کہا جاتا تھا اور وہ یہ ہے کہ آپ ایک مرتبہ تجارتی سفر کی وجہ سے ملک شام میں تھے وہاں آپ کو اطلاع ملی کہ مکہ میں قحط سالی کا عالم تو آپ وہاں سے اپنے سارے اونٹوں پر آٹا اور روٹیاں لاد لائے ور مکہ پہنچ کر دعوت عام کا اعلان فرمادیا اور تمام لوگوں کو گوشت کے شوربے میں روٹیاں توڑ کر کھلائیں اور اسی وجہ سے پ ہاشم کے نام سے

---

[1] ۔الطبقات لابن سعد: 75/1، البداية والنهاية: 209/1۔

[2] ۔معالم التنزيل (تفسير البغوى): تحت سورة الماعون الآيه: 1 311/5۔

Maktaba Tul Ishaat.com

معروف ہوئے کیونکہ ہاشم ہشم سے ہے اور ہشم کے معنی ٹکڑے کرنے کے ہوتے ہیں اور اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک شاعر نے کہا ہے:

عمرو العلاء هشم الثريد لقومه

ورجال مكة مسنتون عجاف([1])

کہ عمرو بلند مرتبہ والے نے اہل مکہ کو ثرید بنا کر کھلایا اور مکہ کے لوگ قحط سالی کی وجہ سے لاغر اور ناتواں تھے۔

آپ بہت سخی دل انسان تھے اور آپ کا دستر خوان ہمیشہ لگا رہتا تھا اور آپ غریب مسافروں کو سواری بھی عطا فرمایا کرتے تھے۔

آپ نہایت ہی خوبصورت تھے اور نور نبوت آپ کی پیشانی میں چمکتا تھا، آپ جب کبھی سفر میں ہوتے اور وہاں علماء بنی اسرائیل سے ملاقات ہوتی تو وہ آپ کو سجدہ کرتے اور آپ کے ہاتھوں کا بوسہ لیتے تھے اور اسی وجہ سے بے شمار علماء بنی اسرائیل اور اہل عرب نے اپنی لڑکیوں کو آپ کے نکاح میں پیش کیا تھا حتی کہ ہر قل شاہ روم نے بھی آپ کے لئے اپنی شہزادی کے نکاح کا پیغام بھیجا تھا اور درخواست کی تھی کہ آپ میری بیٹی کو اپنی زوجیت میں قبول فرمالیں مگر آپ نے انکار کر دیا تھا۔ آپ کے کل چھ نکاح ہوئے اور آپ کی بیویوں کے نام یہ ہیں:

---

[1] ۔ انساب الاشراف للبلاذری: 58/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سلمٰی بنت عمرو، ہند بنت عمرو، قیلۃ بنت عمرو، قیلۃ بنت عامر، امیمہ بنت عدی، واقدہ بنت ابی عدی اور عدی بنت حبیب اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب سے اولاد عطا فرمائی اور آپ ابو نضلہ کی کنیت سے بھی معروف تھے اور آپ کی اولاد میں ایک خاص ادبی ذوق تھا اور اسی وجہ سے آپ کی دو صاحبزادیوں خالدہ اور شفاء کے کہے ہوئے قصائد اور مرثیے قابل دید ہیں۔

آپ کا انتقال شام کے ایک تجارتی سفر میں غزہ کے مقام پر 497ء میں ہوا اور وہیں آپ کی تدفین کی گئی۔

20۔ عبدالمطلب بن ہاشم:

آپ کا نام شیبۃ الحمد تھا اور آپ کی والدہ کا نام سلمٰی بنت عمرو تھا، آپ نہایت ہی حسین و جمیل تھے اور اس کو اس شاعر نے یوں بیان کیا:

علی شیبۃ الحمد الذی کان وجھہ

یضیئ ظلام اللیل کالقمر البدری

کہ چودھویں رات کے چاند کی طرح شیبۃ الحمد کا چہرہ رات کی تاریکی کو روشن کر دیتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے والد ثابت عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو وہ آپ کے چچا مطلب سے ملے اور کہا کہ تمہارا بھتیجا خوب تیر انداز ہے اور ابھی اتنی چھوٹی سی عمر میں نشانہ بلا کل درست ہے اور اس سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا جب تم اس کو دیکھو گے تو

Maktaba Tul Ishaat.com

کمالات کا مجسمہ پاؤ گے چنانچہ مطلب نے اسی وقت مدینہ کی طرف سفر کی تیاری کی اور اپنے بھتیجے کے دیدار کے لئے روانہ ہو گئے اور وہاں آپ کے تیر اندازی کے مقابلہ کو دیکھ کر بھی خوش ہوئے اور جب بھی آپ کا تیر صحیح نشانہ پر لگتا تو آپ بلند آواز میں نعرہ لگاتے " انا ابن ہاشم ، انا ابن سید البطحاء "یہ دیکھ کر مطلب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور انہیں اپنے سینے سے لگایا اور پھر آپ کی والدہ سلمٰی بنت عمرو کی اجازت سے آپ کو اپنے ساتھ مکہ مکرمہ واپس لے آئے ([1])۔

آپ کو عبد المطلب کہے جانے کی بھی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ آپ کے چچا جب آپ کو مدینہ سے لائے تو ان کے کپڑے کافی میلے ہو گئے تھے اور چہرے سے یتیمی ٹپک رہی تھی اور لوگوں نے ان کے متعلق پوچھا تو آپ کے چچا نے شرم کی وجہ سے فرمایا کہ یہ میرا غلام ہے اور جب مکہ پہنچے تو انہیں بہت عمدہ کپڑے پہنائے اور تمام الوگوں کو بتایا کہ یہ میرا بھتیجا ہے بہر حال ان کے اس کہنے کی وجہ سے آپ عبد المطلب (مطلب کا غلام) کے نام سے مشہور ہو گئے، اس کے بعد آپ کی مکمل پرورش آپ کے چچا مطلب نے ہی کی اور آپ سخاوت میں اپنے والد ہاشم سے بڑھ کر تھے اور آپ کی مہمان نوازی باقی لوگوں سے بہت بڑھی چڑھی ہوئی تھی اور اسی وجہ سے آپ کو

---

[1] ۔ انساب الاشراف: 60/1، الطبقات لابن سعد: 62/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فیاض اور مطعم الطیر السماء کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا اور آپ نے اپنے اوپر شراب کو مکمل حرام کیا ہوا تھا اور آپ نے ہی سب سے پہلے غار حرا میں خلوت کا طریقہ اختیار کیا[1] آپ ہی کے خواب کی وجہ سے زم زم کے کنویں کی دوبارہ کھدائی ہوئی کیونکہ قبیلہ جرھم کے لوگ یہاں سے جاتے ہوئے اس کنویں کو اس طرح بند کر گئے تھے کہ اس کا ظاہرا کوئی نشان بھی باقی نہیں رہا اور پھر آپ ہی کی برکت سے مکمل انسانیت کو یہ نعمت دوبارہ حاصل ہوئی۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت عبد المطلب نے زمزم کے کھودنے کے وقت جب قریش کی جانب سے رکاوٹیں دیکھیں تو منت مانی تھی کہ اگر انہیں دس لڑکے ہوں گے اور وہ سن بلوغ کو پہنچ کر قریش کے مقابلے میں ان کی حفاظت کریں گے تو ان میں سے ایک لڑکے کو کعبۃ اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ (کی خوشنودی) کے لیے ذبح کر دیں گے جب انہیں پورے دس لڑکے ہوئے اور انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ وہ ان کی حفاظت کریں گے تو ان سب کو جمع کیا اور اپنی نذر کی انہیں خبر دی اور انہیں اللہ تعالیٰ کی نذر پوری کرنے کی دعوت دی انہوں نے اپنے والد ماجد کی بات مانی اور دریافت کیا کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے حضرت عبد المطلب نے کہا کہ تم میں سے ہر شخص ایک ایک تیر لے اور اس پر اپنے نام لکھ کر میرے پاس لائے انہوں نے ایسا ہی کیا اور

---

[1] ۔ شرح الزرقانی: 34/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عبد المطلب کے پاس آئے حضرت عبد المطلب انہیں لے کعبۃ اللہ کے اندر ہبل کے پاس آئے اور ہبل ایک باولی پر تھا اور یہ باولی وہ تھی جس پر بیت اللہ کی نذر و نیاز میں جو چیزیں آئیں وہاں جمع رہتی تھی اور ہبل کے پاس سات تیر رکھے تھے اور ہر تیر پر کچھ لکھا ہوا تھا ایک پر خون بہا، دوسرے پر ہاں، تیسرے پر نہیں، چھوتھے پر تم ہی میں سے، پانچویں پر تم میں ملا ہوا، چھٹے پر تم میں سے نہیں، ساتویں پر پانیوں کے متعلق کچھ لکھا تھا، حضرت عبد المطلب نے اس تیروں والے کے پاس آ کر کہا کہ میرے ان بچوں کے یہ تیر ہلا کر نکالو اور جو نذر انہوں نے مانی تھی اس کی کیفیت بھی اسے سنا دی ان میں سے ہر ایک لڑکے نے اپنا تیر اس کو دیا جس پر اس کا نام لکھا ہوا تھا، ابن اسحاق نے کہا کہ لوگوں کے خیال کے موافق عبد اللہ عبد المطلب کے بہت چہیتے فرزند تھے اور یہی دیکھ رہے تھے کہ اگر تیر ان پر سے نکل گیا تو گویا وہ خود بچ گئے جب تیر والے نے تیر لیے تا کہ انہیں حرکت دے کر نکالے تو حضرت عبد المطلب ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے جب تیروں والے نے تیر چلائے تو حضرت عبد اللہ کا نام نکلا پھر تو عبد المطلب نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور چھری لی اور انہیں لے کر اساف و نائلہ کے پاس آئے تا کہ انہیں ذبح کریں جب قریش نے دیکھا تو وہ اپنی مجلس چھوڑ کر ان کے پاس آئے اور کہا عبد المطلب تم کیا کرنا چاہتے ہو انہوں نے کہا میں اسے ذبح کرنا چاہتا ہوں جب قریش اور آپ کے

Maktaba Tul Ishaat.com

دوسرے لڑکوں نے دیکھا تو کہا خدا کی قسم اس کو ہرگز ذبح نہ کیجیے جب تک آپ مجبور نہ ہو جائیں اگر آپ ایسا کریں گے تو ہر ایک شخص ہمیشہ اپنے بچے کو لایا کرے گا کہ اس کو ذبح کرے اس طرح انسانی نسل باقی نہ رہے گی مغیرہ بن عبد اللہ نے کہا خدا کی قسم ایسا ہرگز نہ کیجیے جب تک کہ آپ مجبور نہ ہو جائیں اگر ان کا عوض ہمارے مال سے ہو سکے تو ہم ان کا فدیہ اپنے مال سے دیں گے قریش اور ان کے دوسرے بچوں نے کہا ان کو ذبح نہ کیجیے بلکہ انہیں حجاز لے چلیے وہاں ایک عرفہ (غیب کی باتیں بتانے والی) ہے جس کا کوئی (موکل یا شیطان یا کوئی روح) تابع ہے اس سے آپ دریافت کیجیے اگر اس نے بھی ان کو ذبح کرنے کا حکم دیا تو آپ کو ان کے ذبح کر ڈالنے کا پورا اختیار ہو گا اور اگر اس نے کوئی ایسا حکم دیا جس میں آپ کے اور اس لڑکے کے لیے اس مشکل سے نکلنے کی کوئی شکل ہو تو آپ اس کو قبول کر لیں پھر وہ سب کے سب وہاں سے چلے اور مدینہ پہنچے لوگوں کا خیال ہے کہ وہاں انہیں معلوم ہوا کہ وہ خیبر میں ہے تو پھر وہاں سے سوار ہو کر خیبر گئے حضرت عبدالمطلب نے اس عورت کو اپنے اور اپنے لڑکے کے حالات سنائے اور اپنے ارادے کا اظہار کیا تو اس عورت نے کہا آج تو میرے پاس سے تم لوگ واپس جاؤ یہاں تک کہ میرا تابع میرے پاس آئے اور میں اس سے دریافت کر لوں پس سب کے سب اس کے پاس سے لوٹ آئے اور حضرت عبدالمطلب اس کے پاس سے آ کر کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے

Maktaba Tul Ishaat.com

رہے دوسرے روز صبح سویرے سب اس کے پاس گئے اس عورت نے کہا ہاں مجھے تمہارے متعلق کچھ معلومات ہوئی ہے تم لوگوں میں دیت کی مقدار کیا ہے سب نے کہا دس اونٹ اور واقعۃً یہی مقدار تھی اس عورت نے کہا تم لوگ اپنی بستیوں کی جانب لوٹ جاؤ اور تم اپنے اس آدمی کو (اپنے لڑکے کو) اور دس اونٹوں کو پاس پاس رکھو اور ان دونوں پر تیروں کے ذریعے قرعہ ڈالو اگر تیر تمہارے اس لڑکے پر نکلیں تو اونٹوں کو اور بڑھاتے جاؤ یہاں تک کہ تمہارا پروردگار راضی ہو جائے اور اونٹوں پر تیر نکل آئے تو اس کی بجائے اونٹ ذبح کر دو، اس طرح تمہارا رب بھی تم سے راضی ہو جائے گا اور تمہارا لڑکا بھی بچ جائے گا (یہ سن کر) وہ وہاں سے نکل کر مکہ پہنچے جب سب اس رائے پر متفق ہو گئے تو حضرت عبدالمطلب اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور حضرت عبداللہ کو اور دس اونٹوں کو وہاں لے آئے اس حالت میں کہ حضرت عبدالمطلب ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ عزوجل سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا گیا تو حضرت عبداللہ پر نکلا تو دس اونٹ زیادہ کیے اور اونٹوں کی تعداد بیس ہو گئی اس طرح بڑھتی بڑھتی جب اونٹوں کی تعداد سو ہو گئی تو تب جا کر تیر اونٹوں پر نکلا وہاں پر موجود قریش اور دوسرے لوگوں نے کہا اے عبدالمطلب اب تم اپنے رب کی رضا مندی کو پہنچ گئے عبدالمطلب نے کہا اللہ کی قسم ایسا نہیں یہاں تک کہ تین وقت اونٹوں پر ہی تیر نکلے۔ پھر یہ عمل تین بار کیا گیا اور ہر بار ہی تیر اونٹوں

Maktaba Tul Ishaat.com

پر نکلا تو عبدالمطلب نے اللہ اکبر کی تکبیر کہی، حضرت عبدالمطلب کی لڑکیاں اپنے بھائی حضرت عبداللہ کو لے گئیں حضرت عبدالمطلب نے صفاو مروہ کے درمیان میں اونٹوں کو لے جاکر قربانی کی۔

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے جب ان اونٹوں کی قربانی کی تو ہر ایک کے لیے ان کو چھوڑ دیا (جو چاہیے گوشت کھائے) انسان یا درندہ یا طیور کوئی بھی ہو کسی کی ممانعت نہ کی البتہ خود نہ کچھ کھایا نہ آپ کی اولاد میں سے کسی نے کوئی فائدہ اٹھایا۔

حضرت عکرمہ عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ان دنوں دس اونٹوں کی دیت (خون بہا) ہوتی تھی حضرت عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جنھوں نے ایک جان کا بدلہ سو اونٹ قرار دیا جس کے بعد قریش اور عرب میں بھی یہی دستور ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کو خود بر قرار رکھا([1])۔

اصحاب فیل اور عبدالمطلب:

جب ابرہہ کی حکومت کو یمن میں بہت زمانہ گزر گیا تو اس نے صنعا میں ایک قلیسا بنوایا جو اس زمانہ میں بے مثل مکان تھا پھر اس نے نجاشی کو لکھا کہ میں نے تیرے لیے ایک ایسا قلیسا بنایا ہے جو اس وقت بے مثل مکان ہے اور

۱۔ الطبقات لابن سعد: 107/1

Maktaba Tul Ishaat.com

اسی پر میں نے قناعت نہیں کی بلکہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ عرب کے حجاج کی زیارت گاہ اسی کو قرار دو جب اس بات کی ملک عرب میں شہرت ہوئی تو نساہ کے قبیلہ بنی فقیم میں ایک شخص کو غصہ آیا اور وہ اس قلیسا میں آیا اور اس کو بول و براز سے آلودہ کر گیا اور پھر اس بات کی ابرہہ کو خبر دی گئی اور لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ کام ان لوگوں میں سے کسی کا ہے جن کے پاس ایام حج میں حجاج آکر ٹھہرا کرتے ہیں اس امر سے ابرہہ کو بہت غصہ آیا اور اس نے قسم کھائی کہ میں کعبہ جاؤں گا اور اسے منہدم کر دوں گا، چنانچہ ابرہہ حبشیوں کی ایک جرار فوج لیکر اسی قصد سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا، ایک ہاتھی جس کا نام محمود تھا وہ اس کے ساتھ تھا ایک روایت میں ہے کہ اس کے پاس تیرہ ہاتھی تھے اور سب کے سب محمود کے پیچھے پیچھے چلتے تھے مگر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فیل کو بصیغہ واحد بیان کیا ہے، بعض علما کرام فرماتے ہیں کہ اس سے وہی فیل مراد ہے جس کا نام محمود تھا وہ سب سے بڑا اور نہایت شوکت دار تھا جب ابرہہ روانہ ہوا تو عربوں نے یہ خبر سن کر اس سے جہاد کرنا ضروری سمجھا لہذا اشراف یمن میں سے ایک شخص جس کا نام ذونفر تھا وہ اس کے مقابل میں آیا مگر لڑائی میں اس نے شکست اٹھائی اور گرفتار ہوا، ابرہہ نے اسے قتل کرنا چاہا مگر پھر اس مہم کے انجام تک اسے قید میں رکھا جب آگے بڑھا تو دوسرا شخص نفیل بن الخشعمی اس کا مقابل ہوا اور اس نے بھی شکست کھائی اور گرفتار ہوا، نفیل نے ابرہہ

Maktaba Tul Ishaat.com

سے راستہ بتانے کے وعدہ پر رہائی پائی جب ابرہہ طائف میں پہنچا تو بنو ثقیف نے اپنا ایک آدمی جس کا نام ابو رغال تھا راستہ بتانے کے لیے ساتھ کر دیا اور جب یہ لشکر مغمس میں آیا تو وہاں ابو رغال مر گیا اسے وہی دفن کر دیا گیا، پھر ابرہہ نے اسود ابن مقصود کو مکہ کی طرف روانہ کیا اور وہاں سے عرب لوگوں کے اونٹ پکڑ لایا اور انہیں اونٹوں کے ساتھ حضرت عبدالمطلب کے بھی دو سو اونٹ تھے اس کے بعد ابرہہ نے ایک دوسرے آدمی حناط الحمیری کو مکہ معظمہ روانہ کیا اور اس سے کہا کہ قریش کے سردار سے کہو کے میں تم سے لڑنے کو نہیں آیا ہوں بلکہ میں صرف اس ارادہ سے آیا ہوں کہ کعبہ کو گرادوں اگر تم اس کے گرانے میں میری مزاحمت نہ کرو تو میں تم سے کچھ نہیں کہوں گا جب یہ بات حناط نے عبدالطلب بن ہاشم سے کی تو آپ نے کہا کہ ہم اس سے لڑنا نہیں چاہتے یہ بیت اللہ ہے اگر خدا کو اس کی حفاظت منظور ہوئی تو وہ آپ اس کی حفاظت کریں گا یہ بیت مکرم اس کا حرم ہے اور اگر اللہ ہی کو اس کی حفاظت منظور نہیں ہے تو ہمیں اس کے بچانے کی قوت نہیں ہے جب حناط نے حضرت عبدالمطلب کی یہ تقریر سنی تو حناط نے آپ سے کہا کہ اچھا آپ میرے ساتھ بادشاہ کے پاس چلیں جب دونوں بادشاہ کے لشکر میں پہنچے تو وہاں جاکر ذو نفر کا پتہ پوچھا جو کہ حضرت عبدالمطلب کا دوست تھا لوگوں نے بتادیا کہ وہ فلاں مقام پر ہے جب آپ اس سے ملے اور مشورہ کیا کہ اس معاملہ میں تم ہماری کیا مدد

Maktaba Tul Ishaat.com

کر سکتے ہو اس نے کہا کہ ایک قیدی کیا کر سکتا ہے جو ایک بادشاہ کے ہاتھ میں قید ہے جب چاہے اسے مار ڈالے البتہ جو یہاں کا ہاتھیوں کا سردار ہے جس کا نام انیس ہے وہ میرا دوست اس سے میں کچھ کہتا ہو اور آپ کے درجہ اور عزت کا حال بیان کرتا ہوں وہ آپ کو شائستہ انداز میں بادشاہ کے سامنے پیش کر دے گا اور جو آپ چاہتے ہیں وہ اس سے کہیئے حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ بس اتنا ہی کافی ہے چنانچہ اس نے انیس کو بلایا اور آپ کی اس سے سفارش کی اور کہا کہ قوم قریش کے یہ سردار ہیں، انیس نے ابرہہ سے آپ کا ذکر کیا کہ قریش کا سردار آپ کے لشکر میں آیا ہوا ہے تو ابرہہ نے آپ کو بلالیا حضرت عبدالمطلب بڑے تندرست و توانا اور خوب صورت جوان تھے جب ابرہہ نے آپ کو دیکھا تو آپ کی عظمت و بزرگی اس کے دل میں جگہ کر گئی اور اس نے آپ کی تعظیم کی اور تخت سے اتر پڑا اور فرش پر ان کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا اور اپنے برابر ان کو بٹھایا اور ترجمان سے کہا کہ پوچھو آپ کیا چاہتے ہیں؟ ترجمان نے آپ سے پوچھا کہ آپ یہاں کیوں آئے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ میرے دو سو اونٹ آپ کے آدمی پکڑ لائے ہیں وہ مجھے دلوا دیجئے ابرہہ نے ترجمان سے کہا کہ میں نے جب تمہاری صورت دیکھی تھی تو آپ کو بہت اچھا سمجھا تھا لیکن جب آپ سے میری بات چیت ہوئی تو وہ عظمت جو آپ کی میرے دل میں تھی ختم ہو گئی آپ نے اپنے اونٹوں کا مجھ سے سوال کیا اور جو آپ کا اور آپ کے آباؤ اجداد کا دین ہے اس کی

Maktaba Tul Ishaat.com

نسبت کچھ نہ کہا جس کے گرانے کے لیے میں آیا ہوں حضرت نے فرمایا کہ میں تو اونٹوں کا مالک ہوں اور اس بیت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے وہ اپنے گھر کی حفاظت خود کرے گا، ابرہہ نے کہا کہ وہ تو مجھ سے اس کی حفاظت نہ کر سکے گا اور حکم دیا کہ ان کے اونٹ واپس دے دیے جائیں جب عبد المطلب نے اونٹ لیے تو ان اونٹوں کے گلے میں جوتیاں ڈال دیں اور ان کو ہدیہ اور قربانی کے طور پر حرم میں چھوڑ دیا یہ عرب کا ایک دستور تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر اس میں سے کوئی اونٹ کھو جائے گا تو پروردگار عالم کو غصہ آ جائے گا۔

جب حضرت عبد المطلب بن ہاشم قریش کی طرف لوٹ کر آئے تو قوم کو اس معاملہ کی خبر دی اور مشورہ ہوا کہ مکہ سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا چھپیں پھر حضرت عبد المطلب کعبہ کے دروازے کے حلقہ کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور اشراف قریش بھی آپ کے ساتھ تھے آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور ابرہہ کے مقابلہ میں پروردگار عالم سے مدد چاہی حضرت عبد المطلب نے اس انداز میں رب العالمین کے حضور مناجات پیش کیں۔

یا رب لا أرجو لهم سواکا

یا رب فامنع منهم حماکا

اے پروردگار مجھ کو تیرے سوا ان دشمنوں کے دفع کرنے کے لیے اور کسی سے امید نہیں ہے، اے پروردگار تو ہی اپنی چیزوں کو ان حبشیوں سے بچا

Maktaba Tul Ishaat.com

ان عدوّ البیت من عاداکا

فامنعھم أن یخربوا قراکا

بیت کا دشمن وہی ہے جو تیرا دشمن ہے اس لیے تو ان کو روک کہ وہ تیرے صحن کو خراب نہ کریں

لا ھمّ ان العبد یمنع

رحلہ فامنع حلالك

اے اللہ ہر ایک بندہ اپنے گھر کی چیزوں کو بچاتا ہے تو اپنے گھر کی چیزوں کی حفاظت کر

لا یغلبنّ صلیبھم

ومحالھم عدوا محالك

ایسا ہر گز نہ کر کہ ان کی صلیب غالب ہو جائے اور ان کی قوت تیری قوت پر بھی غالب آجائے

والفیل کی یسبوا عیالك عمدوا حماك

بکیدھم جھلا وما رقبوا جلالك

اور اپنے تمام ملک کے لوگوں کو یہاں کھینچ کر لے آئے ہیں اور ان میں ہاتھی بھی ہیں کہ تیری عیال کو مصیبت میں ڈالیں

ان کنت تارکھم

وکعبتنا فأمر ما بدالك

Maktaba Tul Ishaat.com

اگر تو انہیں اور ہمارے کعبہ کو چھوڑ دے گا کہ جو چاہیں وہ اس کے ساتھ کریں تو جو بات ہو گی وہ تجھ پر ظاہر ہے۔

یہ مناجات کر کے حضرت عبد المطلب نے کعبہ کے حلقہ کو چھوڑ دیا پھر پہاڑوں کی گھاٹیوں میں جا کر مخفی ہو گئے ادھر جا کر وہ اس بات کے منتظر تھے کہ ابرہہ بیت کے ساتھ کیا کرتا ہے اور اس کے ساتھ اس بیت مقدس کا مالک کیا کرتا ہے۔([1])

دوسرے دن صبح کو ابھی آفتاب عالم تاب کی کرنیں پوری طرح افق عالم پر نمودار نہ ہو پائی تھیں اور شب کے آثار خاکدان عالم پر باقی تھے کہ حبشہ والوں کا لشکر مکہ مکرمہ سے دو فرسنگ دور وادی محاز سے روانگی کے لیے تیار ہوا، ابرہہ نے حکم دیا کہ روانگی سے قبل ہاتھیوں کو رنگا رنگ اور قیمتی زیوروں سے آراستہ کیا جائے، روانگی شروع ہوئی ابرہہ نے کہا کہ ہاتھیوں کو اول دستہ میں رکھا جائے اور محمود نامی ہاتھی سب سے آگے رہے کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ فتح و نصرت اس کے قدموں کی مرہون منت ہوتی ہے راوی کہتے ہیں کہ نفیل نے آگے بڑھ کر محمود نامی ہاتھی کے کان میں کہا کہ اے ہاتھی واپس لوٹ جا کیونکہ جس طرف تو جا رہا ہے وہ حرم خدا ہے اور ذات باری کی طرف منسوب ہے خبردار اس کو ذرہ برابر بھی نقصان نہ پہنچانا جب محمود ہاتھی نے اس ذات مقدس کا نام سنا تو گردن جھکائی اور جب اس کو خانہ

---

[1] ۔ اشرف التواریخ:6/2۔۔11، تاریخ الخمیس:190/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کعبہ کی طرف بڑھایا گیا تو شطرنج کے بے جان ہاتھی کی طرح خاموش کھڑا رہا اور سونڈ زمین پر رکھ دی، فیل بانوں نے امکانی کوشش کی لیکن کارگر نہ ہوئی مہاوت کبھی تو اس کا نام لے کر بڑھاتے، کبھی گالیاں دیتے، کبھی گردن پر انکس مارتے، کبھی اس کی پیشانی پر ضربیں لگاتے اور کبھی اس کے ساتھ نرمی وتلطف کے ساتھ پیش آتے لیکن ساری کوششیں عبث و بیکار رہیں، محمود نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا لیکن اس کے برخلاف اگر اسے کسی دوسری سمت موڑا جاتا تو وہ رواں دواں ہونے کے لیے تیار تھا البتہ دوسرے ہاتھی اپنے فیل بانوں کے ساتھ مکمل تعاون پر آمادہ تھے لیکن شگون تو اسی محمود نامی سے لینا تھا اور اسی سے توقعات وابستہ کر رکھی تھیں لہذا اس کے اس رویہ سے سخت پریشان تھے کہ ناگہانی زمین پر اندھیرا ہوتا محسوس ہوا اور جب آسمان پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ سمندر کی جانب سے کوے کے پروں کی طرح سیاہ پرندوں کے غول کے غول مصروف پرواز تھے یہ پرندہ کوتا گردن اور گردن پر گہرا سبز رنگ باغ کی تازہ گھاس کے مانند لمبی چونچ اور دراز پنجے اور قدو قامت میں قدی سے بڑا اور گوریا سے چھوٹا لاکھوں کی تعداد میں ایک عجیب انداز کے ساتھ فضائے آسمانی پر چھا گئے مشاہدین کا بیان ہے کہ وہ وقت ایسا تھا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آسمان پر سیاہ چادر تان دی گئی ہے علاوہ ازیں ایسے پرندے نہ تو مصر و شام کے علاقے سے تعلق تھے اور نہ خشکی وتری میں ایسے پرندے مصروف پرواز دیکھے گئے

Maktaba Tul Ishaat.com

تھے ہر پرندے کی چونچ اور پنجوں میں ایک ایک پتھر جو مسور کے دانہ سے بڑا اور چنے سے چھوٹا تھا دبا ہوا تھا جس پر ہر اس شخص کا نام تحریر تھا جس سے اس شخص کی ہلاکت مقرر تھی یہ پرندے فوج در فوج آتے پہلے خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے اور پھر ابرہہ کے لشکر کی جانب متوجہ ہو جاتے یہ قدرتی لشکر دنیاوی ساز و سامان سے آراستہ لشکر پر حملہ کرتا اور ان پر سنگ باری شروع کر دیتا اور اس چھوٹے سے پتھر میں قدرت نے یہ طاقت رکھی تھی جس جگہ بھی گرتا وہاں سے گزرتا گیا ہوا آر پار ہو جاتا اگر کسی سوار کے خود پر گرتا تو اس کے مقابلے کو چھیدتا ہوا سوار اور اس کے گھوڑے کے نیچے سے نکلتا جس کے نتیجہ میں سوار اور سواری دونوں ہلاک ہو جاتے۔

قصہ مختصر تمام لشکری خواہ سوار ہوں یا پیادے قہر الٰہی اور غضب خداوندی کا شکار ہو کر سرنگوں ہو گئے ابرہہ چونکہ اس معرکہ سے بھاگ گیا لیکن چند روز کے بعد اس کا مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا اس کی کیفیت اس طرح ہوئی کہ جب ابابیل کے لشکر نے ابرہہ کے لشکر پر یلغار کی تو یہ اپنے لشکر سے علیحدہ ہو کر سر پر پیر رکھ کر بھاگا اور حبشہ کی راہ پکڑی لیکن بد قسمتی نے یہاں بھی اس کا ساتھ نہ چھوڑا اور راستے میں کوڑھ کا شکار ہو گیا اور اس کے جسم کا جوڑ جوڑ الگ ہو گیا، ہاتھ سے انگلیاں گل گل کر گرنے لگیں اور جسم کے جوڑوں سے خون بہنے لگا اسی حالت میں وہ گرتا پڑتا نجاشی کے پاس آیا اور صورت حال بتلائی، اتفاقاً ایک پرندہ جو نجاشی کے قتل پر

Maktaba Tul Ishaat.com

مامور تھا اپنا مشن پورا کرنے کے لیے وہاں پہنچ گیا جس کے پنجے اور چونچ میں ابرہہ کے نام کے پتھر موجود تھے۔ جیسے ہی ابرہہ کی نظر اوپر اٹھی اس کو مصروف پرواز دیکھ کر نجاشی سے کہا کہ وہ ایسے ہی پرندے تھے جنہوں نے میرے لشکر کو تاراج کیا ہے اسی اثناء میں وہ پرندہ اپنا کام کر چکا تھا اور پتھر ابرہہ پر گرائے جا چکے تھے تاکہ ابرہہ بھی اپنے لشکریوں کے ساتھ واصل جہنم ہو جائے۔

قریش کے کچھ لوگ ابرہہ کے لشکر کی پسپائی و بربادی اور ان مصائب و ابتلا کے بعد کوہ حرا سے اتر کر تفتیش اور احوال جاننے لگے، ابرہہ کے لشکریوں کو دیکھا کہ وہ بے حس و حرکت پڑے ہوئے ہیں اور ان میں زندگی کی رمق بھی باقی نہیں ہے لہذا انہوں نے یہ طے کیا کہ سب کا ایک طرف سے جائزہ لینا شروع کریں اور بعد میں سب کو جا کر بتائیں گے تو حضرت عبد المطلب جو ایک فہیم و فطین اصحاب میں سے تھے انہوں نے حالات کا جائزہ لے کر ساتھیوں سے کہا ممکن ہے کہ لشکریوں نے مکر کا نٹھا ہو اور اس بے حس و حرکت پڑے رہنے میں کوئی سازش ہو جو ہمارے لیے نقصان کا سبب بن سکے لہذا تم یہاں ٹھہرو میں حالات کا جائزہ لے کر آتا ہوں کیونکہ میرے ابرہہ سے ذاتی تعلقات ہے لہذا وہ مجھے نقصان نہ پہنچائیں گے اور میں بخیر و عافیت واپس آ جاؤں گا اور اگر قدرت نے ان سے ان کی بد اعمالیوں کا بدلہ لے لیا ہے تو میں صیح خبر تمہیں آ کر بتاؤں گا جب آپ جائزہ لینے گئے تو آپ

Maktaba Tul Ishaat.com

نے اپنی دانست اور امور ملکی کے تجربہ کی بنا پر سمجھ لیا تھا کہ ابرہہ کے اقتدار کا سورج غروب ہو چکا ہے اور اس کے غرور کا بت پاش پاش ہو چکا ہے لیکن مکہ والوں کو حقیقت حال کا یقین دلانے سے پہلے آپ نے مناسب خیال کیا کہ ابرہہ اور اس کے لشکر کے چھوڑے ہوئے مال و متاع سے کچھ محفوظ کر لیا جائے لہذا آپ ابرہہ کی لشکر گاہ میں آئے اور مرضی کے مطابق تمام کام سر انجام دیئے اور قیمتی ساز و سامان کو جمع کر کے اس کو دفن کر دیا اس مال و دولت کی وجہ سے آپ کا معاشرتی مقام بہت بلند ہو گیا اس کام سے فراغت کے بعد آپ نے اعلان کیا کہ اے قوم قریش تمہیں مبارک ہو دشمن کا کام تمام ہو چکا ہے ان کا خانہ خراب ہو چکا ہے اور خانہ کعبہ محفوظ ہے اب اطمینان کے ساتھ نیچے اتر آؤ۔

حضرت عبد المطلب کا اعلان سن کر تمام لوگ نیچے دوڑتے ہوئے آئے تا کہ مال غنیمت سے جتنا زیادہ مل سکے حاصل کر لیں ایک یا دو دن انہوں نے مال جمع کرنے میں لگایا لیکن جب ابرہہ کے لشکریوں کی لاشوں سے تعفن اٹھنے لگا اور یہ بدبو نا قابل برداشت ہو گئی تو پھر حضرت عبد المطلب در کعبہ پر آ کر بارگاہ الہی میں مصروف ہوئے اور نہایت الحاح و زاری کے ساتھ بارگاہ الہی میں اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لیے دعا کی آپ کی دعا بارگاہ الہی میں مقبول ہوئی اور ایک سیلاب آیا جو ان لاشوں کو بہا کر لے گیا اور سرزمین مکہ ان کے ناپاک وجود سے پاک ہو گئی اس واقعہ کے بعد اہل مکہ

Maktaba Tul Ishaat.com

کے دل میں خانہ کعبہ اور حضرت عبد المطلب کی عزت و احترام اور بڑھ گیا اور اطراف و کناف میں قریش مکہ کی ہیبت و دبدبہ بڑھ گیا کیونکہ رب العالمین نے ان کے دفع و شر کے لیے عالم غیب سے لشکر جرار روانہ کر کے انہیں کیفر ار کردار کو پہنچایا۔

نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارک اسی سال ہوئی اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت اس واقعہ کے چھپن دن بعد ہوئی نبی کریم ﷺ نے خود بھی فرمایا کہ میں عام الفیل میں پیدا ہوا۔

ہاتھی والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں ایک سورت نازل کر ان حالات کا ذکر اس انداز میں کیا۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ (1) أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ (2) وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ (3) تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ (4) فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ (5)

ترجمہ: اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ہاتھی والوں کا کیا حال کیا، کیا ان کا داؤں تباہی میں نہ ڈالا اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے تو انہیں کھائی کھیتی کی پتی کر ڈالا۔

حضور اکرم ﷺ کی پیدائش ان ہی کی زندگی میں ہو گئی تھی اور آپ کے والدین کا انتقال بھی ان ہی کی زندگی میں ہو گیا تھا تو جناب عبد المطلب نے

Maktaba Tul Ishaat.com

انتہائی محبت اور شفقت سے انہیں پالا، حضرت عبدالمطلب حضور ﷺ کا بہت زیادہ خیال رکھتے اور آنحضرت ﷺ کی عزت و تکریم میں مبالغہ کرتے تھے اور آپ کے حالات کی دیکھ بھال میں انتہائی کوشش کرتے جہاں تک ہو سکتا اس کی محافظت کے جھنڈے بلند رکھتے کہتے ہیں کہ شفقت و محبت اور مہربانی جو حضرت عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے حق میں رکھتے تھے کسی دوسرے فرزند کے حق میں نہیں کیا اگر حضرت عبدالمطلب نیند میں ہوتے تو آنحضرت ﷺ کے سوا کوئی شخص انہیں خواب سے بیدار نہیں کر سکتا تھا، اگر اپنے احباب کے ساتھ یا تنہا کسی جگہ خلوت میں ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی شخص اندر نہیں جا سکتا تھا، آنحضرت ﷺ کے بغیر کسی کو آپ کے بستر پر بیٹھنا نصیب نہیں ہوتا تھا آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے متعلق ام ایمن کو تاکید کی ہوئی تھی کہ خبردار اس کے حال سے غافل نہیں ہونی چاہیے اور اس کی پرورش اچھی طرح کرنا کیونکہ اہل کتاب کہتے ہیں کہ یہ امت کا پیغمبر ہوگا، کہتے ہیں کہ اسی اثناء میں بنی مدلج کی ایک جماعت نے فن قیافہ میں مہارت حاصل کی وہ بیٹے کو باپ کی طرف منسوب کرتے تھے اور علم قیانہ میں مشہور تھے انہوں نے حضرت عبدالمطلب سے کہا، ہم نے آپ کے اس فرزند کے قدموں کو ملاحظہ کیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قدم کے ساتھ جس کا نشان مقام ابراہیم میں ظاہر ہے کسی قدم کو اس کے قدم سے زیادہ اس کے مشابہ نہیں دیکھا تو

Maktaba Tul Ishaat.com

حضرت عبد المطلب نے حضرت ابو طالب سے کہا سنو! یہ جماعت کیا کہتی ہے پس حضرت ابو طالب اس روز سے آنحضرت ﷺ کی محافظت کے لیے کوشاں ہوئے اور ان کا لحاظ کرنے لگے، ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبد المطلب کو آنحضرت ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ اپنے کسی بھی فرزند کے ساتھ اس قسم کی محبت کا اظہار نہیں کرتے تھے چنانچہ آپ سے ملے بغیر سفر نہیں کرتے اور ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کو ذکر خیر میں دوسروں پر ترجیح دیتے، حضرت عبد المطلب کے حجرہ میں آپ کی ایک خاص نشست گاہ تھی جس پر آپ کے بغیر کوئی شخص نہیں بیٹھتا تھا، شرفائے قریش کو اس نشست گاہ کے ارد گرد بٹھاتے حضرت عبد المطلب کی اولاد اس مسند کو اس کے ساتھ ہی مخصوص رکھتی چنانچہ کسی شخص کو میں یہ قدرت و جرات نہیں تھی کہ اس مسند کے قریب قدم رکھ سکے جب آنحضرت ﷺ اس محفل میں تشریف لاتے، رگ ہاشمی کی عظمت و جلالت سے حضرت عبد المطلب کے بساط دولت اور تخت اقبال پر فی الفور بیٹھ جاتے اور حضرت عبد المطلب بیٹے اور بزرگان قریش حضرت عبد المطلب کے احترام کی وجہ سے اس نشست گاہ کو عزیز رکھتے تھے اور بعض اوقات وہاں بیٹھنے سے منع کرنا چاہتے تھے حضرت عبد المطلب انہیں آواز دیتے اور کہتے دعوا بنی فو اللہ ان لہ شاناً عظیماً میرے بیٹے کو اس مسند پر بیٹھنے دو خدا کی قسم! اس کا نفس ایک شرف محسوس کرتا ہے جو مسند پر بیٹھے کا تقاضا کرتا ہے میں دیکھتا ہوں

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ اس کی بزرگی کے بہت سے نشانات ہیں اور عنقریب وہ تمہارا سردار ہو گا یہ نور جو میں اس کی پیشانی میں دیکھتا ہوں ایسے شخص کا نور ہے جسے لوگوں کی سرداری اور سرداری کے لیے پیدا کیا گیا ہے میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میرا یہ فرزند بہت بڑے ملک کا مالک ہو گا اور اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ ایک ایسا راز ہے جو کسی کے ساتھ نہیں، ہمیشہ آپ کے سر پر دست شفقت رکھتے اور آپ کی حرکات و سکنات اور خصائل سے خوش ہوتے تھے ایک روز رسول اللہ ﷺ حضرت عبد المطلب کی مسند پر مرجع صورت میں تشریف فرماتے تھے اور اکثر و بیشتر قریش حرم کے گرد و نواح میں موجود تھے حضرت عبد المطلب نے سب کو یہ حال دکھایا اور کہا، دیکھو! سلطنت و وجاہت کے آثار آپ کی حرکات و سکنات سے کس طرح ظاہر ہوتے ہیں۔([1])

آپ کی وفات 579ء میں ہوئی تھی اور اس وقت آپ کی عمر کے بارے میں مختلف اقوال ہیں جیسے 92، 82، 110، 140، 120، 144 سال، آپ کو جحون قبرستان میں اپنے جد اعلیٰ قصی کے پہلو میں دفن کیا گیا آپ کی وفات پر کئی دنوں تک بازار بند رہے اور منڈیوں میں کاروبار معطل رہے۔

حضرت ام ایمن بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت عبد المطلب کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پلنگ کے پیچھے کھڑے رو رہے تھے اس وقت آپ کی عمر مبارک آٹھ سال تھی۔

---

[1] معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ: 137/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن سعید بن المسیب نے بیان کیا کہ جب عبد المطلب کی رحلت کا وقت آیا اور انہیں اپنی موت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنی چھ لڑکیوں کو جمع کیا جن میں صفیہ، برہ، عاتکہ، ام حکیم البیضاء، امیمہ اور اروی تھیں اور ان سے کہا تم سب مجھ پر گریہ وزاری کرو تاکہ میں اپنے مرنے سے پہلے سن لوں کہ تم کیسے کروگی اور کیا کہو گی۔

ابن ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے علما شعر میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا جو ان اشعار کو جانتا ہو لیکن ان کی روایت محمد بن سعید بن المسیب نے کی، صفیہ بنت عبد المطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا

أرقت لصوت نائحة بليل

على رجل بقارعة الصعيد

رات میں ایک رونے والی کی آواز سے میری نیند اچٹ گئی جو ایک بالکل راستے پر کھڑے ہوئے شخص پر رو رہی تھی

ففاضت عند ذلکم دموعي

على خدى كمنحدر الفريد

اس وقت میرے آنسو میرے رخسار پر ڈھلکنے والے موتیوں کی طرح بہنے لگے۔

على رجل كريم غير وغل

له الفضل المبين على العبيد

Maktaba Tul Ishaat.com

اس شریف شخص پر جو دوسروں کے نسب میں ملنے کا جھوٹا دعوے دار نہ تھا جس کو بندگانِ خدا پر نمایاں فضیلت حاصل تھی۔

علی الفیاض شیبة ذی المعالی

أبیك الخیر وارث كل جود

شیبہ جو بڑا فیاض اور بلند مرتبے والا تھا۔ اپنے اچھے باپ پر جو ہر قسم کی سخاوت والا تھا۔

صدوق فی المواطن غیر نكس

ولا شخت المقام ولا سنید

اس پر جو جنگ کے میدانوں میں خوب لڑنے والا اپنے ہمسروں سے کسی بات میں پیچھے نہ رہنے والا نہ کم رتبہ اور نہ دوسروں کے نسب میں مل جانے والا تھا۔

طویل الباع أروع شیظمی

مطاع فی عشیرته حمید

اس پر جو بہت ہی کشادہ دست عجیب حسن و شجاعت والا بھاری بھر کم گھرانے کا قابل تعریف سردار تھا۔

رفیع البیت أبلج ذی فضول

وغیث الناس فی الزمن الحرود

Maktaba Tul Ishaat.com

اس پر جو عالی خاندان روشن چہرہ اقسام کے فضائل والا اور قحط سالی میں لوگوں کا فریادرس تھا۔

کریم الجد لیس بذی وصوم
یروق علی المسود والمسود

اس پر جو اعلیٰ شان والا، ننگ وعار سے بری، سرداروں اور خادموں پر فضل وانعام کرنے والا تھا۔

عظیم الحلم من نفر کرام
خضارمة ملاوثة أسود

اس پر جو بڑے حلم والا اعلیٰ شان والوں میں کا ایک فرد دوسروں کے بار اٹھانے والا سردار شیروں کے لیے پشت پناہ تھا۔

فلو خلد امرؤ لقدیم مجد
ولکن لا سبیل إلی الخلود

اگر کوئی شخص اپنی دیرینہ عزت وشان کے سبب ہمیشہ رہ سکتا۔

لکان مخلدا أخری اللیالی
لفضل المجد والحسب التلید

توضرور وہ اپنی فضیلت وشان اور دیرینہ خاندانی وقار کے سبب زمانے کی انتہا تک رہتا لیکن بقا کی طرف تو کوئی راستہ ہی نہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور برہ بنت عبد المطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا:

أعيني جودا بدمع درر

على طيب الخيم والمعتصر

اے میری آنکھو! نیک سیرت اور سخی پر موتیوں کے سے آنسوؤں سے سخاوت کرو۔

على ماجد الجد وارى الزناد

جميل المحيا عظيم الخطر

اعلیٰ شان والے پر لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے والے پر حسین چہرے اور بڑے رہنے والے پر۔

على شيبة الحمد ذى المكرمات

وذى المجد والعز والمفتخر

بزرگوں والے شیبۃ الحمد پر عزت وشان والے اور افتخار والے پر۔

وذى الحلم والفصل فى النائبات

كثير المكارم جم الفجر

آفات میں فضل وعطاو حلم کرنے والے پر بہت خوبیوں والے بڑے سخی مالدار پر۔

له فضل مجد على قومه

منير يلوح كضوء القمر

Maktaba Tul Ishaat.com

اپنی قوم پر اسے بڑے فضیلت حاصل تھی وہ ایسا نور والا تھا کہ چاند کی روشنی کی طرح چمکتا رہتا تھا۔

أتته المنايا فلم تشوه

بصرف الليالى وريب القدر

زمانہ کی گردشوں اور مکروہات تقدیر کو لیے ہوئے موتیں اس کے پاس آئیں اور اس پر اچٹتی ہوئی ضرب نہیں (بلکہ) کاری وار کیا۔

عاتکہ بنت عبد المطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا

أعيني جودا ولا تبخلا

بدمعكما بعد نوم النيام

اے میری آنکھو سونے والوں کے سو جانے کے بعد اپنے آنسو کی سخاوت کرو اور بخل نہ کرو۔

أعيني واسحنفرا واسكبا

وشوبا بكاء كما بالتدام

اے میری آنکھو خوب تیز جھڑی لگا دو اور یہ پڑھ اور اپنے رونے کے ساتھ رخساروں پر طمانچے بھی مارو۔

أعيني واستخرطا واسجما

على رجل غير نكس كهام

Maktaba Tul Ishaat.com

اے میری آنکھو خوب جم کر رولو اور ایسے شخص پر آنسو بہاؤ جو نہ پیچھے رہنے والا تھا اور نہ کمزور۔

على الجحفل الغمر فى النائبات

كريم المساعى وفى الذمام

بزرگ سردار پر آفات میں اپنے احسانات میں ڈبو لینے والے پر بزرگانہ کوششوں والے پر ذمہ داری کو پورا کرنے والے پر۔

على شيبة الحمد وارى الزناد

وذى مصدق بعد ثبت المقام

مہمان نواز شیبۃ الحمد پر اور (اپنے) مقام پر جے رہ کر صحت حملہ کرنے والے پر۔

وسيف لدى الحرب صمصامة

ومردى المخاصم عند الخصام

اس پر جو جنگ کے وقت ختم نہ ہونے والی تلوار اور جھگڑے کے وقت دشمن کو ہلاک کرنے والا تھا۔

وسهل الخليفة طلق اليدين

وفى عدملى صميم لهام

نرم سیرت والے کشادہ ہاتھوں والے وفادار سخت پختہ ارادے والے کثیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الخیر شخص پر۔

تبنك فی باذخ بیته

رفیع الذؤابة صعب المرام

اس پر جس کے گھر کی اساس علوشان پر مستحکم بلند طرے والے اعلیٰ مقاصد والے پر۔

ام حکیم بیضاء بنت عبدالمطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا

ألا یا عین جودی واستهلی

وبکی ذا الندی والمکرمات

ہاں اے آنکھ سخاوت اور آہ وفغاں کر اور بزرگوں والے اور سخاوت والے پر رو۔

ألا یا عین ویحك أسعفینی

بدمع من دموع هاطلات

ہاں اے کمبخت آنکھ لگاتار برسنے والے آنسوؤں سے میری امداد کر

وبکی خیر من رکب المطایا

أباك الخیر تیار الفرات

سواریوں پر سوار ہونے والوں میں جو سب سے اچھا تھا اس پر آہ وفغاں کر اپنے اچھے باپ پر جو میٹھے پانی کا موج زن دریا تھا۔

طویل الباع شیبة ذا المعالی

کریم الخیم محمود الهبات

Maktaba Tul Ishaat.com

شیبہ پر جو بڑا سخی اور بلند رتبوں والا نیک سیرت سخاوت میں قابل مدح وستائش تھا۔

وصولا للقرابة هبرزيا

وغيثا فى السنين الممحلات

صلہ رحمی کرنے والے پر اس پر جس کے چہرے سے شرافت و جمال ظاہر ہوتا تھا۔ جو قحط سالیوں میں برستا ہوا بادل تھا۔

وليثا حين تشتجر العوالى

تروق له عيون الناظرات

جو نیزوں کے ایک دوسرے سے مل کر جھاڑی کی طرح بن جانے کے وقت کا شیر تھا جس کے لیے دیکھنے والوں کی آنکھیں بہہ پڑتی ہیں۔

عقيل بنى كنانة والمرجى

إذا ما الدهر أقبل بالهنات

جو بنی کنانہ کا سردار تھا اور زمانے کے اقسام کی آفتیں سر پر پڑنے کے وقت امیدوں کا آسرا تھا۔

ومفزعها إذا ما هاج هيج

بداهية وخصم المعضلات

Maktaba Tul Ishaat.com

جب کوئی سخت آفت آتی تو اس کے خوف کو وہ دور کر دینے والا اور مشکلات کا مقابلہ کرنے والا تھا۔

فبكيه ولا تسمى بحزن

وبكى ما بقيت الباكيات

پس ایسے شخص پر آہ وفغاں کر اور غم کرنے میں سستی نہ کر اور دوسری رونے والیوں کو اس وقت تک رلاتی رہ جب تک تو باقی رہے۔

امیمہ بنت عبد المطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا

ألا هلك الراعي العشيرة ذو الفقد

وساقي الحجيج والمحامي عن المجد

سن لو کہ خاندان کا محافظ خاندان والوں کو ڈھونڈ نکالنے والا حاجیوں کا ساقی عزت وشان کی حمایت کرنے والا چل بسا۔

ومن يؤلف الضيف الغريب بيوته

إذا ما سماء الناس تبخل بالرعد

جس کا گھر مسافر مہمانوں کو اس وقت جمع کر لیتا تھا جب لوگوں کا آسمان گرج کے باوجود بخل بھی کرتا تھا۔

كسبت وليدا خير ما يكسب الفتى

فلم تنفلك تزداد يا شيبة الحمد

Maktaba Tul Ishaat.com

جو خوبیاں ایک جواں مرد حاصل کیا کرتا ہے اے شیبۃ الحمد تو نے ان خوبیوں میں کی بہترین صفتیں اپنی کم سنی ہی میں حاصل کر لیں اور پھر ان میں تو ہمیشہ ترقی ہی کرتا رہا۔

أبو الحارث الفياض خلى مكانه

فلا تبعدن فكل حى إلى بعد

ایک فیاض شیر نے اپنی جگہ خالی کر دی پس تو (اسے اپنے دل سے) دور نہ کر کہ ہر زندہ (کسی نہ کسی روز) دور ہونے والا ہے۔

فإنى لباك ما بقيت وموجع

وكان له أهلا لما كان من وجدى

میں تو جب تک رہوں گا آبدیدہ اور غمگین ہی رہوں گا۔ اور میری محبت کے لحاظ سے وہ اس کا سزاوار تھا۔

سقاك ولى الناس فى القبر ممطرا

فسوف أبكيه وإن كان فى اللحد

قبر میں بھی تمام لوگوں کی سرپرستی کرنے والا (خدا) تجھ کو (اپنی رحمت کی) بارش سے سیراب رکھے۔ میں تو اس پر روتا ہی رہوں گا۔ اگرچہ وہ قبر ہی میں رہے۔

فقد كان زينا للعشيرة كلها

Maktaba Tul Ishaat.com

وكان حميدا حيث ما كان من حمد

وہ اپنے پورے گھرانے کی زینت تھا۔ اور جہاں کہیں جو تعریف بھی ہو وہ اس تعریف کا سزاوار تھا۔

اروی بنت عبد المطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔ بكت عيني

وحق لها البكاء

على سمح سجيته الحياء

میری آنکھ ایک سر تا پا سخاوت اور حیا شعار پر روتی ہے اور اس آنکھ کے لیے رونا ہی سزاوار ہے۔

على سهل الخليقة أبطحى

كريم الخيم نيته العلاء

نرم خو بطاح کے رہنے والے بزرگانہ سیرت والے پر جس کی نیت عروج حاصل کرنے کی تھی۔

على الفياض شيبة ذى المعالى

أبيك الخير ليس له كفاء

بلند رتبوں والے فیاض شیبہ پر جو تیرا بہترین باپ تھا جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

طويل الباع أملس شيظمى

أغر كأن غرته ضياء

Maktaba Tul Ishaat.com

کشادہ اور نرم ہاتھ والے بھاری بھر کم سفید پیشانی والے پر جس کی سفیدی ایسی تھی گویا ایک روشنی ہے۔

أقب الكشح أروع ذی فضول

له المجد المقدم والسناء

پتلی کمر والے عجیب حسن و شجاعت والے بہت سی فضیلتوں والے پر جو قدیم سے عزت و بزرگی اور مدح و ثنا کا مالک ہے۔

أبي الضيم أبلج هبرزی

قديم المجد ليس له خفا

ظلم کی برداشت نہ کرنے والے روشن چہرے والے پر جس کے چہرے سے شرافت اور جمال ظاہر ہوتا تھا۔

جس کی بزرگی اور شرف قدیم ہے جس میں قسم کی پوشیدگی نہیں۔

ومعقل مالك وربيع فهر

وفاصلها إذا التمس القضاء

جو بنی مالک کے لیے پناہ کی جگہ اور بنی فہر کے لیے بہار کی بارش اور جب جھگڑوں کے فیصلے کے لیے تلاش ہوتی تو وہی ان میں فیصلہ کرنے والا ہوتا تھا۔

وكان هو الفتى كرما وجودا

وبأسا حين تنسكب الدماء

Maktaba Tul Ishaat.com

جو دو سخا میں وہ ایک جواں مرد تھا اور دبدبے میں بھی وہی یکتا تھا جبکہ خون بہتے تھے۔

إذا هاب الكماة الموت حتى
كأن قلوب أكثرهم هواء

اور جب کہ زرہ پوش بہادر موت سے یہاں تک ڈرتے کہ ان میں کے اکثروں کے دلوں کا یہ حال ہوتا کہ گویا وہ ہوا ہیں۔

مضى قدما بذى ربد خشيب
عليه حين تبصره البهاء

قدیم سے اس کا یہ حال رہا ہے کہ جب تو اسے جوہر والی صیقل کی ہوئی (تلوار) کے ساتھ دیکھتا تو اس پر رونق نظر آتی تھی۔

جب سب کی زبان بند ہوگئی تو عبد المطلب نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں مجھ پر ایسے ہی بیان کرنا۔ ([1])

رسول اللہ ﷺ کے چچا:

جناب عبد المطلب کی چھ شادیاں ہوئیں تھیں آپ کی ازواج کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ صفیہ بنت جندب بن حجر　　2۔ فاطمہ بنت عمرو بن عایذ

[1] ۔ السيرة النبوية لابن هشام: 1/169۔۔173۔

Maktaba Tul Ishaat.com

3۔ لبنیٰ بنت ہاجر　　　4۔ ہالہ بنت وہب بن عبد مناف

5۔ نتیلہ بنت جناب　　　6۔ ممنعہ بنت عمرو بن مالک

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب ازواج سے اولاد عطا فرمائی تھی،

1۔ حارث بن عبد المطلب:

آپ حضرت صفیہ بنت جند کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے اور جناب عبد المطلب کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے اور جناب عبد المطلب نے خانۂ کعبہ کی خدمات اور سرداری ان ہی کو دی تھی اور علامہ ابن سعد فرماتے ہیں ساعد اباہ عبد المطلب فی حفر بئر زمزم ([1]) آپ نے زم زم کی کھدائی میں بھرپور حصہ لیا تھا قاضی سلمان منصور پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ کے چار بیٹے (نوفل، عبد اللہ، ابو سفیان، ربیعہ) ([2]) اور ایک بیٹی اروی تھی آپ کا انتقال جناب عبد المطلب ہی کی زندگی میں ہو گیا تھا۔

2۔ زبیر بن عبد المطلب:

آپ جناب فاطمہ بنت عمرو کے بطن سے پیدا ہوئے اور جناب عبد اللہ بن عبد المطلب کے حقیقی بھائی تھے، آپ نہایت ہی فصیح البیان اور بہترین شاعر تھے اور آپ جناب عبد المطلب کے وصی تھے اور آپ نے حلف الفضول کی تجدید میں اہم قردار ادا کیا اور اس کو بحال کرایا، آپ کا نقال مکہ مکرمہ میں

---

[1] ۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد: 83/1۔

[2] ۔ رحمۃ للعالمین: 332/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوا اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک 24 سال تھی آپ ایک بیٹا عبد اللہ اور دو لڑکیاں صباعہ اور ام حکیم تھیں جو کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان بھی لے آئے تھے۔

3۔ابو طالب:

جناب ابو طالب بن عبد المطلب آپ ﷺ کے چچا اور علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے والد تھے آپ کا نام عمران یا عبد مناف اور کنیت ابو طالب تھی آپ 539ء میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام عبد المطلب اور والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو تھا آپ حضور ﷺ کے والد عبد اللہ بن عبد المطلب کے سگے بھائی تھے، آپ کی اہلیہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں سب سے بڑے بیٹے کا نام طالب ابن ابی طالب اور باقی بیٹوں میں جعفر الطیار، عقیل ابن ابی طالب اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم شامل تھے اور دو بیٹیاں ام ہانی بنت ابی طالب اور جمانہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب اور دادا جناب عبد المطلب کی وفات کے بعد آٹھ سال کی عمر سے آپ کے زیر کفالت رہے، آپ نے ایک بار شام اور بصرہ کا تجارتی سفر کیا تو آنحضرت ﷺ کو بھی ہمراہ لے گئے اس وقت حضور ﷺ کی عمر بارہ برس کے لگ بھگ تھی، اس سفر میں راہب نے حضور ﷺ کو نبوت کی نشانیاں دیکھ کر پہچان لیا تھا،

Maktaba Tul Ishaat.com

آپ نے اسلام قبول کیا یا نہیں یہ ایک متنازع موضوع ہے۔ آپ نے تاحیات اشاعت اسلام میں حضور ﷺ کا ساتھ دیا۔

جناب ابو طالب شاعر تھے اور آپ کے بے شمار اشعار تاریخ میں ملتے ہیں آپ کا ایک قصیدہ بہت مشہور ہے جس کا ابن کثیر نے تذکرہ و تعریف کی ہے یہ قصیدہ سو سے زیادہ اشعار پر مشتمل ہے اور تمام حضور ﷺ کی مدح و ثنا میں ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں

وابیض یستسقی الغمام بوجهه

ثمال الیتمی عصمة للارامل

یعنی آپ ﷺ روشن سفید چہرے والے ہیں اور آپ کے چہرے کے واسطے سے بارش طلب کی جاتی ہے اور آپ یتیموں کا سہارا اور فریاد رس اور بیواؤں کے حاجت روا ہیں۔

آپ کی وفات 619ء میں ہوئی اور آپ کی وفات کے بعد کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ پر مظالم کی انتہا کر دی اسی سال حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی وفات بھی ہوئی۔ ان دو واقعات کی وجہ سے حضور ﷺ نے اس سال کو عام الحزن "دکھ کا سال" قرار دیا۔

4۔ابو لہب:

اس کا اصل نام عبد العزیٰ بن عبد المطلب اور اس کی کنیت ابو عتبہ تھی اور حسن اور چہرہ کی چمک کی وجہ سے عبد العزیٰ کی دوسری کنیت ابو لہب

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی تھی، یہ 549ء میں پیدا ہوا اور اس کی والدہ کا نام لبنی بنت ہاجر تھا یہ نبی کریم ﷺ کا چچا اور اسلام کا سخت دشمن تھا ابو لہب اور اس کی زوجہ، ام جمیل، نے پیغمبر اسلام ﷺ کو بہت اذیت دی اور اسلام کی مخالفت میں بہت کوشش کی اور سورہ لہب ابو لہب اور اس کی زوجہ کی مذمت میں نازل ہوئی ہے۔

ابو لہب کی کنیز ثوبیہ نے نبی کریم ﷺ کو کچھ عرصہ دودھ پلایا ابو لہب کے دو بیٹے عتبہ اور عتیبہ نے پیغمبر اسلام ﷺ کی دو بیٹیوں ام کلثوم اور رقیہ سے شادی کی تھی لیکن ظہور اسلام اور سورہ لہب کے نزول کے بعد، ابو لہب اور اس کی زوجہ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دے دیں یہ حضور اکرم ﷺ کے معجزات کو جادو سمجھتا تھا ہمیشہ حضور ﷺ کی مخالفت کرتا اور اسلام کی تبلیغ میں رکاوٹ ڈالتا تھا جب قریش نے مسلمانوں اور بنی ہاشم پر پابندیاں عائد کرنے کا ارادہ کیا، تو ابو لہب بنی ہاشم کا وہ واحد فرد تھا جس نے قریش کا ساتھ دیا، وہ قریش کے ان افراد میں شامل تھا جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو رات کے وقت قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا ابو لہب خود جنگ بدر میں حاضر نہیں ہوا لیکن اپنی جگہ ایک اور شخص کو بھیجا، وہ جنگ بدر کے سات دن بعد بیماری کی وجہ سے 624ء میں وفات پا گیا، گھر والوں نے بیماری لگنے کے ڈر سے ابو لہب کی لاش کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور حبشی غلاموں مزدوروں کو بلا کر لاش اٹھوائی

Maktaba Tul Ishaat.com

اور ایک گڑھا کھدوا کر اس گڑھے میں ڈال دیا اور گڑھے کو لکڑیوں اور پتھروں سے بھر دیا۔

5۔عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عباس اور کنیت ابوالفضل تھی آپ نتیلہ بنت جناب کے بطن مبارک سے 568ء میں عام الفیل سے پہلے پیدا ہوئے، آپ حضور سے دو برس عمر میں بڑے تھے اور فرماتے تھے بڑے حضور ہیں اور عمر میری زیادہ ہے،([1])

آپ بچپن میں ایک مرتبہ گم ہو گئے تھے،ان کی والدہ نے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانے کی نذر مانی چنانچہ ان کے صحیح وسلامت مل جانے کے بعد نہایت تزک واحتشام کے ساتھ یہ نذر پوری کی گئی،بیان کیا جاتا ہے کہ یہ پہلی عرب خاتون تھی ، جنہوں نے ایام جاہلیت میں خانہ کعبہ کو دیبا وحریر سے مزین کیا،زمانہ جاہلیت میں وہ قریش کے ایک سربر آوردہ رئیس تھے،خانہ کعبہ کا اہتمام وانصرام اور لوگوں کو پانی پلانے کا عہدہ آپ کو اپنے والد عبدالمطلب سے وراثت میں ملا تھا([2])۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایک عرصہ تک مکہ میں مقیم رہنا اور علانیہ دائرہ اسلام میں داخل نہ ہونا درحقیقت ایک مصلحت پر مبنی تھا اور وہ یہ کہ

---

[1] ۔ الاستیعاب:212/3۔

[2] ۔ اسدالغابۃ:109/3۔

Maktaba Tul Ishaat.com

آپ کفار مکہ کی نقل و حرکت اور ان کے رازہائے سربستہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دیتے تھے، نیز اس سرزمین کفر میں جو ضعفائے اسلام رہ گئے تھے ان کے لیے تنہا مامن و ملجا تھے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت عباس نے جب کبھی رسالت پناہ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ نے منع کر دیا اور فرمایا کہ "آپ کا مکہ میں مقیم رہنا بہتر ہے، خدانے جس طرح مجھ پر نبوت ختم کی ہے، اسی طرح آپ پر ہجرت ختم کرے گا[1]۔

فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے عباس کو ہجرت کی اجازت مل گئی، چنانچہ آپ مع اہل و عیال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علانیہ بیعت کر کے مستقل طور سے مدینہ میں سکونت پذیر ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی حضرت عباس کی عزت واحترام کا مخصوص لحاظ رکھا، چنانچہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اگر کبھی گھوڑے پر سوار ہو کر ان کی طرف سے گذرتے تو تعظیما اتر پڑتے اور فرماتے کہ "یہ رسول اللہ ﷺ کے عم محترم ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کے 10 بیٹے تھے۔

1۔ فضل بن عباس　　2۔ عبد اللہ بن عباس

3۔ عبید اللہ بن عباس　4۔ معبد بن عباس

5۔ قثم بن عباس　　6۔ عبد الرحمن بن عباس

---

[1] ۔ اسد الغابة:109/3۔

Maktaba Tul Ishaat.com

7۔ کثیر بن عباس　　8۔ حارث بن عباس

9۔ عون بن عباس　　10۔ تمام بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین[1]

آپ رضی اللہ عنہ 88 برس کی عمر پاکر 32ھ میں ماہ رجب یا رمضان، جمعہ کے روز رہگزین عالم جاوداں ہوئے، خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جنت البقیع میں قبر میں اتر کر سپرد خاک کیا۔

6۔ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ 568ء یا 570ء میں پیدا ہوئے اور آپ حضور ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی ہیں دونوں نے ثویبہ جو ابو لہب کی لونڈی تھی کا دودھ پیا تھا[2] بعثت کے دو برس بعد جب ابو جہل حضور ﷺ کی مخالفت میں حد سے تجاوز کر گیا تو رسول اللہ ﷺ کی حمایت کے جوش میں اسلام قبول کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا أشهد إنك لصادق شهادة المصدق والمعارف فأظهر يا ابن أخي دينك فوالله ما أحب أن لي ما ألمعت الشمس وإني على ديني الأول[3] کہ میں تصدیق کرنے والے اور پہچاننے والوں کی سی گواہی دیتا

1۔ البداية والنهاية: 321/7۔

2۔ المواهب اللدنيه: 589/1۔

3۔ المستدرك على الصحيحين: رقم الحديث: 4878۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوں کہ یقیناً آپ سچے نبی ہیں اور اے میرے بھتیجے آپ اپنے دین کو علی الاعلان ظاہر فرمایئے خدا کی قسم اگر مجھے دنیا اور اس کی سب چیزیں بھی ملیں تب بھی میں آپ کا دین چھوڑ کر دوبارہ آبائی دین اختیار نہیں کروں گا اور یہ اشعار پڑھے (1)

حمدت الله حين هدى فؤادى
إلى الاسلام والدين الحنيف

میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جب اس نے میرے دل کو اسلام اور دین ابراہیمی کے قبول کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی

لدين جاء من رب عزيز
خبير بالعباد بهم لطيف

ایسا دین جو اس پروردگار کی طرف سے آیا ہے جو بندوں کے حال سے باخبر اور ان پر مہربان ہے

إذا تليت رسائله علينا
تحدر دمع ذى اللب الحصيف

جب اس کے پیغامات ہم پر پڑھے جاتے ہیں تو تو کامل العقل انسان کے آنسو بہنے لگتے ہیں

1۔ السیرۃ لابن اسحاق: 173/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

رسائل جاء أحمد من هداها

بآيات مبينات الحروف

اللہ تعالیٰ کے وہ پیغام جو احمد ﷺ لوگوں کی ہدایت کے لئے لے
کر آئے ہیں اور وہ صاف صاف اور واضح آیات ہیں

وأحمد مصطفى فينا مطاع

فلا تغشوه بالقول العنيف

اور احمد جو اللہ کے چنے ہوئے ہم میں واجب الاطاعت ہیں اور جو
حق وہ لے کر آئے ہیں اسے سخت کلامی سے مت چھپاؤ

فلا والله نسلمه لقوم

ولما نقضي فيهم بالسيوف

اللہ کی قسم جب تک ہم تلوار سے فیصلہ نہ کر لیں اس وقت تک محمد
ﷺ کو ہرگز لوگوں کے حوالے نہیں کریں گے۔

آپ بے حد جری اور دلیر تھے باقی مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی اور جنگ بدر میں حصہ لیا اور خوب داد شجاعت دی، ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے غزوہ احد میں اپنے ایک غلام وحشی کو ان کے قتل پر مامور کیا جس نے آپ پر چھپ کر نیزہ پھینکا جب وہ شہید ہو گئے تو اس نے ان کا کلیجا نکال کر کچا چبایا اور ان کی لاش کا مثلہ کیا اس کا حضور ﷺ کو بے حد رنج تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَرَجُلٌ قَامَ إِلَى إِمَامٍ جَائِرٍ فَنَهَاهُ وَأَمَرَهُ فَقَتَلَهُ قیامت کے دن سید الشہداء (شہیدوں کے سردار) حمزہ بن عبد المطلب ہیں اور دوسرا وہ شخص ہے جس نے ظالم بادشاہ کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا تو بادشاہ نے اسے قتل کروا دیا[1]، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو احد پہاڑ کے دامن میں جائے شہادت پر ہی دفن کیا گیا اس وقت آپ کی عمر 59 سال تھی اور آپ ﷺ نے ان کی لاش مبارک کے پاس ٹھہر کر فرمایا تھا کہ رحمك الله اى عم فلقد كنت وصولا للرحم فعولا للخيرات کہ اے چچا اللہ اب پر رحم کرے آپ قرابت کا حق خوب ادا کرنے والے اور کثرت سے نیکیاں کرنے والے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن رواحہ آپ کی وفات پر درج ذیل اشعار کہے تھے[2]،

بکت عيني وحق لها بكاها

وما يغني البكاء ولا العويل

میری آنکھ روتی ہے اور اس کا رونا ٹھیک بھی ہے اگرچہ رونے اور چلانا کا نتیجہ کچھ بھی نہیں

---

[1] ۔المعجم الاوسط، رقم الحديث:4079۔

[2] ۔السيرة لابن هشام:162/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

على أسد الإله غداة قالوا

أحمزة ذاكم الرجل القتيل

اس شیر خدا پر رونا ہے جب یہ آواز نکلی کہ حمزہ شہید ہو گئے ہیں

أصيب المسلمون به جميعا

هناك وقد أصيب به الرسول

سب مسلمانوں حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی نے اس واقعہ کو مصیبت سمجھا

أبا يعلى لك الأركان هدت

وأنت الماجد البر الوصول

ابو یعلی حمزہ شہید ہو گئے یقینا وہ بہت عزت والے، لوگوں سے بھلائی اور قرابتوں سے احسان کرنے والے تھے

عليك سلام ربك في جنان

مخالطها نعيم لا يزول

حمزہ آپ پر خدا کی سلامتی ہو ایسے باغات میں جن کی نعمتوں کبھی ختم نہ ہوں گی

ألا يا هاشم الأخيار صبرا

فكل فعالكم حسن جميل

اے آل ہاشم کے سرداروں صبر کرو کیونکہ ان کے سبھی کام اچھے ہوا کرتے تھے

رسول الله مصطبر كريم

بأمر الله ينطق إذ يقول

Maktaba Tul Ishaat.com

اللہ کے رسول ﷺ سراپا صبر کرنے والے ہیں اور جب بھی بولتے ہیں حکم خدا ہی سے بولتے ہیں۔

فاطمہ خزاعیہ کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت سید الشہداء جناب حمزہ کے مزار اقدس کی زیارت کے لیے گئی اور میں نے قبر منور کے سامنے کھڑے ہو کر اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ الله کہا تو آپ نے بآواز بلند قبر کے اندر سے میرے سلام کا جواب دیا جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا([1])۔

7۔ مقوم بن عبد المطلب:

آپ کا نام مقوم بن عبد المطلب تھا اور بعض روایات کی رو سے آپ کا نام عبد الکعبہ([2]) تھا اور آپ فاطمہ بنت عمرو کے بیٹے تھے، جبکہ ایک روایت کے مطابق آپ ہالہ بنت وہب کے بیٹے تھے جیسا کہ علامہ بلاذری رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے "وهو أخو حمزة لأمه فكان يكنى أبا بكر ومات عبد المطلب وهو ابن خمس عشرة سنة و مات هو قبل المبعث بست سنين ([3])" کہ آپ حضرت حمزہ کے ماں شریک بھائی ہیں اور آپ کی کنیت ابو بکر تھی جب آپ پندرہ سال کے تھے تو والد کا انتقال ہو گیا اور آپ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے چھ سال قبل وفات پا گئے تھے۔

---

[1] ۔ حجة الله على العالمين: 863/2۔

[2] ۔ رحمة اللعالمين: 332/2۔

[3] ۔ الانساب الاشراف: 69/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

رسول اللہ ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ:

آپ حضور سیدنا محمد مصطفی ﷺ کے والد ماجد ہیں آپ کا اسم گرامی عبد اللہ اور کنیت ابو قثم (خیر و برکت سمیٹنے والے)،ابو محمد اورابو احمد اور لقب الذبیح تھا اور آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت عمرو ہے، آپ کو قریش مکہ کے سرکردہ رہنما اور بنو ہاشم کے سردار حضرت عبد المطلب کی فرزندی کاشرف حاصل ہے۔

آپ کے حقیقی بھائیوں میں حضرت عبد مناف(ابو طالب) عبد الکعبہ اور زبیر شامل ہیں اورآپ کی حقیقی بہنوں میں ام حکیم بیضاء، عاتکہ ،امیمہ، اروی اور برہ شامل ہیں اورایک روایت کے مطابق ام الحکیم بیضا اور حضرت عبد اللہ جڑواں بہن بھائی تھےان کے علاوہ آپ کے بہن،بھائیوں میں حارث،عبد العزی (ابولہب)،مقوم، حجل، مغیرہ،ضرار، قثم، غیداق، مصعب، حضرت حمزہ،حضرت عباس اور حضرت صفیہ شامل ہیں۔ یہ تمام اولاد حضرت عبد المطلب کی چھ بیویوں سے ہے۔ علامہ ابن ہشام رحمہ اللہ نے حضرت عبد المطلب کے دس بیٹوں کا ذکر کیا گیا ہے اور ان میں قثم، عبد الکعبہ ، مغیرہ اور معصب کاذکر شامل نہیں اور اس میں حجل اور غیداق کو ایک شمار گیاہے اور اس میں عبد المطلب کی پانچ بیویوں کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ علامہ ابن سعد رحمہ اللہ نے بارہ بیٹوں کا ذکر کیا ہے لیکن تفصیل دیکھنے پر پتا چلتا ہے کہ علامہ صاحب تیروں کا ذکر کر رہے ہیں اور

Maktaba Tul Ishaat.com

علامہ ابن سعد رحمہ اللہ نے مصعب اور غیداق کو اور حجل اور مغیرہ کو ایک ہی شمار کیا ہے، حضرت عبد اللہ کے متعلق یہ مشہور ہے کہ آپ حضرت عبد المطلب کی اولاد میں سب سے چھوٹے تھے لیکن امام سہیلی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ بات ٹھیک نہیں کیونکہ حضرت حمزہ آپ سے چھوٹے تھے اور حضرت عباس حضرت حمزہ سے چھوٹے تھے ہاں البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ حضرت عبد المطلب کی بیوی فاطمہ بنت عمرو کی اولاد میں سب سے چھوٹے تھے۔

عالمان علم تاریخ و ذمہ داران فن سیرت نے لکھا ہے کہ جب نور مصطفوی ﷺ صلب عبد المطلب سے رحم فاطمہ میں منتقل ہوا اور وہ حضرت عبد اللہ کے حمل سے مشرف ہوئیں آسمانی کتابوں کے عالم جو مسلسل اس تلاش و جستجو میں مشغول رہتے تھے اور ہمیشہ ان علامتوں کی تلاش میں رہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح ان علامتوں کو معلوم کر لیں جو نبی آخر الزمان کی تشریف آوری اور ولادت کا اظہار کرتی ہوں ان لوگوں کے پاس وہ جبہ مبارک موجود تھا جس کو پہنے ہوئے حضرت یحیٰی علیہ اسلام نے جام شہادت نوش فرمائی تھی اور انہوں نے کتب سماوی میں دیکھا تھا جس دن اس جبہ کے خون کے دھبے تازہ ہو جائیں گے وہ نبی آخر الزمان کی ولادت کا قریبی زمانہ ہو گا جب انہوں نے اس جبہ پر خون کے نشانات کو تازہ پایا تو یقین کر لیا اب نبی آخر الزمان کی ولادت کا وقت قریب آگیا ہے جب وہ ساعت آگئی جس رات

Maktaba Tul Ishaat.com

جناب حضرت عبد اللہ کی ولادت مبارک ہوئی ملک شام کے انجینئر و عالمان اہل کتاب نے ایک دوسرے کو متنبہ کیا کہ پیغمبر آخر الزمان کے والد بزرگوار ام القری مکہ میں تولد ہو چکے ہیں حضرت عبد اللہ کی ولادت ایک روایت کے مطابق (اندازاً) 24 جلوس نوشروانی یعنی نبی کریم ﷺ کی ولادت سے تقریباً سترہ برس قبل 554ء میں ہوئی اور دوسری روایت کے مطابق آپ کی ولادت نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارک سے 25 برس قبل 546ء مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

حضرت عبد اللہ شعر گوئی کا بھی ذوق رکھتے تھے، بعض کتب سیرت میں آپ کے چند اشعار بھی نقل کیے گئے ہیں جو ادبی چاشنی اور فصاحت کی رونق سے مزین ہیں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ آپ کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں۔([1])

لقد حکم السارون فی کل بلدة

بان لنا فضلاً علی سادة الارض

ہر شہر میں یہ اطلاع ہے کہ ہمیں تمام زمین کے سرداروں پر فضیلت ہے۔

وأن أبي ذوالمجد والسود والذی

یشار به ما بین بسر الی حفض

---

[1] ۔ الحاوی للفتاوی، ص:402، سبل الهدی والرشاد: 1/247۔

Maktaba Tul Ishaat.com

میرے والد (عبد المطلب) صاحب بزرگی اور ایسے سردار تھے کہ بسر سے حفض تک انہی کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا۔

وجدی و آباء له ابلوا العلی

قدیماً لطلب العرف والحسب المحض

اور میرے دادا (ہاشم) اور ان کے آباء کے لیے بلندیاں پرانی ہو گئیں سب لوگ نے ایسا تعارف اور حسب و نسب کی بہت کوششیں بھی کیں۔

حضرت عبد اللہ قریش کے ایک قافلے کے ساتھ بغرض تجارت ملک شام گئے اور دوران سفر بیمار ہو گئے، واپسی پر یہ قافلہ مدینہ منورہ کے پاس سے گزرا تو حضرت عبد اللہ بیمار ہونے کی وجہ سے مدینہ ہی میں اپنے والد عبد المطلب کے ننھیال بنو عدی بن نجار کے ہاں ٹھہر گئے قافلہ مکہ پہنچا تو حضرت عبد المطلب نے اپنے بیٹے کے بارے میں دریافت فرمایا تو قافلے والوں نے بتایا وہ بیمار تھے اس لیے واپسی پر مدینہ ٹھہر گئے حضرت عبد المطلب نے اپنے سب سے بڑے بیٹے حارث کو حضرت عبد اللہ کی خبر لینے کے لیے بھیجا لیکن حضرت حارث بن عبد المطلب کے پہنچنے سے پہلے حضرت عبد اللہ فوت ہو چکے تھے اور انہیں دار النابغہ میں دفن کر دیا گیا تھا، حارث نے واپس آ کر یہ افسوس ناک خبر سنائی تو حضرت عبد المطلب، ان کے بھائی، بیٹے، بھتیجے غرض کہ سارا خاندان انتہائی غم زدہ ہو گیا وفات کے وقت حضرت عبد اللہ کی عمر پچیس

Maktaba Tul Ishaat.com

سال تھی اور رسول اللہ ﷺ اس وقت شکم مادر میں تھے [1]۔

علامہ واقدی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبد اللہ کی وفات اور ان کی عمر کے بارے میں یہی روایت سب سے زیادہ صحیح ہے کلبی اور عوانہ بن حکم کا خیال ہے کہ جب حضرت عبد اللہ فوت ہوئے تو نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک 28 ماہ تھی بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ کی عمر اس وقت سات ماہ تھی۔ علامہ ابن سع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحیح بات وہی ہے جو پہلے بیان کی گئی ہے کہ حضرت عبد اللہ کی وفات کے وقت نبی کریم شکم مادر میں تھے

حضرت عبد اللہ کی عمر مبارک کے متعلق مختلف اقوال ہیں 18، 25، 28، 30 لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے 18 سال کو ترجیح دی ہے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر فرشتوں نے غمگین ہو کر بڑی حسرت کے ساتھ یہ کہا کہ الہی عزوجل تیرا نبی یتیم ہو گیا حضرت حق نے فرمایا: کیا ہوا؟ میں اس کا حامی وحافظ ہوں۔

حضرت عبد اللہ کا ترکہ میں ایک لونڈی ام ایمن جس کا نام برہ تھا، کچھ اونٹ کچھ بکریاں تھیں، یہ سب ترکہ حضور سرور عالم ﷺ کو ملا۔

انتقال میت:

21 جنوری 1978ء کو پاکستان کے معروف اخبار روزنامہ نوائے وقت میں ایک خبر شائع ہوئی جس کا متن درج ذیل ہے،

---

[1] ۔ انساب الاشرف البلاذری: 92/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی توسیع کے سلسلہ میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت ﷺ کے والد گرامی حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب کا جسد مبارک جس کو دفن ہوئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے بالکل صحیح و سالم حالت میں برآمد ہوا اعلاوہ ازیں صحابی رسول حضرت مالک بن سونائی اور دیگر صحابہ کرام کے جسد ہائے مبارک بھی اصلی حالت میں پائے گئے جنہیں جنت البقیع میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ دفنایا گیا جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا، ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابہ کرام کے جسم نہایت تروتازہ اور اصلی حالت میں تھے اس خبر اشاعت کے بعد اس کی تردید میں کوئی خبر تا حال نہیں ملی بلکہ اس کی تائید میں کچھ مضامین شائع ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب:

آپ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی والدہ محترمہ ہیں، آپ 557ء میں مدینہ منور (یثرب) میں پیدا ہوئیں آپ کے والد وہب بن عبد مناف اور والدہ برہ بنت عبد العزی تھی اور آپ کا تعلق قبیلہ بنو زہرہ سے تھا جو قریش ہی کا ایک ذیلی قبیلہ تھا آپ کا سلسلہ نسب حضور ﷺ کے جدِ امجد عبد مناف بن قصی سے ملتا ہے۔

ہجرت سے 53 یا 54 سال پہلے آپ کا نکاح حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب سے ہوا اور شادی کے چند روز بعد حضرت عبد اللہ حضرت آمنہ

Maktaba Tul Ishaat.com

کے ہمراہ تجارتی سفر پر گئے جس سے واپسی کے دوران یثرب میں ان کی وفات ہوئی اور آپ کے لیے شوہر نامدار کا سانحہ ارتحال ناقابل برداشت تھا کہ ابھی شادی خانہ آبادی کو آخر عرصہ ہی کتنا گزرا تھا آپ کے قلب انور پر اس صدمہ کا کس قدر اثر ہوا اس کا اندازہ آپ کے ان اشعار سے ہوتا ہے جن کو علامہ ابن سعد رحمہ اللہ ودیگر حضرات نے نقل کیا ہے(1)

عفا جانب البطحاء من ابن هاشم

وجاور لحدا خارجا فی الغمام

ہاشم کا ایک فرزند بطحا (مدینہ منورہ) کی جانب جا کر چاند کی طرح چھپ گیا۔ وہ لحد میں بہادر جوانوں کے شوروغل (یعنی آہ و بکا) کے ساتھ جا کر سو گیا (مرادیہ کہ لوگوں کو روتا چھوڑ کر)

دعته المنایا دعوة فاجابها

وما ترکت فی الناس مثل ابن هاشم

موت نے جوں ہی اس کو پکارا، اس نے فوراً لبیک کہہ دیا۔

افسوس کہ ہاشم کے اس فرزند کی نظیر، موت نے اب دنیا میں نہیں چھوڑی۔

غشیه راحوا یحملون سریره

تعاریه اصحابه فی استراحم

1۔ الطبقات الکبریٰ: 1/80۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کے دوست شام کے وقت اس کی لاش کو اٹھائے جارہے تھے اور وہ ازراہ محبت و عقیدت کاندھا بدلتے اور اس کے اوصاف بیان کرتے چلے جارہے تھے۔

فان یك غالیة المسایا وریبها

فقد کان معطاء کثیراً التراحم

اگرچہ موت نے ان کو ہم سے دور کر دیا ہے مگر اس میں تو شک نہیں کہ وہ بہت زیادہ سخی اور غریبوں کے از حد ہمدرد تھے (یعنی ان کے دلوں سے ان کی یاد تو نہیں نکل سکتی)۔

حضرت عبد اللہ کی وفات کے بعد آپ ﷺ حضرت آمنہ کے زیرِ پرورش رہے اور آمنہ حضور ﷺ کو یثرب (مدینہ) لے جارہی تھیں تاکہ وہ اپنے ماموں سے ملیں اور اپنے والد عبد اللہ کی قبر کی زیارت بھی کریں تو مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کے دوران ابواء کے مقام پر 577ء میں وفات پا گئیں۔

آپ اپنے قبیلہ میں سیرت النساء کے نام سے مشہور تھیں، حج کے دوران آنحضرت ﷺ نے ان کی قبر مبارک کی زیارت کی اور ان کو یاد کر کے روئے، یہ جگہ ایک پتھریلا علاقہ ہے جو ایک پہاڑی کا ہموار حصہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کی رضاعی مائیں:

نبی کریم حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی اور ولادت کے بعد ابتدائی ایام میں آپ ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت

Maktaba Tul Ishaat.com

وہب نے ہی دودھ پلایا، مؤرخین اور سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو سات دنوں تک دودھ پلایا[1] حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ولادت باسعادت کے بعد تین چار روز تک آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو دودھ پلایا[2] سیرت حلبیہ میں ہے کہ آپ ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے نو دنوں تک دودھ پلایا[3]۔

1۔ ثویبہ اسلمیہ:

والدہ ماجدہ کے بعد سب سے پہلے آپ ﷺ کو آپ کے چچا ابولہب کی باندی حضرت ثویبہ نے دودھ پلایا، جس وقت آپ ﷺ نے دوودھ پیا اس وقت وہ آزاد ہوچکی تھیں کیونکہ ابولہب کو بھتیجے کی ولادت کی خبر حضرت ثویبہ نے جس وقت دی تھی اسی وقت ابولہب نے ان کو آزاد کردیا تھا اس کا صلہ ابولہب کو بھی ملا کہ اسے جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں تھوڑا سا پانی نصیب ہوگیا، روایت میں ہے کہ جب ابولہب مرگیا تو کسی گھر والے نے اس کو خواب میں برے حال میں دیکھا تو پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ اس نے جواب دیا کہ جب سے تم سے جدا ہوا ہوں سخت عذاب میں

---

1 ۔ سبل الہدیٰ والرشاد: 375/1۔

2 ۔ سیرۃ المصطفیٰ: 68/1۔

3 ۔ السیرۃ الحلبیۃ: 129/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مبتلا ہوں، البتہ ثویبہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے تھوڑا سا پانی مل جاتا ہے([1])۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے علامہ سہیلی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ خواب دیکھنے والے حضرت عباس بن عبدالمطلب تھے اور یہ خواب ابولہب کی وفات کے ایک سال بعد دیکھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (چونکہ ولادت اور آزادی پیر کے دن ہوئی اس لئے) ابولہب کو یہ راحت پیر کے دن ملتی ہے([2]) حضرت ثویبہ نے آپ ﷺ کو اپنے بیٹے مسروح کے ساتھ تقریبا چار ماہ دودھ پلایا، ان ہی ایام میں حضرت ثویبہ نے آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی رضی اللہ عنہم کو بھی دودھ پلایا اس طرح یہ نبی اکرم ﷺ کے رضاعی بھائی ہوئے([3])۔

حضرت ثویبہ کے اسلام قبول کرنے کے سلسلہ میں سیرت نگاروں اور مورخین کے درمیان اختلاف ہے بہت سے حضرات ان کے مسلمان ہونے کے قائل نہیں ہیں، ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق

---

[1] ۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5101۔

[2] ۔ البدایۃ والنہایۃ: 273/2۔

[3] ۔ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد: 81/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

متقدمین میں سے کسی نے ان کے اسلام کا ذکر نہیں کیا ہے[1]۔

جبکہ ابن سید الناس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا، البتہ عام مہاجرین کے ساتھ انہوں نے ہجرت نہیں کیا اور علامہ علاء الدین مغلطائی رحمہ اللہ نے مستقل ایک رسالہ لکھ کر ان کے اسلام کو ثابت کیا ہے جس میں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابن حبان نے ایک حدیث کو صحیح قرار دیا ہے جس سے ان کا مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اور بعض حضرات نے ذکر کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو جس نے خاتون نے بھی دودھ پلایا وہ مشرف باسلام ہوئیں[2] لیکن زیادہ تر محققین ان کے مسلمان ہونے کے قائل نہیں ہیں پھر بھی بہتر یہ ہے جب دونوں طرح کے اقوال ہیں تو ان کے اسلام وکفر کے بارے میں توقف کیا جائے، صحیح حقیقت حال سے اللہ واقف ہے۔

نبی اکرم ﷺ ہجرت کے بعد مکہ آنے جانے والوں کے ذریعہ ان کی خدمت میں تحفے اور کپڑے بھیجا کرتے تھے 7ھ میں خیبر سے واپسی کے موقع پر آپ ﷺ کو ان کی وفات کی خبر موصول ہوئی، آپ ﷺ نے اس موقع پر ان کے بیٹے مسروح کے بارے میں بھی پوچھا کہ ان کا کیا حال

---

[1] ۔ حلیۃ الاولیاء:3284/6۔

[2] ۔ سیر الصحابیات، ص:53۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے ؟ تو آپ کو یہ بتایا گیا کہ مسروح کا ثویبہ سے پہلے انتقال ہو چکا ہے اور اب ان کا کوئی عزیز و قریب دنیا میں نہیں ہے [1]۔

2۔ حلیمہ بنت ابی ذویب:

عرب میں دستور تھا کہ شرفاء اپنے شیر خوار بچوں کو ابتداء ہی سے دیہات میں بھیج دیتے تھے تاکہ وہ دیہات کی صاف و شفاف آب و ہوا میں اور شہر کی مخلوط تہذیب و زبان سے دور خالص عربی تہذیب میں نشو و نما پائیں اور پروان چڑھیں تاکہ ان کی زبان فصیح ہو اور خالص عربی تمدن و خصوصیات سے وہ آراستہ ہوں، ایک مرتبہ خود نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان کی فصاحت کی وجہ یہی بتائی کہ آپ ﷺ قریش میں پیدا ہوئے اور بنو سعد میں آپ کی پرورش ہوئی [2]۔

شرفاء عرب میں جاری اسی دستور کے مطابق بنو سعد کی عورتیں شیر خوار بچوں کو مکہ آکر تلاش کرتیں اور مخصوص اجرت و معاوضہ حاصل کرنے کی غرض سے انہیں لے کر جاتیں، جس سال نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو حسب رواج بنو سعد کی خواتین مکہ آئیں جن میں حضرت حلیمہ بھی شامل تھیں تمام خواتین نے آپ ﷺ کے گھر کی خستہ حالی اور آپ کی یتیمی کو دیکھ انکار کر دیا تو حضرت حلیمہ نے اللہ سے برکت کی امید

1۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد: 87/1۔

2۔ السیرۃ المصطفیٰ: 70/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لگا کر اس یتیم کو لے لیا جو در حقیقت یتیم نہیں بلکہ در یتیم تھے اس مولود کے مبارک ہونے کا احساس حضرت حلیمہ اور ان شوہر کو اسی وقت سے ہونا شروع ہو گیا جس وقت انہوں نے ان کو گود لیا چنانچہ اگلے دن ہی ان کے شوہر نے اپنے احساسات کا ان الفاظ میں اظہار کیا"تعلمی واللہ یا حلیمة لقد اخذت نسمة مبارکة"([1])اے حلیمہ خوب سمجھ لو کہ خدا کی قسم تم نے بہت ہی مبارک بچہ لیا ہے،

آپ کا نام حلیمہ ہے جبکہ آپ حلیمہ سعدیہ کے نام سے معروف ہیں اور آپ ہی کو حلیمہ بنت عبد اللہ بھی کہا جاتا ہے، آپ کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے،

حلیمةبنت ابي ذؤیب عبد اللہ بنْ الحارث بن شجنه بن جابر بن رزام بن ناصره بن سعد بن بکر بن ہوازن ([2])

آپ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں، بی بی ثویبہ کے بعد محمد ﷺ کو آپ نے ہی آخر تک دودھ پلایا، اس وقت آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عبد اللہ بن حارث کو بھی دودھ پلایا، آپ کی بڑی بیٹی شیما حضور ﷺ کو گود میں کھلاتی لوریاں دیتی تھیں، رسول اللہ ﷺ چار، پانچ سال حلیمہ کے پاس بنو سعد میں مقیم رہے اور پھر آپ کو حضرت آمنہ کے پاس پہنچا گئیں۔

[1] ۔ عیون الاثر: 92/1۔

[2] ۔ اسد الغابة: 69/7۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حضرت حلیمہ نے آپ ﷺ کو دو سال تک دودھ پلایا، مدتِ رضاعت مکمل ہونے پر دودھ چھڑا کر حسب معاہدہ آپ کو مکہ لے کر تو آگئیں، لیکن ان کی تمنا تھی کہ اس مبارک مولود کو کچھ دنوں مزید رکھنے کی سعادت مل جائے ادھر جب مکہ پہنچیں تو معلوم ہوا کہ مکہ میں وباء پھیلی ہوئی ہے تو آپ کی والدہ اور دادہ نے ان کی گزارش کو قبول کرنا ہی بہتر سمجھا، اس طرح آپ ﷺ دوبارہ حضرت حلیمہ کے پاس ہی رہے اور چار سال کی عمر تک آپ ﷺ ان کے پاس ہی رہے، چار سال کی عمر میں جب پہلی بار شق صدر کا واقعہ پیش آیا تو حضرت حلیمہ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں کوئی صدمہ اور حادثہ نہ ہو جائے اس لئے آپ کو والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے پاس لے کر آگئیں۔

جب نبی اکرم ﷺ کی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہو چکی تھی اس وقت حضرت حلیمہ دوبارہ مکہ آئیں اور آپ ﷺ سے اپنے علاقہ کی قحط زدگی کا تذکرہ کیا، آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ان کے بارے میں بات کر کے ان کو مدد کی ترغیب تھی جس پر حضرت خدیجہ نے انہیں چالیس بکریاں دیں۔

آپ ﷺ کے نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد ایک بار اپنے شوہر کے ساتھ بھی مکہ آئیں اور اس سفر میں دونوں مشرف بہ اسلام ہوئے[1]۔

---

[1] ۔ مرقات اشعہ، بحوالہ مرآۃ شرح مشکوۃ: 767/6۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس قبیلہ سے غزوہ حنین ہی میں جنگ ہوئی، مسلمانوں کو فتح ہوئی مگر بعد میں ہوازن مسلمان ہوگئے، آپ ﷺ نے ان کے قیدی جو غلام بنائے گئے تھے واپس کردیے کہ وہ حلیمہ کے اہل قرابت تھے[1] غزوہ حنین کے موقع پر آپ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ جعرانہ میں موجود تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ ایک خاتون تشریف لائیں تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے اکرام میں چادر بچھایا اور ان کو اس پر بٹھایا، صحابی رسول حضرت ابوالطفیل کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو صحابہؓ نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہیں[2]۔

حلیمہ کی بیٹی شیما کے بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کا واقعہ تاریخ میں ملتا ہے آپ نے ان کا بھی بہت اکرام کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا ایک رضاعی بھائی عبد اللہ بن الحارث اور تین بہنیں انیسہ بنت الحارث، حذافہ بنت الحارث اور شیماء بنت الحارث تھیں جو شیما کے لقب سے مشہور تھیں ان میں سے عبد اللہ اور شیما کا اسلام لانا ثابت ہے بلکہ شیما تو ایسی بہادر خاتون ہیں جس نے اپنے قبیلہ کے ارتداد کے فتنہ کا

1۔ مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح:552/8۔

2۔سنن ابی داؤد رقم:5144، المستدرك على الصحيحين رقم:7294۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مقابلہ کیا اور فتنہ کے ختم ہونے تک اسلام کا دفاع کیا۔ دوسری رضاعی بہن انیسہ کے بارے میں سیرت حلبیہ میں ہے کہ وہ مشرف بہ اسلام ہوئیں [1]، آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال 8ھ، 629ء میں ہوا اور آپ کی قبر انور مدینہ منورہ میں جنت البقیع کے اندر ہے [2]۔

3۔ام فروہ:

حافظ ابو العباس جعفر بن محمد مستغفری رحمہ اللہ نے آپ کی رضاعی ماؤں میں ام فروہ کا بھی ذکر کیا ہے اور انہیں سے دیگر سیرت نگاروں نے اس کو نقل کیا ہے صاحب سیرت حلبیہ فرماتے ہیں وأرضعته صلى الله عليه وسلم أم فروة [3]

آپ ﷺ کو ام فروہ نے دودھ پلایا۔ان کی حالات زندگی کی تفصیلات کتابوں میں نہیں مل سکی۔

4، 5، 6۔بنو سلیم کی تین خواتین:

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کو بنو سلیم کی تین کنواری لڑکیوں نے بھی دودھ پلایا، انہوں نے اپنا سینہ جونہی نبی اکرم ﷺ کے منہ سے

---

[1] ۔السيرة الحلبية: 30/1۔

[2] ۔ جنتی زیور، ص: 512۔

[3] ۔ السيرة الحلبية: 129/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لگا یا دودھ جاری ہو گیا، جسے آپ ﷺ نے پیا اور اتفاق یہ کہ ان تینوں کا نام عاتکہ تھا[1]۔

ان کے علاوہ بھی بعض خواتین کے نام رضاعی ماں کے طور پر ملتے ہیں، لیکن اکثر سیرت نگاروں نے انہیں رضاعی ماں تسلیم نہیں کیا ہے، اس لئے یہاں ان کو ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی پھوپھیاں:

نبی کریم ﷺ کی تمام پھوپھیاں صفیہ، عاتکہ، امّ حکیم بیضا، امیمہ، برّہ اور اروی آپ کے والد حضرت عبد اللہ کی حقیقی بہنیں تھیں جو کہ جناب فاطمہ بنت عمرو کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں،

1۔ حضرت صفیّہ بنتِ عبد المطّلب رضی اللہ عنہا:

حضرت صفیہ بنتِ عبد المطلب رضی اللہ عنہا کا شمار بڑی جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے اور آپ ہالہ بنتِ وہب کے بطن سے پیدا ہوئیں جو نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ آمنہ بنتِ وہب کی بہن تھیں اور اس رشتہ سے وہ حضور ﷺ کی خالہ زاد بہن بھی ہوتی تھیں اور آپ شیر خدا حضرت حمزہ شہید اُحد رضی اللہ عنہ ان کے حقیقی بھائی تھے۔

نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ جناب عبد المطلب کی ایک دوسری بیوی فاطمہ بنتِ عمرو کے بطن سے تھے اس رشتے سے حضرت صفیہ

1۔ السیرۃ الحلبیۃ: 129/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی پھوپھی تھیں اور اسی لئے آپ عمّۃ النّبی کہا جاتا ہے، حضور ﷺ کی دوسری پھوپھیوں میں امّ حکیم بیضا، عاتکہ، امیمہ، برّہ اور اروٰی کے اسلام کے بارے میں اہل سیئر میں اختلاف ہے لیکن حضرت صفیّہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے پر سب کا اتفاق ہے۔ علامہ ابن الاثیر فرماتے ہیں "والصحیح انه لم یسلم غیرها" صحیح یہ ہے کہ ان کے سوا، رسول اللہ ﷺ کی کسی پھوپھی نے اسلام قبول نہیں کیا، اگرچہ ابن سعد اور حافظ ابن قیّم رحمہما اللہ نے عاتکہ اور اروٰی کو بھی اسلام لانے والی خواتین میں شامل کیا ہے لیکن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا یہ شرف پھر بھی باقی رہتا ہے کہ وہ دعوتِ حق کے آغاز ہی میں سعادت اندوز ہو گئیں اور سابقون الاوّلون کی اس مقدس جماعت میں شمار ہوئیں جس کو اللہ تعالیٰ نے کھلے لفظوں میں جنّت کی بشارت دی ہے۔ نبی کریم ﷺ اور ان کی ولادت کے زمانے میں بہت تھوڑا فرق ہے اس لئے وہ قریب قریب حضور ﷺ کی ہم سن تھیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حارث بن حرب اُموی سے ہوا جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اس کے انتقال کے بعد عوّام بن خویلد قرشی الاسدی کے عقدِ نکاح میں آئیں جو امّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے، حواری رسول حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ان ہی عوّام سے پیدا ہوئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ابھی کمسن ہی تھے کہ سایہ پدری سے محروم

Maktaba Tul Ishaat.com

ہو گئے اس وقت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بالکل جوان تھیں لیکن اس کے بعد انہوں نے ساری زندگی بیوگی کے عالم میں ہی گزاری، جب رحمتِ عالم ﷺ مبعوث ہوئے اور لوگوں کو حق کی طرف بلانا شروع کیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بلا تأمّل اسلام قبول کر لیا اور آپ کے ساتھ ہی سولہ سالہ فرزند حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ بھی حلقہ بگوش مسلمان ہو گئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، کی تربیت نہایت عمدہ طریق سے کی، ان کی خواہش تھی کہ ان کا فرزند بڑا ہو کر ایک نڈر سپاہی بنے چنانچہ وہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، سے سخت محنت و مشقّت لیتیں اور وقتاً فوقتاً زجر و توبیخ اور زدو کوب سے بھی گریز نہ کرتیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے چچا نوفل بن خویلد ایک دن بھتیجے کو ماں کے ہاتھوں پٹتے دیکھ کر بیتاب ہو گئے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو سختی سے ڈانٹا کہ اس طرح تو تم بچے کو مار ڈالو گی، نوفل نے بنوہاشم اور اپنے قبیلے کے بعض دوسرے لوگوں سے بھی کہا کہ وہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو بچے پر سختی کرنے سے روکیں جب ان کی سخت گیری کا چرچا عام ہوا تو انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ رجز پڑھا۔

مَنْ قَالَ اِنِّیْ اُبْغِضُہٗ فَقَدْ کَذَبَ اِنَّمَا اَضْرِبُہٗ لِکَیْ یَلُبَّ

جس نے یہ کہا کہ میں اس (زبیر) سے بغض رکھتی ہوں اس نے غلط کہا میں اس کو اس لیے پیٹتی ہوں کہ عقلمند ہو

وَ یَھْزِمُ الْجَیْشَ وَیَاْتِیَ السَّلَبَ

Maktaba Tul Ishaat.com

اور فوج کو شکست دے اور مال غنیمت جمع کرے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو لڑکپن میں ایک جوان اور قوی آدمی سے مقابلہ پیش آگیا تو انہوں نے ایسی ضرب لگائی کہ اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا لوگوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی تو انہوں نے معذرت کی بجائے لوگوں سے سوال کیا کہ تم نے زبیر کو بہادری میں کیسا پایا بہادر یا بزدل؟

غرض ماں کی تربیت کا یہ اثر ہوا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بڑے ہو کر ایک دلاور صف شکن اور ضیغمِ شجاعت بنے۔ مبداء فیض نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یوں بھی فطرت سعید سے نوازا تھا، ماں کی تربیت نے ان کی خوبیوں کو اور بھی چمکا دیا اور ان کے دل میں اسلام اور داعی اسلام کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی۔

رحمت عالم ﷺ سے حضرت زبیر کی والہانہ شیفتگی کا عجب عالم تھا، بعثت کے ابتدائی زمانے میں ایک دن جب یہ افواہ سنی کہ حضور ﷺ کو نصیبِ دشمناں مشرکین نے گرفتار کر لیا ہے یا شہید کر دیا ہے تو ایسے بے قرار ہوئے کہ آؤ دیکھا نہ تاؤ تلوار سونت کر برق رفتاری سے آستانہ نبوی پر پہنچے اور حضور ﷺ کو بخیریت پایا تو جان میں جان آئی اور چہرہ فرطِ بشاشت سے گلنار ہو گیا اور حضور ﷺ نے ان کی شمشیر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: زبیر یہ کیا ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ

Maktaba Tul Ishaat.com

پر قربان، میں نے سنا تھا کہ آپ کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا ہے یا شاید آپ شہید کر دیے گئے ہیں تو حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اگر واقعی ایسا ہو جاتا تو تم کیا کرتے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیساختہ عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! خدا کی قسم میں اہل مکّہ سے لڑ مرتا۔

بعثت نبوی ﷺ کے پانچویں سال میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لخت جگر کی عارضی جدائی کا صدمہ سہنا پڑا، قبول اسلام کے بعد دوسرے مسلمانوں کی طرح زبیر رضی اللہ عنہ بھی کفّار کے جور و ستم کا ہدف بن گئے بالخصوص ان کا چچا نوفل بن خویلد ان پر بڑا ظلم و ستم ڈھاتا تھا چنانچہ حضور ﷺ کے اشارہ پر پندرہ بلاکشان اسلام کا ایک قافلہ رجب سنہ ۵ بعد بعثت میں حبش کی طرف ہجرت کر گیا اور اس میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، ماں پر ان کی جدائی سخت شاق تھی لیکن حضور ﷺ کے ایما اور بیٹے کی سلامتی کے خیال سے انہوں نے بڑے صبر اور حوصلے کے ساتھ فرزند کو کوسوں دور بھیج دیا، ان مہاجرین راہِ حق کو حبش میں ابھی تین ہی مہینے گزرے تھے کہ انہوں نے ایک دل خوش کن خبر سنی کہ مشرکین مکّہ نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ایک دوسری روایت کے مطابق کہ رسول اللہ ﷺ کے درمیان مصالحت ہو گئی ہے چنانچہ شوّال سنہ 5 بعد بعثت میں مہاجرین مکہ واپس آ گئے اور ان میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے جب وہ مکہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ خبر بالکل غلط تھی چنانچہ واپس آنے

Maktaba Tul Ishaat.com

والے سب ہی حضرات قریش کے کسی نہ کسی سردار کی پناہ حاصل کر کے مکے میں داخل ہوئے علامہ بلاذری کا بیان ہے کہ حضرت زبیر بن عوام نے زمعہ بن الاسود کی پناہ حاصل کی، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے لخت جگر سے مل کر بہت خوش ہوئیں اور ان کے یوں اچانک خیریت سے واپس آ جانے پر سجدہ شکر بجالائیں۔

مکہ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے تجارت کا شغل اختیار کر لیا اور تجارتی قافلوں کے ساتھ شام آنے جانے لگے اسی زمانے میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے کر دی اور یوں آپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سمدھن بن گئیں۔

ارباب سیئر نے لکھا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی، مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت رحمت عالم ﷺ ارض مکہ کو الوداع کہہ کر عازم مدینہ ہوئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تجارت کیلئے شام گئے ہوئے تھے اور جب شام سے واپس آ رہے تھے تو راستے میں سرور عالم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جا رہے تھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چند سفید

Maktaba Tul Ishaat.com

کپڑے تحفۃً پیش کئے اور پھر یہ حضرات وہی سفید کپڑے زیب تن فرما کر مدینے میں داخل ہوئے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ زبیر رضی اللہ عنہ سے ملے جو تاجر مسلمانوں کے ایک قافلے کے ساتھ شام سے واپس آرہے تھے، زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پہنائے([1])۔

مکے واپس آنے کے تھوڑے ہی عرصے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور اہلیہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے ہمراہ مدینے کی طرف ہجرت کی اور کچھ مدت قبا میں قیام پذیر رہے وہیں سنہ 1 ہجری میں (اور ایک دوسری روات کے مطابق سنہ 2 ہجری میں) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے اس پوتے کی ولادت تاریخ اسلام میں بڑی اہمیت کی حامل ہے اس لئے کہ ان کی ولادت سے پہلے کئی ماہ تک کسی مہاجر کے ہاں اولاد نہیں ہوئی تھی اور یہودیوں نے مشہور کر دیا تھا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اور ان کا سلسلہ نسل منقطع کر دیا ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو مسلمانوں کو بے حد مسرت ہوئی اور

---

[1] ۔ صحیح البخاری، رقم: 3906۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انہوں نے جوش انبساط میں اس زور سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے کہ دشت وجبل گونج اٹھے۔

مدینہ منورہ میں حضرت صفیہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہتی تھیں اور وہ ان کی دل وجان سے خدمت کیا کرتے تھے۔

غزوہ اُحد (سنہ 3 ہجری) میں جب ایک اتفاقی غلطی سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور مسلمانوں میں انتشار پھیل گیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ہاتھ میں نیزہ لے کر نکلیں اور جو لوگ میدان جنگ سے منہ موڑ کر مدینہ کی طرف آ رہے تھے ان کو شرم اور غیرت دلاتی تھیں اور نہایت غصے سے فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چل دیئے؟

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مردانہ وار لڑتے ہوئے جبیر بن مطعم کے غلام وحشی بن حرب کے برچھے سے شہید ہو گئے تھے۔ ہند بنتِ عتبہ نے اپنے باپ عتبہ (مقتول بدر) کے جوش انتقام میں ان کی نعش کا مُثلہ کیا تھا یعنی ناک اور کان کاٹ ڈالے تھے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سیّد الشّہداء کا پیٹ چاک کرکے ان کا کلیجہ نکال کر چبا ڈالا تھا، رسول اکرم ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے محبوب اور شجاع بھائی کی لاش کو اس حالت میں دیکھیں تو رحمت عالم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو جب میدان جنگ کی طرف آتے دیکھا تو ان کے ثابت قدم فرزند حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو پاس بلا کر ارشاد فرمایا: صفیہ اپنے بھائی حمزہ کی لاش نہ دیکھنے

Maktaba Tul Ishaat.com

پائیں، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کو حضور ﷺ کے اشارے سے مطلع کیا تو وہ اس کا سبب سمجھ گئیں اور بولیں کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ میرے بھائی کی لاش بگاڑی گئی ہے، خدا کی قسم مجھے یہ پسند نہیں لیکن میں صبر کرونگی اور ان شاءاللہ ضبط سے کام لوں گی، حضور ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے جواب سے آگاہ ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں شہید راہ حق حضرت حمزہ رضی اللہ عنہا کی لاش دیکھنے کی اجازت دے دی تو وہ بادیدہ پُرنم لاش پر آئیں اور اپنے محبوب بھائی کی کے جسم کے ٹکڑے بکھرے دیکھ کر ایک آہ سرد کھینچی اور اِنَّ لِلّٰه وَ اِنَّ اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ پڑھ کر خاموش ہو گئیں، پھر ان کے لئے دعاء مغفرت فرمائی اور ان کی تدفین کیلئے دو چادریں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے واپس مدینہ چلی گئیں ([1])۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ایک پُر درد مرثیہ کہا جس کے ایک شعر میں حضور ﷺ کو یوں مخاطب کیا:

اِنَّ یَوۡمًا اَتٰی عَلَیۡكَ لَیَوۡمٌ

کُوِّرَتۡ شَمۡسُهٗ وَكَانَ مُضِیۡئًا ([2])

---

[1] ۔ شرح المواهب اللدنیة للزرقانی:490/4۔

[2] ۔ سبل الهدی والرشاد:286/12۔

Maktaba Tul Ishaat.com

آج آپ پر وہ دن آیا ہے کہ آفتاب سیاہ ہو گیا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ روشن تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا محبوب بھائی کیلئے دعائے مغفرت مانگ کر اپنے آنسو ضبط نہ کر سکیں اور بے اختیار رونے لگیں، سرور عالم ﷺ نے انہیں روتے دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے بھی سیل اشک رواں ہو گیا پھر آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے جبرائیلِ امین علیہ السلام نے خوشخبری دی ہے کہ عرش معلّیٰ پر حمزہ بن عبد المطلب کو اسد اللہ اور اسد الرّسول (اللہ کا شیر اور رسول کا شیر) لکھا گیا ہے۔

غزوہ احزاب (سنہ 5 ہجری) میں سارے عرب کے مشرکین اور یہود نے متّحد ہو کر مرکز اسلام پر یلغار کر دی تھی اور خاص مدینہ منوّرہ کے اندر یہودِ بنو قریظہ غدّاری کر کے اہل حق کی جانوں کے لاگو ہو گئے تھے، مسلمانوں کیلئے یہ بہت بڑی آزمائش تھی لیکن آفریں، اللہ کے ان پاکباز بندوں پر کہ کیا مجال ایک لمحے کیلئے ان کے پائے استقامت میں لغزش آئی ہو انہوں نے تو اپنی جانیں اور مال راہِ حق میں بیع کر دیے تھے اور زندگی کے آخری سانس تک کفر و شرک کے طوفانوں سے ٹکرانے کا تہیّہ کر رکھا تھا تاہم عورتوں اور بچوں کو گھر کے دشمنوں یہودِ بنو قریظہ کی دست درازیوں اور شر سے بچانا ضروری تھا چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے ان تمام مسلمان خواتین اور بچوں کو

Maktaba Tul Ishaat.com

بنظرِ احتیاط انصار کے ایک قلعہ فارع یا اطم میں منتقل کر دیا اور حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ (شاعرِ رسول) کو انکی نگرانی پر مامور کر دیا، قلعہ اگرچہ خاصا مضبوط تھا لیکن پھر بھی یہ انتظام خطرے سے یکسر خالی نہ تھا، نبی کریم ﷺ اپنے جانثاروں کے ہمراہ جہاد میں مشغول تھے اور بنو قریظہ کے محلّے اور اس قلعے کے درمیان کوئی فوجی دستہ موجود نہ تھا انہی پُر آشوب ایّام میں ایک دن ایک یہودی اس طرف آنکلا اور قلعے میں موجود لوگوں کی سن گن لینے لگا حسنِ اتفاق سے ایک بوڑھی خاتون لیکن صحت مند خاتون نے اس یہودی کو دیکھ لیا، وہ اپنی خداداد فراست سے سمجھ گئیں کہ یہ شخص جاسوس ہے، اگر اس نے بنو قریظہ کے شریر النّفس لوگوں کو جا کر بتا دیا کہ قلعے میں صرف عورتیں اور بچے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ میدان خالی دیکھ کر وہ قلعے پر حملہ کر دیں چنانچہ انہوں نے نگرانِ قلعہ حضرت حسّان بن ثابت سے کہا کہ باہر نکل کر اس یہودی کو قتل کر دیں حضرت حسّان نے عذر کیا اور اس کا سبب اہل سیئر کے نزدیک ان کی جسمانی کمزوری تھی جو کسی مرض میں مبتلا رہنے کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے یہ جواب دیا کہ میں اس یہودی سے لڑنے کے قابل ہوتا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ ہوتا؟ وہ خاتون حضرت حسّان کا جواب سن کر فوراً اٹھیں، خیمے کی ایک چوب اکھاڑی اور قلعے سے باہر آئیں اور اس یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہودی کو قتل کرنے کے بعد انہوں نے حضرت حسّان سے کہا کہ جاکر اسکا سر کاٹ لاؤ، انہوں نے اس میں بھی عذر کیا تو بہادر خاتون نے خود ہی اس کا سر کاٹ کر قلعے سے نیچے پھینک دیا، یہودِ بنی قریظہ کو کٹا ہوا سر دیکھ کر یقین ہو گیا کہ قلعہ کے اندر بھی مسلمانوں کی فوج موجود ہے چنانچہ انہیں قلعے پر حملہ کرنے کی ہمت نہ پڑی۔ علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ پھر اس خاتون نے حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ "اب جاکر مقتول یہودی کا سامان اتار لو تو وہ بولے مجھے اسکی خواہش نہیں، ابن اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ پہلی بہادری تھی جو ایک مسلمان عورت سے ظاہر ہوئی چنانچہ سرور اکرم ﷺ نے انہیں مال غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا اور یہ شیر دل خاتون جن کی شجاعت اور بے خوفی نے ایک بڑا خطرہ ٹال دیا اور تمام مسلمان عورتوں اور بچوں کو یہودیوں کے دست ستم سے بچایا، بنو ہاشم کی چشم و چراغ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنتِ عبد المطلب رضی اللہ عنہا تھیں اور اس وقت ان کی عمر اٹھاون برس کے لگ بھگ تھی۔

اربابِ سیئر نے لکھا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نہایت زیرک، دور اندیش، شجاع اور صابر خاتون تھیں اور تمام عرب میں اپنے حسب نسب اور قول و فعل کے اعتبار سے امتیازی حیثیت رکھتی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ملکہ شاعری بھی عطا کیا تھا سیرت کی بعض کتابوں میں ان کے کہے ہوئے چند

Maktaba Tul Ishaat.com

مرثیے ملتے ہیں جن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کے کلام میں نہایت فصاحت وبلاغت تھی چنانچہ اپنے والد عبد المطلب کی وفات پر انہوں نے جو مرثیہ کہا اس کے چند اشعار یہ ہیں۔

رات کو ایک نوحہ کرنے والے کی آواز نے مجھے رُلا دیا وہ ایک مردِ کریم پر نوحہ کناں تھی،

اور اس حال میں میرے آنسو موتیوں کی طرح میرے گالوں پر بہنے لگے،

افسوس ہے اس مردِ کریم کی موت پر جو بیہودہ نہ تھا اور اسکی بزرگی کا چرچا دور دور تک تھا،

وہ عالی نسب، صاحبِ جود وسخا اور قحط سالی میں لوگوں کیلئے ابرِ رحمت تھا،

پس اگر انسان کو اپنی قدیم بزرگی کی وجہ سے دوام ہوتا (لیکن دوام کی کوئی صورت نہیں)،

تو وہ مردِ کریم اپنی قدیم شرافت اور فضیلت کی بنا پر بہت زمانے تک زندہ رہتا۔

رحمت عالم ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے، خالہ زاد بھائی اور شوہر کے بہنوئی تھے بچپن میں انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ ایک ہی گھر میں پرورش پائی تھی اس لئے انہیں حضور ﷺ سے غیر معمولی محبت تھی سرورِ عالم ﷺ کو بھی ان سے بڑا تعلق خاطر تھا اور آپ ﷺ ان کے فرزند حضرت زبیر ، کو اکثر "ابن صفیہ" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

سنہ 11 ہجری میں حضور ﷺ نے رحلت فرمائی تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پر

Maktaba Tul Ishaat.com

کوہِ الم ٹوٹ پڑا اور اس موقع پر انہوں نے جو دردناک مرثیہ کہا اسکے چند اشعار یہ ہیں۔

"یا رسول اللہ! آپ ہماری امید تھے آپ ہمارے محسن تھے، ظالم نہ تھے، آپ رحیم تھے، ہدایت کرنے والے اور تعلیم دینے والے تھے"

آج ہر رونے والے کو آپ پر رونا چاہیئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر میری ماں، خالہ، چچا، اور ماموں قربان ہوں،

پھر میں خود اور میرا مال بھی کاش اللہ ہمارے آقا کو ہمارے درمیان رکھتا، تو ہم کیسے خوش قسمت تھے لیکن حکمِ الٰہی اٹل ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اللہ کا سلام ہو اور آپ جنّات عدن میں داخل ہوں۔

ایک اور مرثیہ کا مطلع ہے:

"اے آنکھ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات پر خوب آنسو بہا"

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں وفات پائی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا، اس وقت ان کی عمر 73 برس تھی۔

2۔عاتکہ بنت عبد المطلب:

عاتکہ بنت عبد المطلب فاطمہ بنت عمرو کے بطن سے پیدا ہوئیں ان کے اسلام لانے میں اختلاف ہے زیادہ قریب روایات اسلام نہ لانے کی ہیں اور ان کے اسلام کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ وہ رسول اللہ

Maktaba Tul Ishaat.com

ﷺ کی بہت بڑی مداح تھیں اور اپنے اشعار میں متعدد مقامات پر انھوں نے آنحضرت ﷺ کی مدح کی ہے اور آپ ﷺ کو اللہ کی طرف سے نبوت و رسالت کا جو منصب عظیم عطا کیا گیا تھا اس پر انتہائی مسرت کا اظہار کیا ہے اور آپ ﷺ کو نبی برحق قرار دیا ہے۔

امام دار قطنی رحمہ اللہ کتاب الاخوہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عاتکہ نے رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کو بہت سے اشعار میں نبی صادق کہا ہے اور ان کے یہ اشعار ان کے اسلام کی شہادت دیتے ہیں۔

ابن مندہ نے ان کو جماعت صحابہ میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان سے حضرت ام کلثوم بنت عقبہ نے روایت حدیث کی۔

ابن سعد نے طبقات میں بتایا ہے کہ حضرت عاتکہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں اور پھر ہجرت مدینہ کا شرف حاصل کیا، یہ ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت خاتون تھیں۔

خاندان عبد المطلب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ فصاحت و بلاغت اور ادب و شعر میں ان کا مقام بڑا بلند ہے، اس خاندان کا ہر فرد اپنی ایک الگ حیثیت رکھتا ہے ان کی عورتیں بھی اس میدان میں بہت آگے تھیں اور مرد بھی، کسی قافلے میں ان کا اگر کوئی رکن شامل ہوتا تو زبان سے پہچان لیا جاتا تھا کہ یہ بنو ہاشم سے تعلق رکھتا ہے جہاں یہ حضرات اخلاق و کردار میں ممتاز تھے وہاں فصاحت و بلاغت میں بھی بہت سی خصوصیات کے حامل تھے زبان کی

Maktaba Tul Ishaat.com

باریکیوں اور فن کی نزاکتوں سے پوری طرح آگاہ تھے، حضرت عاتکہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا بھی اس موضوع پر دست گاہ رکھتی تھیں اور مختلف اصناف شعر میں انھیں عبور حاصل تھا۔ ان کے قصیدے، مرثیے اور مدحیہ اشعار سیرت ورجال کی کتابوں میں مذکور ہیں اور واضح طور سے بتاتے ہیں کہ اس سلسلے میں وہ کس درجہ مہارت رکھتی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی مدح کرتے ہوئے کہتی تھیں:

محمد ﷺ جس طرح حسن و جمال میں بے مثال ہیں، اسی طرح عمل و اخلاق میں بھی عدیم المنظیر ہیں۔

یہ چاند کی طرح چمکتے ہوئے چہرے والا خواب رو جوان عاقل و فہیم بھی اور بہادر و شجاع بھی۔

ان کا باطن بھی اسی طرح پاک اور صاف ہے جس طرح ان کا ظاہر اجلا ہوا اور بے داغ ہے۔

سخاوت اور جود ان کی فطرت میں داخل ہے اور کمزور کی اعانت اور مسکین کی دست گیری ان کا معمول ہے۔

اللہ نے ان کو نبوت کے لئے چن لیا ہے۔ اسلئے کہ یہی اس منصب بلند کے حق دار تھے۔

ان کی مجلس میں اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور فرشتے ان پر صلات بھیجتے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ خوش قسمت لوگ ہیں جنہوں نے ان کی رفاقت اختیار کی اور ان کی ہم نشینی کو اپنے لئے ضروری ٹھہرایا۔

تم دیکھتے نہیں کہ ان لے لئے فوز و فلاح مقدر ہو چکی ہے اور انجام کار انہی کی جیت ہو گی۔

یہ اللہ کے سچے نبی ہیں اور یہ ایک ایسا اعزاز ہے جس میں بے شمار برکتیں پنہاں ہیں۔

محمد ﷺ کے مخالف یقیناً ناکام رہیں گے، انبیا کے مخالف ہمیشہ ذلیل ہوتے ہیں۔

اگر کامیابی چاہتے ہو تو محمد ﷺ کی تابعداری کرو، ان کی تابعداری میں ہی کامیابی کا راز مضمر ہے۔

لوگو! خیرات و حسنات کی طرف دوڑو کہ تمہارے پیغمبر کا یہ ارشاد ہے:

"تم اللہ کو سجدہ کرو، اس کے رسول اسی کے سامنے سر جھکاتے ہیں"۔

جس کا دل رسول اللہ ﷺ کی محبت سے خالی ہو، وہ دنیا اور آخرت دونوں میں ناکام رہے گا۔

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لائق احترام باپ عبد المطلب کی وفات پر ایک مرثیہ کہا تھا۔ جس کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

اے میری دونو آنکھو۔۔! آنسو بہانے میں بخل سے کام نہ لو، سخاوت کا اظہار کرو، آج تمہیں یہی زیب دیتا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اے میری دونو آنکھو۔۔!عبرت حاصل کرو، جس شخص کو تم دیکھتی رہی وہ اب تمہیں اس کا بدل نہیں مل سکتا۔

اے میری دونو آنکھو! حیران اور متعجب کیوں ہو، اس کی موت کے بعد تمہیں کئی ناخوش گوار مراحل سے گزرنا پڑے گا۔

تم کو ایسے کریم وجواد کو دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے جس کا بدل ممکن نہیں ہے۔

میری آنکھیں کس درجہ بلند بخت تھیں کہ ایک سردار اور معزز باپ کی زیارت سے مشرف ہوتی تھیں، اب اس کو کبھی نہ پاسکیں گی۔

میں کتنی بد قسمت ہوں کہ آج شفیق اور مہربان باپ کی شفقتوں اور مہربانیوں سے محروم ہوگئی ہوں۔

وہ میری لغزشوں کو معاف کرنے والے تھے اور میری غلطیوں کو نظر انداز کرتے تھے۔

وہ میرا سہارا تھے، میں نے ہر موقعے پر انھیں صاحب کرم پایا۔

وہ خاندان کی اونچی شخصیت تھے، غربا و مساکین انھیں اپنا مرجع وماویٰ سمجھتے تھے، ان کا سخاوت کا دامن سمٹ گیا ہے لیکن ان کی یاد ہمیشہ تازہ رہے گی۔

وہ بہادروں کی بہادری پر خوش ہوتے تھے اور ان کا اعزاز و اکرام کرنے والے تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

غرض حضرت عاتکہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا ایک با عظمت خاتون تھیں اور فصاحت وبلاغت اور ادب و شعر میں اونچے درجے پر فائز تھیں۔

ان کا نکاح ابی امیہ بن مغیرہ سے ہوا انہوں نے غزوہ بدر سے

چند دن پہلے خواب دیکھا تھا، جب کافروں نے یہ خواب سنا تو خوب مذاق اڑایا کہ اب تو بنی ہاشم کی عورتیں بھی نبوت کرنے لگیں لیکن نتیجہ وہی نکلا جو خواب میں دکھایا گیا تھا خواب یہ تھا کہ ایک سوار ہے جس نے جبل ابی قبیس سے ایک پتھر اٹھایا اور رکن کعبہ پر کھینچ مارا ہے وہ پتھر ریزہ ریزہ ہو گیا اور ہر ریزہ قریش کے تمام گھروں میں جا گرا البتہ بنو زہرہ بچے رہے[1]۔

3۔بیضاء بنت عبد المطلب:

آپ رسول اللہ ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ کی سگی بہن تھیں انکی والدہ فاطمہ بنت عمرو تھیں آپ کا نکاح کریز بن ربیعۃ بن حبیب بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں ان کے بیٹے کا نام عامر تھا جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا ان کے بیٹے عبد اللہ بن عامر صحابی تھے جسے عثمان غنی نے خراسان کا گورنر بنایا اور آپ کی بیٹی کا نام اروی تھا جو کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔

---

[1] رحمۃ اللعالمین:348/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

4۔ امیمہ بنت عبد المطلب:

آپ رسول اللہ ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ کی سگی بہن تھیں انکی والدہ فاطمہ بنت عمرو تھیں اور جحش بن رباب کی زوجہ تھیں ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش، ام حبیبہ اور حمنہ آپ کی بیٹیاں تھیں جبکہ عبد اللہ اور عبید اللہ آپ کے بیٹے تھے [1]۔

5۔ برہ بنت عبد المطلب:

برہ بنت عبد المطلب آنحضرت کی حقیقی پھوپھی ہیں ان کی والدہ کا نام فاطمۃ بنت عمرو تھا ان کا نکاح عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ قرشی سے ہوا تھا۔ ابو سلمہ عبد اللہ انہی کے فرزند تھے جو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر تھے [2]۔

6۔ اروی بنت عبد المطلب:

آپ رسول اللہ ﷺ کے والد عبد اللہ کی حقیقی بہن تھیں آپ عمیر بن وہب بن عبد بن قصی کی زوجہ تھیں جن سے طلیب بن عمیر پیدا ہوئے اس کے بعد کلدہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی سے نکاح ہوا۔ اروی بنت عبد المطلب کے اسلام کے بارے اختلاف ہے،

ابن عبد البر اور العقیلی نے صحابہ میں ذکر کیا ابن سعد نے ان کے اسلام اور

---

1 ۔ رحمۃ اللعالمین: 347/2۔

2 ۔ رحمۃ اللعالمین: 348/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مدینہ ہجرت کا ذکر بھی کیا آپ کے بیٹے طلیب بن عمیر اسلام لائے اور اپنی ماں اروی بنت عبد المطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ تم نے جس شخص کی مدد کی وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا، اگر مردوں کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتیں تو آپ ﷺ کی حفاظت کرتیں اور آپ کی طرف سے لڑتی ([1])اور پھر طلیب بن عمیر رضی اللہ عنہ، نے اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت پیش کرتے ہوئے کہنے لگے، ماں! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور محمد ﷺ کی اتباع کر لی ہے، اب تمہیں اسلام قبول کرنے اور آپ کی اتباع کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ جبکہ تمہارے بھائی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، بھی مسلمان ہو چکے ہیں ان کی ماں نے جواب دیا، میں اس انتظار میں ہوں کہ میری بہنیں کیا کرتی ہیں؟ پھر میں بھی ویسا ہی کروں گی طلیب رضی اللہ عنہ، نے پھر عرض کی ماں! میں تمہیں اللہ عزوجل کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم ضرور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو، انہیں سلام کرو، ان کی تصدیق کرو اور اس بات کی گواہی دو کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں (یعنی مسلمان ہو جاؤ) بیٹے کی فریاد سن کر ماں کا دل پسیج گیا اور انہوں نے کہا، میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور مسلمان ہو گئیں ([2])۔

---

[1] ۔ رحمۃ للعالمین: 348/2۔

[2] ۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، کتاب النساء: 343/4۔

Maktaba Tul Ishaat.com

رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن:

ازواج مطہرات کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ...(1)

اے نبی ﷺ کی ازواج (مطہرات)! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو...... تم بلند مقام کی حامل ہو۔

تمہاری ایک غلطی پر دوگنا عذاب دیا جائے گا اور اسی طرح تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گی اور نیک کام کرے گی ہم اسے اجر (بھی) دوہرا دیں گے اور اس کے لیے ہم نے بہترین روزی تیار کر رکھی ہے۔

قرآن کریم روز قیامت تک کے لیے لوگوں سے مخاطب ہے وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا(2)

اے ایمان والو! تمہارے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد ان کی ازواج مطہرات میں سے کسی سے نکاح کرو یعنی ازواج مطہرات تمام ایمان والوں کے لیے ماں (ام المومنین) کا درجہ رکھتی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے چند نکاح فرمائے اور ان میں سے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں باقی سب بیوہ یا مطلقہ تھیں نبی اکرم ﷺ نے

1۔ سورۃ الاحزاب الآیۃ:32۔

2۔ سورۃ الاحزاب الآیۃ:53۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سب سے پہلا نکاح 25 سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور اس وقت آپ کی عمر 40 سال تھی یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے عمر میں 15 سال بڑی تھیں نیز وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے دو شادیاں کر چکی تھیں اور اُن کے پہلے شوہروں سے بچے بھی تھے جب نبی اکرم ﷺ کی عمر 50 سال کی ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا اس طرح نبی اکرم ﷺ نے اپنی پوری جوانی (25 سے 50 سال کی عمر) صرف ایک بیوہ عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گزار دی اور پھر 50 سے 60 سال کی عمر میں آپ ﷺ نے چند نکاح کیے اور یہ نکاح کسی شہوت کو پوری کرنے کے لیے نہیں کیے کیونکہ اگر شہوت پوری کرنے کے لیے آپ ﷺ نکاح فرماتے تو کنواری لڑکیوں سے شادی کرتے نیز حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی مرضی سے کسی عورت سے شادی نہیں کی اور نہ کسی بیٹی کا نکاح کرایا مگر اللہ کی طرف سے حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آئے بلکہ چند سیاسی ودینی واجتماعی اسباب کو سامنے رکھ کر آپ ﷺ نے یہ نکاح کیے۔

1۔ امّ المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا:

آپ نبی اکرم ﷺ کی پہلی بیوی ہیں آپ عام الفیل سے 15 سال پہلے 556ء میں مکہ میں عرب کے معزز اور مالدار گھرانے میں پیدا ہوئیں آپ کا نام خدیجہ، کنیت ام ہند اور طاہرہ آپ کا لقب تھا آپ کے والد خویلد بن اسد

Maktaba Tul Ishaat.com

اور والدہ فاطمہ بنت زائدہ تھیں اور جناب قصی پر پہنچ کر آپ کا نسب رسول اللہ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے آپ کے والد آپ کی شادی آپ کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے کرنا چاہتے تھے لیکن کسی وجہ سے نہ کر سکے اور آپ کا پہلا نکاح ابوہالہ بن بناش تمیمی سے ہوا([1]) ان کی وفات کے بعد آپ کا نکاح عتیق بن عابد المخزومی سے ہوا اور عام الفیل کے بعد حرب الفجار میں آپ کے والد اور خاوند مارے گئے جس کے بعد آپ کو کافی دقت ہوئی اور پھر آپ نے خود اپنی خاندانی تجارت کو سنبھالا اور اپنے رشتہ داروں کو اپنا تجارت کے لئے دے کر بھیجتی تھیں تو ایک مرتبہ جناب ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ایک بار تمہیں بھی ان سے تجارت کرنے کے بارے میں ملنا چاہیے آپ صادق اور امین کے القاب سے معروف تھے ہی جب حضرت خدیجہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ فوراً رسول اللہ ﷺ کا تجارت کے لئے مال دینے پر راضی ہو گئیں اور فرمایا کہ آپ میرا مال لے جائیں اور میں جو منافع اور لوگوں کو دیتی ہوں آپ کو اس سے زائد دوں گی تو آپ ﷺ نے قبول فرمالیا اور ان کے غلام میسرہ کو ساتھ لے کر بصریٰ روانہ ہوئے اور باقیوں سے کافی زیادہ منافع کے ساتھ واپس لوٹے تو حضرت خدیجہ آپ سے کافی متاثر ہوئیں اور میسرہ نے بھی آپ کی ایمانداری کے متعلق سب بتایا تو نبی کریم ﷺ کی دیانت، کمال اور برکت کو دیکھ کر انہوں

---

[1] ۔ الاستیعاب: 378/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نے خود شادی کی درخواست کی تھی اور نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر 25 سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر 40 سال تھی جناب ابو طالب نے آپ کا نکاح پڑھایا اور 500 درہم مہر مقرر ہوا، آپ کے بطن مبارک سے رسول اللہ ﷺ کی چاروں بیٹیاں (زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن) اور ابراہیم کے علاوہ دو بیٹے (قاسم اور عبد اللہ) بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی سے پیدا ہوئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ ﷺ کی ساری اولاد آپ ﷺ کی زندگی میں ہی انتقال فرما گئی تھی۔ آپ کی عظمت و فضیلت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ محمد ﷺ نے جب فرض نبوت ادا کرنا چاہا تو فضائے عالم سے ایک آواز بھی آپ کی تائید میں نہ اٹھی کوہ حرا، وادی عرفات، جبل فاران غرض تمام جزیرۃ العرب آپ کی آواز پر پیکر تصویر بنا ہوا تھا، لیکن اس عالمگیر خاموشی میں صرف ایک آواز تھی جو فضائے مکہ میں تموج پیدا کر رہی تھی، یہ آواز حضرت خدیجہ طاہرہ کے قلب سے بلند ہوئی تھی، جو اس ظلمت کدہ کفر و ضلالت میں نور الٰہی کی دوسری تجلی گاہ تھی اور آپ رضی اللہ عنہا نے ہی سب سے پہلے آپ ﷺ کی تصدیق کی اور ساتھ ہی آپ کو تسلی بھی دی اور اپنے مال سے رسول اللہ ﷺ کی خوب مدد فرمائی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال نبی اکرم ﷺ کے انتقال کے چھ ماہ بعد ہو گیا تھا اور آپ ﷺ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے وقت آپ ﷺ کی عمر 50 سال

Maktaba Tul Ishaat.com

تھی آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال نبوت کے دسویں سال ہوا، اس وقت آپ کی عمر 65 سال تھی رسول اللہ ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور اپنی سب سے بڑی غمگسار کو داعی اجل کے سپرد کیا آپ رضی اللہ عنہا کی قبر حجون میں ہے۔
رسول اللہ ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی آپ نے ان کی زندگی تک دوسری شادی نہیں کی، آپ رضی اللہ عنہا کی سچائی اور غم گساری کو نبی اکرم ﷺ ان کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ یاد فرماتے تھے اور آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی سہیلیوں کے پاس گوشت بھجواتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ گو میں نے خدیجہ کو نہیں دیکھا، لیکن مجھ کو جس قدر ان پہ رشک آتا تھا کسی اور پر نہیں آتا تھا، جس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ان کا ذکر کیا کرتے تھے ایک دفعہ میں نے اس پر آپ ﷺ کو رنجیدہ کیا، لیکن آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو ان کی محبت دی ہے۔

2۔ ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا:

آپ 589ء میں پیدا ہوئیں آپ کے والد کا نام زمعہ بن قیس تھا اور آپ کا تعلق قبیلہ عامر بن لوی سے تھا اور ان ہی پر آپ کا مسب رسول اللہ ﷺ کے نسب سے جاملتا ہے اور آپ کی والدہ کا نام شموس بنت قیس تھا اور مدینہ کے معروف قبیلے بنو نجار سے تعلق رکھتی تھیں آپ کا پہلا نکاح اپنے والد

Maktaba Tul Ishaat.com

کے چچازاد بھائی سکران بن عمرو سے ہوا اور آپ اپنے شوہر اور والدہ کے ہمراہ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہوئیں، اور ماں اور شوہر کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی اور وہی آپ کے شوہر کا انتقال ہو گیا بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت سودہ نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہا کی گردن پر قدم مبارک رکھے، اپنے خاوند سے بیان کیا تو بولے کہ شاید میری موت کا زمانہ قریب ہے اور تمھارا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہو گا، چنانچہ یہ خواب حرف بہ حرف پورا ہوا(1)حضرت سکران رضی اللہ عنہ سے آپ کا ایک بیٹا عبد الرحمٰن ہوا جو جنگ جلولاء(فارس)میں شہید ہوئے اور آپ اسلام میں سب سے پہلی بیوہ عورت تھیں جب اُن کا کوئی بظاہر دنیاوی سہارا نہ رہا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نبوت کے دسویں سال اِن سے نکاح کر لیا اور اُس وقت آپ ﷺ کی عمر 50 سال اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی عمر 55 سال تھی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد تقریباً تین چار سال تک صرف حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ہی آپ ﷺ کے ساتھ رہیں اور 10ھ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لئے بھی تشریف لے گئیں اور آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے

1۔ شرح الزرقانی: 260/3۔

Maktaba Tul Ishaat.com

آخری زمانہ 23ھ میں ہوا۔

3۔ ام المومنین حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا:

آپ کی ولادت بعثت کے پانچویں سال 614ء میں ہوئی اور آپ کے والد خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کی والدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا ہیں والد کی جانب سے آپ کا نسب جناب مرہ اور والدہ کی جانب سے جناب مالک پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے اور آپ کے والد کی آرزو تھی کہ میری بیٹی نبی کے گھر میں ہو چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مکہ ہی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کر دیا گیا تھا مگر نبی کریم ﷺ کے گھر (مدینہ منورہ) میں 2 ہجری کو آئیں یعنی 3، 4 سال بعد رخصتی ہوئی، اُس وقت نبی اکرم ﷺ کی عمر 55 سال تھی جیسے باپ نے اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام دی تھیں، بیٹی بھی ایسی ہی عالمہ وفاضلہ ہوئیں کہ بڑے بڑے صحابہ کرام اُن سے مسائل دریافت فرمایا کرتے تھے۔ آپ سے 2210 احادیث روایت ہیں حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے زیادہ احادیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہیں نبی اکرم ﷺ کی ازواج میں صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کنواری تھیں باقی سب بیوہ یا مطلقہ تھیں،

آپ کو لڑکپن میں کھیل کود کا شوق تو تھا مگر دو شوق مرغوب تھے گڑیاؤں سے

Maktaba Tul Ishaat.com

کھلونا اور جھولا جھولنا اور گڑیائیں تو مدت مدید تک آپ کے پاس رہیں ایک روایت میں ہے کہ غزوہ خیبر یا غزوہ تبوک سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کے پاس گڑیائیں دیکھیں تھیں جو ایک طاق میں رکھی ہوئی تھیں اور اُن کھلونوں میں ایک پروں والا گھوڑا بھی تھا اور رخصتی کے بعد بھی آپ گڑیاؤں سے کھیلا کرتی تھیں، آپ خود بیان فرماتی ہیں کہ رخصتی کے بعد بھی میں بچیوں کے ساتھ گڑیاؤں سے کھیلا کرتی تھی، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تو آپ سے میری سہیلیاں چھپ جاتیں، پھر رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے ہٹ کر اُنہیں بھیج دیا کرتے تھے (یعنی جب میرے پاس سے چلے جاتے تو میری سہیلیوں کو واپس میرے پاس بھیج دیتے)۔

نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ آپ کو بنت الصدیق اور یا عائشُ کے نام سے خطاب فرمایا کرتے تھے[1] اور ان کے علاوہ آپ کے القاب صدیقہ، حبیبۃ الرسول، المُبرۃ، المُوفقہ، طیبہ، حبیبۃ المصطفیٰ اور حمیراء بھی ہیں آپ انتہائی متقی اور پرہیز گار تھیں اور زہد و قناعت کی وجہ صرف ایک جوڑا لباس کے لئے اپنے پاس رکھتی تھیں اور اُسی کو دھو دھو کر پہن لیا کرتی تھیں اس کرتا کی قیمت پانچ درہم تھی اور یہ اُس زمانہ کے لحاظ سے اِس قدر بیش قیمت تھا کہ تقاریب میں دلہن کے واسطے عاریتاً مانگ لیا جاتا اور زعفران میں رنگ کر

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث:6198۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کپڑے پہن لیا کرتی تھیں بعض اوقات سرخ رنگ کا کرتا زیب تن فرماتیں، اکثر سیاہ رنگ کا دوپٹہ استعمال فرماتیں، کبھی کبھی زیور بھی پہن لیا کرتیں، گلے میں یمن کا بنا ہوا خاص قسم کا سیاہ و سفید مہروں کا ہار ہوا کرتا، انگلیوں میں سونے کی انگوٹھیاں بھی پہنا کرتی تھیں سر پر اکثر خوشبو لگا لیا کرتیں،

آپ خود فرماتی ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم مقام قاحہ میں پہنچے تو میرے سر سے زردی بہہ کر چہرے پر آئی کیونکہ میں نے روانہ ہونے سے قبل سر پر خوشبو لگائی تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا اب تمہارا رنگ بڑا پیارا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ہی آپ ﷺ کی وفات ہوئی اور اسی میں آپ ﷺ مدفون ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا 57 یا 58 ہجری میں انتقال ہوا۔

4۔ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام حفصہ تھا آپ کے والد خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور آپ کی والدہ حضرت زینب بن مظعون رضی اللہ عنہا ہیں جو جلیل القدر صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں اور آپ کا نسب جناب لوی پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے اور آپ ان کے بیٹے جناب عدی کی اولاد میں سے ہیں آپ کی پیدائش رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت سے تقریباً 5 سال قبل پیدا ہوئیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

آپ نے جس گھر میں آنکھ کھولی، جرات و عزیمت، بہادری و شجاعت کا وہاں پر پہلے سے بسیرا تھا، اس لیے مزاج میں بے خوفی کا پیدا ہونا فطری تقاضا تھا اس کے علاوہ یہ گھر مکہ کے ان گنے چنے گھروں میں شمار ہوتا ہے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے اس لیے آپ نے بھی بچپن میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا، مزید اخلاقی تربیت آپ کے والد گرامی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہا نے بھی انہی دنوں میں اسلام قبول کیا جب آپ کے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قبول فرمایا اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک تقریباً 10 سال تھی۔

آپ کا پہلا نکاح قبیلہ بنو سہم کے چشم و چراغ حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ، سے ہجرت حبشہ سے واپسی مکہ پہنچنے پر ہوا، آپ کا شمار ان جلیل القدر صحابہ کرام میں ہوتا ہے جو السابقون الاولون کے اعزاز سے معزز ہیں اور جب مدینہ کی طرف ہجرت کا وقت آیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، کے ہمراہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے شوہر سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

غزوۂ بدر میں آپ مردانہ وار لڑے یہاں تک کہ آپ کو کاری ضرب لگی، چنانچہ آپ کو واپس مدینہ لایا گیا، علاج معالجہ کے باوجود آپ صحت یاب نہ ہو سکے اور انتقال فرما گئے اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر 21 سال تھی آپ کے والد گرامی مزاج اسلام کو بہت اچھی طرح جانتے تھے اس لیے آپ کو ان کی عدت کی مدت مکمل ہونے کے بعد ان کے نکاح کی فکر لاحق

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوئی آپ رضی اللہ عنہ، کی خواہش تھی کہ جلد سے جلد سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا گھر دوبارہ سے آباد ہو جائے اور رشتہ کے لئے آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، سے ملے لیکن آپ نے معذرت کر لی اور فرمایا کہ میرا فی الحال کوئی ارادہ نہیں ہے، اس کے بعد آپ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بات کی تو انہوں نے آپ کی بات کو بغور سن تو لیا لیکن کوئی جواب دیے بغیر خاموش ہو گئے، اسی رنجیدگی کے عالم میں آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور ساری صورتحال بتلائی تو آپ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ، کو ایسی خوشخبری سنائی کہ آپ کو کسی بات کا ملال باقی نہ رہا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حفصہ کی شادی اس شخص کے ساتھ ہو گی جو ابو بکر اور عثمان سے افضل ہے اور عثمان کی شادی اس خاتون سے ہو گی جو حفصہ سے بہتر ہے اور پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے 3 ہجری شعبان المعظم بعوض 400 درہم حق مہر کے ہوا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح رسول اللہ ﷺ کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا اور اس وقت آپ کی عمر تقریباً 22 سال تھی۔

زمانہ جاہلیت میں عرب کی معاشرتی اقدار اس قدر گر چکی تھیں ایسے میں نبی کریم ﷺ نے اپنی تعلیمات اور عملی رویوں کے ذریعے عرب کے امتیازی رویوں کو شکست دی اور خواتین کو اپنی رائے کے اظہار کا پورا پورا حق دیا ان کے نسوانی مزاج سے پیش آنے والے امور کو خندہ پیشانی سے سنبھالا یہی

Maktaba Tul Ishaat.com

وجہ تھی کہ امہات المومنین اپنے مطالبات پوری بے باکی اور بے تکلفی سے آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا کرتی تھیں اور معاشرتی معاملات میں اپنی رائے کا اظہار بلا تکلف کر دیا کرتی تھیں۔

جمع قرآن کے موقع پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمیں وہ مصحف (جو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لکھوایا اور سیدنا عمر کے پاس ساری زندگی محفوظ رہا اور سیدنا عمر کے بعد اب آپ کے پاس ہے) عنایت فرمائیں تاکہ ہم اس کے مطابق نسخے تیار کریں اس کے بعد آپ کو یہ مصحف واپس کر دیں گے تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ مصحف سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور اس نسخہ سے جمع قرآن میں کافی مدد ملی اب تا قیامت اُمّ المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا بار احسان ایسا ہے جس پر مسلمانوں کی گردنیں جھکیں ہوئی ہیں، روئے زمین پر جب بھی کوئی شخص قرآن کریم کی تلاوت کرے گا تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا احسان بھی یاد آئے گا۔

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے شعبان المعظم 45ھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کے ابتدائی زمانہ میں مدینہ منورہ میں 45 سال کی عمر میں وفات پائی اور اس وقت مروان بن حکم مدینے کا حاکم تھا اور انہوں نے ہی نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے دونوں بھائی حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عاصم بن عمر

Maktaba Tul Ishaat.com

رضی اللہ عنہم اور ان کے تین بھتیجے حضرت سالم بن عبداللہ و حضرت عبداللہ بن عبداللہ اور حضرت حمزہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہا کو قبر میں اتارا اور جنت البقیع میں دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پہلو میں آپ رضی اللہ عنہا کو دفن کیا گیا۔

5۔ امّ المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا:

آپ کے والد کا نام خزیمہ بن حارث اور آپ کی والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا اور آپ کا سلسلۂ نسب جناب الیاس پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے[1] آپ کی ولادت نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت سے تقریباً 13 سال پہلے ہوئی ہے آپ کے والد خزیمہ کا شمار عرب کے روساء میں ہوتا ہے، اس لیے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا بچپن بڑے ناز و نعم میں گذرا اور اس سب کے باوجود بھی آپ میں غریب پروری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، مساکین کو کھانا کھلانا اور ان کی دیگر معاشی ضروریات کو پورا کرنا آپ کے اخلاق عالیہ کا عکاس تھا اسی وجہ سے زمانہ جاہلیت سے ہی لوگ آپ کو "اُمّ المساکین" کہا کرتے تھے اور قرآن کریم میں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا

---

[1] ۔ سیر الصحابۃ: 55/6۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(8) إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا (9) إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا (10)[1]

ترجمہ: اور اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کے عذاب کا خوف لاحق ہے جو سخت مصیبت کا طویل ترین دن ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت کے کچھ عرصہ بعد جو لوگ مسلمان ہوئے انہیں میں سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح طفیل بن الحارث سے ہوا، ان کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کچھ عرصہ ہی ازدواجی زندگی کی بہاریں دیکھ پائی تھیں کہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو کسی وجہ سے طلاق دے دی۔

پھر آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح طفیل کے بھائی حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے ہوا، مشرکین مکہ نے جب اسلام کو پھلتا پھولتا دیکھا تو ظلم و تشدد پر اتر آئے، آپ رضی اللہ عنہا اور آپ کے شوہر حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ پر بھی طرح طرح کے مصائب و مشکلات آئیں اور اسی دوران

---

[1] سورۃ الدھر الآیۃ: 8۔۔10۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہجرت کا حکم نازل ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور ہجرت کے بارے میں حکم خدا سنایا، شام ڈھلے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ گھر کو لوٹے، آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کو سارا ماجرا بتایا اور دونوں میاں بیوی نے ہجرت کی تیاریاں شروع کر دیں، بالآخر ایک دن سیدہ زینب بنت خزیمہ کے گھرانے کے چار فرد سیدہ زینب، آپ کے شوہر حضرت عبیدہ بن حارث اور ان کے دونوں بھائی حضرت طفیل اور حصین بن حارث رضی اللہ عنہم یہ سب حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اس قافلے کا استقبال حضرت عبدالرحمن بن سلمہ عجلانی رضی اللہ عنہ نے کیا اور کچھ دنوں بعد نبی کریم ﷺ بھی مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور یہاں حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کے لیے ایک مکان اور کافی ساری زمین وقف کر دی اور مہاجرین و انصار آپ رضی اللہ عنہ کو "شیخ المہاجرین" کے لقب سے یاد کرتے تھے اسی دوران غزوہ بدر کا واقعہ پیش آیا اور دونوں لشکروں میں صف آرائی ہونے کے بعد دشمنانِ اسلام کی طرف سے کفارِ مکہ کے سردار عتبہ، شیبہ اور ولید میدانِ جنگ میں اترے اور انفرادی لڑائی کے لیے آواز لگائی جس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے اپنے تین جاں نثار اصحاب "علی، حمزہ اور عبیدہ" رضی اللہ عنہم کو بھیجا حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما دونوں نے جلد ہی

Maktaba Tul Ishaat.com

اپنے مدمقابل کو قتل کر کے ڈھیر کر دیا جبکہ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور ولید میں کافی دیر تک لڑائی جاری رہی اور دونوں ہی زخمی ہو گئے حضرت علی اور حمزہ رضی اللہ عنہم نے آگے بڑھ کر ولید کو بھی قتل کیا، اس معرکے میں حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا ایک پاؤں زخمی ہو گیا تھا یہ زخم بڑا کاری تھا جنگ کے خاتمے کے بعد جب لشکر مدینے کی طرف واپس ہونے لگا تو مقام صفراء پر آپ رضی اللہ عنہ نے داعیِ اجل کو لبیک کہ گئے اور انہیں مقام صفراء پر ہی دفن کر دیا گیا۔

بعض روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کا تیسرا نکاح حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا جو ام المؤمنین سیدہ زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں اور وہ بھی جنگِ اُحد میں وہ شہید ہو گئے ان کی شہادت کے کچھ ہی دنوں کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں ناتمام بچہ پیدا ہوا جس سے ان کی عدت ختم ہو گئی اور ذوالحجہ 3ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا آپ رضی اللہ عنہا کو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کو نہیں ملا بلکہ نکاح کے کچھ ہی عرصہ بعد ربیع الثانی 4ھ میں وفات پا گئیں اور آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ خود نبی کریم ﷺ نے پڑھایا اور آپ کو مدینہ منورہ جنت البقیع نامی قبرستان میں دفن کر دیا گیا[1] اور امہات المومنین میں سے صرف سیدہ

[1] ۔سیر الصحابۃ:55/6۔

Maktaba Tul Ishaat.com

زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا یہ اعزاز ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ خود نبی کریم ﷺ نے پڑھایا۔

6۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا:

آپ کا نام ھند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا ہے جبکہ ام سلمہ آپ کی کنیت ہے اور آپ اسی سے معروف ہیں آپ کے والد کا نام سہیل بن مغیرہ اور آپ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر تھا آپ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے تقریباً 9 سال پہلے 596ء میں پیدا ہوئیں آپ کے والد مکہ کے مشہور مخیر اور فیاض تھے، سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے تھے اسی لیے زاد الراکب کے لقب سے مشہور تھے اور آپ نے انہی کی آغوش تربیت میں نہایت ناز و نعمت سے پرورش پائی۔

آپ کا پہلا نکاح اپنے چچازاد بھائی حضرت ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جو نبی اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی تھے آپ رضی اللہ عنہا اور آپ کے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا شمار اُن اولوالعزم لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اعلان نبوت کے کچھ ہی عرصہ بعد اسلام قبول کر لیا تھا آپ ﷺ کی دعوت اسلام پر ابھی صرف دس لوگ مسلمان ہوئے تھے آپ ﷺ مسلسل محنت فرمارہے تھے چنانچہ ایک دن آپ ﷺ دارِ بنی اَرقم میں چند صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف فرما تھے اسی دوران حضرت ابو سلمہ اپنی بیوی ام سلمہ کے ساتھ حاضر خدمت

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہاں بھی اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے عرض کی کہ ہم دونوں میاں بیوی کو مسلمان کر کے اپنی غلامی میں داخل کر لیجیے، چنانچہ کلمہ شہادت پڑھ کر مشرف باسلام ہوئے۔

انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی، آپ اور آپ کے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہما دونوں مثالی میاں بیوی تھے ایک دن آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سے عرض کی کہ میں نے سنا ہے کہ اگر مرد اور عورت دونوں جنتی ہوں اور عورت مرد کے بعد کسی سے نکاح نہ کرے تو وہ عورت جنت میں اسی مرد کو ملے گی اسی طرح مرد اگر دوسری عورت سے نکاح نہ کرے تو وہی عورت اسے ملے گی اس لیے آؤ ہم عہد کریں کہ ہم میں سے جو پہلے اس دنیا سے چلا جائے بعد والا دوسرا نکاح نہ کرے یہ سُن کر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم میرا کہا مان لو گی؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ماننے کے لیے ہی مشورہ کر رہی ہوں تو حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تم میرے بعد نکاح کر لینا۔ اس کے آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی جنگ احد کے زخموں سے وفات ہو گئی تھی [1] اور آپ نے چار بچے سلمہ، عمر، درہ اور برہ یتیم چھوڑے، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا دعا مانگا کرتی تھیں کہ یا اللہ! مجھے ان سے بہتر شوہر عطا فرما لیکن پھر سوچتیں کہ بھلا ابو سلمہ سے

---

[1] ۔ شرح مواهب اللدنية للزرقاني: 273/3۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بہتر اور کون ہو سکتا ہے؟ کیونکہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک تھے ان کے ساتھ گزرے لمحات بھلائے نہیں جا سکتے تھے جب کوئی بظاہر دنیاوی سہارا نہ رہا، تو نبی اکرم ﷺ نے بے کس بچوں اور ان کی حالت پر رحم کھا کر ان سے 3 ہجری میں نکاح کر لیا۔

آپ رضی اللہ عنہا عقل مند اور پڑھی لکھی خاتون تھیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت نے آپ کی علمی صلاحیتوں کو زیادہ نکھارا، نبی کریم ﷺ سے مختلف موضوعات کے مسائل پوچھا کرتی تھیں اور آپ ﷺ اس کے جوابات عنایت فرماتے اس وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کو تفسیر، حدیث، علم فقہ، علم الانساب اور علم معاشرت میں پختگی حاصل تھی، شعر و ادب سے لگاؤ تھا اور آپ رضی اللہ عنہا کا شمار فقیہہ صحابیات میں ہوتا ہے اور آپ سے 378 روایتیں مروی ہیں اور اسی بنا پر محدثین صحابہ کے تیسرے طبقہ میں شامل ہیں اور علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ اگر آپ کے فتاویٰ جمع کیے جائیں تو ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے [1]۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اللہ کریم نے بہت سے صلاحیتوں سے خوب خوب نوازا تھا، دانش مندی اور معاملہ فہمی میں بہت آگے تھیں۔

6ھ میں صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا اور اس صلح میں آپ ﷺ نے ان کی تمام شرائط قبول فرمالیں جو بظاہر مشرکین کے حق میں فائدہ مند جبکہ

[1] ۔ اعلام الموقعین: 13/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مسلمانوں کے حق میں نقصان دہ لگ رہی تھی، شرائط صلح میں سے ایک یہ بھی شرط تھی کہ اس سال مسلمان عمرہ نہیں کریں گے آئندہ سال عمرہ کے لیے آسکتے ہیں، صلح نامہ سے فارغ ہو کر نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا، اپنے احرام کھول دو، قربانی کے جانور ذبح کر لو اور اپنے سر منڈوالو، صحابہ کی خواہش یہ تھی کہ ہم عمرہ کر کے واپس جائیں اس لیے ذرا تامل کا شکار ہوئے اور اس آس میں تھے کہ شاید نبی کریم ﷺ کی طرف سے عمرہ کی ادائیگی کا حکم مل جائے۔

آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا اس کے بعد خیمے میں تشریف لائے اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس معاملے سے آگاہ فرمایا، آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کی "یارسول اللہ! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ سب احرام کھول دیں؟ تو پھر ایسا کریں کہ آپ باہر نکل کر کسی سے کوئی بات نہ کریں اور اپنے جانور ذبح فرما دیں اور بال مونڈنے والے کو بلا کر اپنے بال مونڈالیں" چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا اور باہر نکل کر اپنا جانور ذبح کر دیا اور بال منڈا لیے، تو آپ ﷺ کو دیکھتے ہوئے صحابہ کرام کی وہ آس بھی ختم ہوگئی کہ شاید عمرہ کی ادائیگی کا حکم مل ہی جائے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی احرام کھول دیئے اور اپنے جانور ذبح کر ڈالے اور آپس میں ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

امہات المومنین میں سب سے آخر میں آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال 58 یا 61ھ میں ہوا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے پہلے شوہر سے دونوں بیٹے عمر اور سلمہ، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی امیہ اور عبداللہ بن وہب بن زمعہ رضی اللہ عنہم نے آپ کو قبر جنت البقیع کے قبرستان میں اتارا۔

7۔ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا :

آپ کا نام برہ تھا آپ کے والد کا نام جحش بن رباب اور والدہ کا نام امیمہ بنت عبد المطلب تھا اور آپ کا سلسلہ نسب جناب خزیمہ پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے نسب مبارک سے مل جاتا ہے آپ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے تقریباً 29 سال قبل 590ء میں پیدا ہوئیں آپ نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا ابتدائی طور پر اسلام قبول کرنے والوں میں سے ہیں،

نبی کریم ﷺ نے ان کا نکاح کوشش کر کے اپنے منہ بولے بیٹے (آزاد کردہ غلام) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کرادیا اور 10 دینار اور 60 درہم حق مہر بھی نبی کریم ﷺ نے حضرت زید کی طرف سے خود ادا فرمایا، نکاح کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا مزاج روکھا روکھا رہا پھر کچھ عرصہ بعد اس روکھے پن میں مزید شدت آئی اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا رویہ ترش ہو گیا حضرت زید رضی

Maktaba Tul Ishaat.com

اللہ عنہ کا مزاج مبارک چونکہ حلم و حوصلہ والا تھا اس لیے برداشت فرماتے رہے آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بحیثیت شوہر ہونے کے یہ شکایت تھی کہ ان کی اہلیہ کے دل سے احساس برتری مٹ نہیں سکا چنانچہ ایک دن حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اس ساری صورتحال سے آگاہ کیا اگرچہ نبی اکرم ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو بہت سمجھایا مگر دونوں کا ملاپ نہیں ہو سکا اور طلاق ہو گئی، طلاق کے بعد ایام عدت پورے ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ زید! آپ جاؤ اور زینب کو میری طرف سے پیغام نکاح دے دو چنانچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ فوراً حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مکان کی طرف چل پڑے ابھی پردہ کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے، خود فرماتے ہیں: جب میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچا تو وہ میری نگاہ میں نہایت قابل عزت و احترام تھیں کہ میں ان کی طرف نظر نہ اٹھا سکا یہاں تک کہ ادب و احترام کی وجہ سے میں ان کی طرف پشت کر کے کھڑا ہوا اور کہا آپ کے لیے بہت بڑی خوشخبری ہے، رسول اللہ ﷺ نے مجھے آپ کے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آپ کو نکاح کا پیغام دوں، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس بات کا کوئی جواب نہیں دے سکتی یہاں تک کہ میں اپنے رب سے اس بارے مشورہ نہ کرلوں اور پھر اٹھ کر نماز استخارہ پڑھنا شروع کی، ادھر دوسری طرف

Maktaba Tul Ishaat.com

آپ ﷺ پر وحی اترنا شروع ہوگئی، آپ ﷺ فرمانے لگے، کون ہے جو زینب کو یہ خوشخبری سنائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح ان سے کر دیا ہے" اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائیں:

فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ([1])

جب زید نے اپنی بیوی سے تعلق ختم کرلیا تو ہم نے اس سے آپ کا نکاح کرا دیا تاکہ مسلمانوں کے لیے اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں اُس وقت کوئی تنگی نہ رہے جب انہوں نے اپنی بیویوں سے تعلق ختم کر لیا ہو اور اللہ نے جو حکم دیا ہے اس پر تو عمل ہو کر ہی رہنا تھا حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی خادمہ موجود تھیں، انہوں نے سنا تو وہ خوشخبری سنانے کے لیے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئیں اور فرمایا اے زینب! مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ کا نکاح اپنے رسول ﷺ کے ساتھ آسمانوں پر کر دیا ہے آپ رضی اللہ عنہا نے جب یہ عظیم ترین خوشخبری سنی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے زیور اتار کر حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا کو دے دیے، اللہ کا شکر ادا کیا اور نذر مانی کہ میں دو ماہ روزہ

---

[1] ۔ سورۃ الاحزاب الآیۃ: 37۔

Maktaba Tul Ishaat.com

رکھوں گی اس کے بعد نبی کریم ﷺ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے اور 400 درہم حق مہر ادا کیا اُس وقت آپ ﷺ کی عمر 58 سال تھی اور پھر رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام برہ سے بدل کر زینب رکھ دیا۔

زمانہ جاہلیت میں منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھ کر اس کی مطلقہ یا بیوہ عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہا کی مطلقہ عورت سے نکاح کرکے امتِ مسلمہ کو یہ تعلیم دی کہ منہ بولے بیٹے کا حکم حقیقی بیٹے کی طرح نہیں ہے یعنی منہ بولے بیٹے کی مطلقہ یا بیوہ عورت سے شادی کی جاسکتی ہے۔

یاد رکھیں! کہ باپ اپنے حقیقی بیٹے کی مطلقہ یا بیوہ عورت سے کبھی بھی شادی نہیں کر سکتا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال 20ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں 53 سال کی عمر میں ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہی آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے تین بھانجوں محمد بن عبد اللہ بن جحش، عبد اللہ بن ابی احمد بن جحش، محمد بن طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہا کو قبر جنت البقیع کے قبرستان میں اتارا([1])۔

---

[1] ۔ صحیح مسلم :341/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

8۔ امّ المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:

آپ کا نام بھی برہ تھا آپ کی ولادت رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے 2 سال پہلے تقریباً 608ء میں ہوئی، آپ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں اور آپ کا نکاح مسافع بن صفون سے ہوا تھا جو کہ ان کے قبیلے سے تھا انہی دنوں آپ نے ایک خواب دیکھا کہ یثرب مدینہ منورہ سے چاند چلتا ہوا ان کی گود میں اتر تا ہے، خواب چونکہ بہت عجیب و غریب تھا اس وجہ سے آپ کی اسی وقت بیدار ہوئیں اور اس کی تعبیر سوچنے لگیں لیکن اس خواب کا کسی سے حتی کہ اپنے شوہر مسافع سے بھی ذکر نہیں کیا، اس کے بعد غزوہ مُریسیع کا واقعہ پیش آیا اور آپ کا شوہر مسافع اس میں قتل ہو گیا، اس جنگ میں مسلمانوں کو 2000 اونٹ، 5000 بکریاں مال غنیمت میں ملیں اور 200 گھروں کے 600 مرد، عورتیں اور بچے اسیر ہوئے۔ مال غنیمت کو مجاہدین میں بانٹ دیا گیا اور قیدیوں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا اور انہیں لونڈی و غلاموں میں حضرت جویریہ بھی تھیں اور مال غنیمت کی تقسیم میں ثابت بن قیس کے حصے میں آئیں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ 20 سالہ نوجوان تھے تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت جویریہ سے اُن کو آزاد کرنے کے لیے کچھ پیسے مانگے تو آپ مالی تعاون کے لیے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یہ بھی ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہو چکی ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے ساری رقم ادا

Maktaba Tul Ishaat.com

کر کے اُن کو آزاد کرادیا پھر فرمایا کہ بہتر ہے کہ میں تمہارے ساتھ نکاح کرلوں چنانچہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اُن کا نکاح 5ھ میں ہو گیا اور آپ ﷺ نے ان کا نام برہ سے بدل کر جویریہ رکھ دیا اُس وقت آپ ﷺ کی عمر 58 سال کی تھی اور حق مہر کے طور پر ان کے قبیلے کے 40 غلام آزاد فرمائے جب لشکر نے یہ سنا کہ سارے قیدی نبی اکرم ﷺ کے سسرالی رشتہ دار بن گئے ہیں تو تمام صحابہ کرام نے سب قیدیوں کو آزاد کر دیا اس طرح نبی اکرم ﷺ کی اس چھوٹی سی تدبیر نے 100 سے زیادہ انسانوں کو لونڈی و غلام بنائے جانے سے بچا دیا نیز حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرنے کی وجہ سے قبیلہ بنو مصطلق کی ایک بڑی جماعت نے اسلام قبول کرلیا (یاد رہے کہ اسلام نے ہی عربوں میں زمانہ جاہلیت سے جاری انسانوں کو غلام ولونڈی بنانے کا رواج رفتہ رفتہ ختم کیا ہے)۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے 65 سال کی عمر میں 50 ہجری ربیع الاول کے مہینے میں وفات پائی مدینہ منورہ کے حاکم مروان بن حکم رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

آپ رضی اللہ عنہا نے متعدد احادیث نبوی مروی ہیں جن میں سے 7 کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے علاوہ ازیں امام

Maktaba Tul Ishaat.com

ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے بھی مختلف دیگر اسناد سے آپ سے احادیث نبوی کو روایت کیا ہے(1)۔

9۔ امّ المومنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا:

آپ کا نام صفیہ ہے اور آپ کے والد کا نام حُیی بن اخطب اور آپ کی والدہ کا نام برہ یا ضرہ تھا آپ کی ولادت نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت تقریباً 2 سال بعد 610ء میں ہوئی۔ آپ کا تعلق یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر سے ہے حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں سے تھے اولادِ نبی اور قبیلہ کے سردار ہونے کی وجہ سے آپ کو معاشرے میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور والدہ کی طرف سے بھی آپ رضی اللہ عنہا کے خون میں سرداری کے اوصاف پائے جاتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہا کی عمر جب 14 برس کی ہوئی تو آپ کی شادی سلام بن مشکم القرظی سے کردی گئی لیکن کچھ عرصہ بعد سلام بن مشکم نے آپ کو طلاق دے دی اس کے بعد خیبر پہنچ کر آپ کے والد نے آپ کا نکاح کنانہ بن ابی الحقیق سے کردیا اور یہ خیبر کے سردار ابورافع کا بھتیجا تھا اور خود بھی خیبر کے قلعہ القموص کا حاکم تھا۔

غزوۂ خیبر میں آپ کے باپ، بھائی اور ان کے شوہر کو جنگ میں قتل کردیا گیا تھا اور یہ قید ہو کر آئیں تو آپ بھی قیدیوں کے پاس بیٹھ گئیں جب مال

1۔ سیر اعلام النبلاء: 263/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

غنیمت تقسیم ہونے لگا تو حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لیے پسند فرمایا، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدہ صفیہ کی حیثیت کا خیال فرماتے ہوئے آپ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! صفیہ بنی قریظہ اور بنو نضیر کی رئیس زادی ہے، خاندانی وقار کے پیش نظر وہ ہمارے سردار محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے زیادہ موزوں ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو اختیار دیا کہ چاہیں اسلام لے آئیں یا اپنے مذہب پر باقی رہیں اگر اسلام لاتی ہیں تو میں نکاح کرنے کے لیے تیار ہوں ورنہ ان کو آزاد کر دیا جائے گا تاکہ اپنے خاندان کے ساتھ جاملیں تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خاندان کے لوگوں میں واپسی کے بجائے اسلام قبول کر کے نبی اکرم ﷺ سے نکاح کرنے کے لیے تیار ہو گئیں تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا، پھر 7 ہجری میں ان سے نکاح کر لیا نکاح کے وقت نبی اکرم ﷺ کی عمر 60 سال تھی، سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر زخم کا ایک نشان تھا آپ ﷺ نے اس بارے آپ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ آسمان سے چاند ٹوٹ کر میری گود میں آگرا ہے جب میں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ بن ابی الحقیق کو سنایا، اس نے یہ کہہ کر کہ تو ملکہ عرب بننا چاہتی ہے میرے منہ پر زور سے تھپڑ مارا جس کی وجہ سے یہ نشان پڑ گیا، آپ نے جو خواب دیکھا تو اس کی تعبیر یوں

Maktaba Tul Ishaat.com

پوری ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہا پوری کائنات کے سردار کی زوجہ بن گئیں، آپ ﷺ کے مرض وفات میں تمام ازواج مطہرات آپ ﷺ کی عیادت کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لائیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو بے چینی کی حالت میں دیکھا تو آپ کا دل بھر آیا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: "یارسول اللہ! کاش آپ کی بیماری مجھے ہو جاتی" ازواج مطہرات نے ان کی طرف دیکھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: واللہ وہ سچّی ہیں "یعنی ان کا اظہار عقیدت سچے دل سے ہے۔

50ھ رمضان المبارک میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا 65 سال کی عمر میں وفات پا گئیں اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

10۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا:

آپ کا نام رملہ ہے جبکہ ام حبیبہ آپ کی کنیت ہے آپ کی ولادت نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت سے 17 سال پہلے 594ء میں مکہ مکرمہ میں ہوئی آپ کے والد کا نام ابوسفیان بن حرب اور والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص ہے اور آپ کا سلسلہ نسب جناب عبد مناف پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے جن دنوں اِن کے والد نبی کریم ﷺ کے ساتھ لڑائی لڑ رہے تھے، یہ مسلمان ہو گئی تھیں اور اسلام کے لیے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں پھر اپنے پہلے خاوند عبیداللہ بن جحش جو کہ ام المومنین حضرت زینب

Maktaba Tul Ishaat.com

بنت جحش کے بھائی تھے کو لے کر حبشہ کی طرف ہجرت کی، حبشہ میں دونوں میاں بیوی خوشی کی زندگی بسر کر رہے تھے، ایک رات سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ایک خواب آیا، کیا دیکھتی ہیں کہ ان کے خاوند عبید اللہ بن جحش کا چہرہ بری طرح مسخ ہو چکا ہے جب بیدار ہوئیں تو بہت پریشان ہوئیں لیکن اس وقت اس خواب کا تذکرہ کسی سے نہیں کیا، کچھ عرصہ گزرنے کے بعد سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے شوہر عبید اللہ بن جحش نے آپ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں پہلے عیسائی تھا، پھر اسلام قبول کیا لیکن اب پھر میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ نصرانیت ہی دین حق ہے اس لیے میں دوبارہ عیسائی ہو رہا ہوں بلکہ میں تمہیں بھی یہی مشورہ دوں گا کہ تم بھی عیسائیت قبول کر لو یہی ہمارے لئے بہتر ہے، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کو اپنا خواب سنایا کہ شاید وہ اس کو سن کر اپنے فیصلے سے باز رہیں لیکن اس خواب کا عبید اللہ پر کچھ اثر نہ ہوا، عیسائی ہو گئے اور شراب پینا شروع کر دی ہر وقت شراب پیتے رہتے، اسی شراب نوشی کی کثرت کی وجہ سے اسلام قبول کرنے کے بعد پھر اسلام کو چھوڑ دیا اور اسی حالت پر عبید اللہ بن جحش کی وفات ہوئی ان سے آپ کی 1 بیٹی حبیبہ پیدا ہوئیں اور ان ہی کی وجہ سے آپ کنیت ام حبیبہ مشہور ہوئی ، حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی تربیت میں رہیں اور داؤد بن عروہ بن مسعود ثقفی رحمہ اللہ سے ان کا نکاح ہوا، اپنے وطن سے دوری، شوہر کے مرتد ہونے اور ان کی وفات یہ سب سانحات

Maktaba Tul Ishaat.com

ایسے تھے جن سے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو سخت صدمات پہنچے لیکن اس کے باوجود صبر و تحمل کا دامن نہیں چھوڑا بلکہ اللہ کی عبادت میں اور زیادہ مصروف ہو گئیں حبشہ میں ہجرت کر کے تشریف لانے والی خواتین بالخصوص سیدہ ام سلمہ، سیدہ رقیہ، سیدہ لیلٰی اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہن نے آپ کو دلاسہ دیتی رہیں اور پھر سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی دلجوئی کے لیے آپ ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو بادشاہ حبشہ نجاشی کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ آپ ام حبیبہ سے برضاء ورغبت معلوم کر کے ان کا نکاح میرے ساتھ کر دیں، نجاشی نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنے سب دکھ بھول گئے آپ نے رضامندی کا اظہار فرمایا اور پیغام لانے والی باندی کو اپنے کنگن، انگوٹھیاں اور زیور اتار کر ہدیہ کر دیا اور خالد بن سعید بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو اپنے نکاح کا وکیل بنا کر نجاشی کے پاس بھیجا، نجاشی نے اپنے شاہی محل میں نکاح کی مجلس منعقد کی اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دیا اور 4000 درہم حق مہر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خود ادا کیا، اُس وقت آپ ﷺ کی عمر 60 سال تھی، حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی وفات 74 سال کی عمر میں 44ھ میں ہوئی، یہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا آپ رضی اللہ

Maktaba Tul Ishaat.com

عنہا کو مدینہ منورہ جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

11۔ ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:

آپ کا نام برہ تھا آپ کی ولادت نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت سے تقریباً 16 سال پہلے 594ء میں ہوئی آپ کے والد کا نام حارث حزن اور والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا آپ کا نسب جناب الیاس پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے، آپ کا پہلا نکاح مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی کے ساتھ ہوا اس نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی اور یہ وہی عمرو بن عمیر ثقفی ہے جس کے تین بیٹے عبد یالیل، مسعود اور حبیب طائف کے معززین شمار ہوتے تھے ان کو نبی کریم ﷺ نے اپنے سفر طائف میں خصوصی طور پر دعوت اسلام دی، لیکن انہوں نے بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا اور اوباش لڑکوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا، اس کے بعد آپ کا دوسرا نکاح ابورُہم بن عبدالعزیٰ سے ہوا، کچھ عرصہ ان کے ساتھ گزارا اور ان کا بھی انتقال ہو گیا۔

آپ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن ام الفضل لبابۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔

دوسری بہن لبابۃ الصغریٰ کا نکاح ولید بن مغیرہ مخزومی کے ساتھ ہوا جن سے مشہور صحابی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تیسری بہن عصماء رضی اللہ عنہا کا نکاح اُبّی بن خلف سے ہوا لیکن انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا، چوتھی بہن عِزہ رضی اللہ عنہا کا نکاح زیاد بن مالک الہلالی سے ہوا انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔

اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہا کی ایک ماں شریک بہن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوا ان سے عبداللہ، عون اور محمد رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے جنگ مُوتہ میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ان کی شہادت کے بعد اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا ان سے محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کا نکاح حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے ہوا ان سے ایک بیٹا یحیٰ پیدا ہوا۔

دوسری ماں شریک بہن سلمٰی بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے ہوا، ان سے ایک بیٹی امۃ اللہ پیدا ہوئی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کا شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا جن سے عبداللہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔

تیسری ماں شریک بہن سلامہ بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہوا جبکہ چوتھی ماں شریک بہن زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح جناب نبی کریم ﷺ سے ہوا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ماہ ذوالقعدہ 7ھ کو عمرۃ القضاء کے لیے آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور جب آپ ﷺ عمرۃ القضاء کو ادا فرما چکے تھے اور مکہ مکرمہ ہی میں تشریف فرما تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ برہ بنت حارث کو اپنے رشتہ ازدواج سے جوڑلیں چونکہ آپ کی بہن ام الفضل لبابۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں، آپ رضی اللہ عنہ خاندانی طور پر ان کو اچھی طرح جانتے تھے اور آپ کے اعلیٰ اخلاق و کردار سے خوب واقف تھے اس لیے نبی کریم ﷺ سے گزارش کی کہ آپ ان سے نکاح فرما لیں آپ ﷺ نے قبول فرمالیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے 400 درہم حق مہر کے عوض آپ کا نکاح کر دیا اور پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روانگی کا حکم دیا اور خود بھی مکہ سے چل پڑے اس دوران آپ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہا کو مکہ سے ہمارے قافلے تک پہنچائیں چنانچہ ابورافع رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہا کو مقررہ مقام سَرِف تک بخیر وعافیت لے آئے اور یہیں آپ ﷺ نے حق مہر ادا کیا اور آپ کا نام برہ سے بدل کر میمونہ رکھا، آپ رضی اللہ عنہا نے دین کی تعلیم کو امت تک پہنچانے میں بہت بڑا کام کیا ہے، گھریلو مسائل اور خانگی امور میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے روشناس کرایا بالخصوص خواتین سے متعلق اکثر طہارت و

Maktaba Tul Ishaat.com

پاکیزگی کے مسائل احادیث مبارکہ میں آپ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مذکور ہیں، ایک مرتبہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بال بکھرے ہوئے تھے ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے کہ مجھے ام عمار کنگھا کرتی ہے لیکن یہ دن ان کے ماہواری کے چل رہے ہیں، اس لیے انہوں نے کنگھا نہیں کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ شریعت کا مسئلہ ایسے نہیں جیسے تم نے سوچ رکھا ہے بلکہ ان دنوں میں بھی وہ آپ کو کنگھا وغیرہ کر سکتی ہے پھر اس پر دلیل کے طور پر اپنا ذاتی عمل پیش کیا کہ جب ہمارے خاص ایام ہوتے تھے اس دوران بھی نبی کریم ﷺ ہماری گود میں سر رکھ آرام فرمالیتے اور قرآن کریم کی تلاوت بھی فرماتے تھے اس کے بعد انہیں سمجھایا کہ بیٹا! خاص ایام کے اثرات ہاتھوں تک سرایت نہیں کرتے۔ 51ھ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور امارت میں آپ رضی اللہ عنہا حج یا عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ تشریف لائیں، یہاں آکر آپ رضی اللہ عنہا کی طبیعت ناساز ہوئی، اپنے بھانجے حضرت یزید بن الاصم رحمہ اللہ کو فرمایا کہ مجھے مکہ سے لے چلو اس لیے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آپ کا انتقال مکہ میں نہیں ہوگا۔ یزید بن الاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو مرض کی حالت میں مکہ سے لے کر چلے جب مقام

Maktaba Tul Ishaat.com

سرف پر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا، اور اسی مقام پر آپ ﷺ نے نکاح کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کو قربت بخشی بالکل اسی مقام پر آپ رضی اللہ عنہا خدا کے قرب میں چلی گئیں یعنی مقام سرف میں آپ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ ہوا،

حضرت عطاء تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں شریک تھے، جب آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں اس لیے باادب طریقے سے آہستہ آہستہ لے کر چلو، زیادہ حرکت نہ دو، آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھائی۔

آپ رضی اللہ عنہا کو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، یزید بن الاصم، عبد اللہ بن شداد اور عبد اللہ خولانی رحمہم اللہ نے قبر میں اتارا، پہلے تین بھانجے ہیں جبکہ عبد اللہ خولانی رحمہ اللہ یتیم تھے ان کی پرورش اور کفالت آپ رضی اللہ عنہا نے فرمائی تھی۔

ان سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال آپ ﷺ کی زندگی میں ہو گیا تھا، باقی سب کا انتقال آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہوا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

یہ سب نکاح اُس آیت سے پہلے ہو چکے تھے، جس میں ایک مسلمان کے واسطے بیویوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ (بشرطِ عدل) چار تک مقرر کی گئی ہے۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی بیویوں کو دوسروں کے لیے حرام قرار دیا جیسا کہ شروع میں گزر چکا ہے نیز اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ([1]) کہ اس کے بعد اور عورتیں آپ کے لیے حلال نہیں ہیں اور نہ یہ درست ہے کہ ان کے بدلے اور عورتوں سے نکاح کرو، اگرچہ ان کی صورت اچھی بھی لگتی ہو یعنی آپ ﷺ کو اِن ازواج مطہرات کے علاوہ (جن کی تعداد اس آیت کے نزول کے وقت 9 تھی) دیگر عورتوں سے نکاح کرنے یا ان میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کی جگہ کسی اور سے نکاح کرنے سے منع فرمادیا اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے کوئی دوسرا نکاح بھی نہیں کیا۔

یاد رکھیں کہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تمام نکاح اللہ کے حکم سے ہی کیے نیز عربوں میں ایک سے زیادہ شادی کرنے کا عام رواج تھا نیز صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو چالیس مرد کی طاقت دی گئی تھی غور فرمائیں کہ چالیس مرد کی طاقت رکھنے کے باوجود نبی اکرم ﷺ

---

[1] ۔سورۃ الاحزاب الآیۃ:52۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نے پوری جوانی اس بیوہ عورت کے ساتھ گزار دی جو پہلے دو شادیاں کر چکی تھیں، نیز اُن کے پہلے شوہروں سے بچے بھی تھے اس کے بعد تین چار سال ایک دوسری بیوہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گزار دیئے اس طرح 55 سال کی عمر تک آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ صرف ایک ہی بیوہ عورت رہی۔

رسول اللہ ﷺ کی شادیوں کے اسباب:

50 سے 60 سال کی عمر میں آپ ﷺ نے چند نکاح کیے جن کے سیاسی ودینی واجتماعی چند اسباب یہ ہیں:

1: خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ نے نکاح کیے خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور خلیفہ رابع حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور اکرم ﷺ نے اپنی صاحب زادیوں کا نکاح کیا غرضیکہ نکاح کے ذریعہ (آپ کی وفات کے بعد آنے والے) چاروں خلفاء کے ساتھ داماد یا سسر کا رشتہ قائم ہو گیا جس سے صحابہ کے درمیان تعلق مضبوط اور مستحکم ہوا اور امت میں اتحاد و اتفاق پیدا ہوا۔

2: جنگوں میں بعض صحابہ کرام شہید ہوئے یا کفار مکہ نے مسلمان عورتوں کو طلاق دے دی تو نبی اکرم ﷺ نے اُن بیوہ یا مطلقہ عورتوں پر شفقت و کرم کا معاملہ فرمایا اور ان سے نکاح کر لیا تا کہ ان بیوہ یا مطلقہ عورتوں کو کسی حد

Maktaba Tul Ishaat.com

تک دلی تسکین مل سکے نیز انسانیت کو بیوہ اور مطلقہ عورتوں سے نکاح کرنے کی ترغیب دی۔

3: نبی اکرم ﷺ نے سارے نکاح بیوہ یا مطلقہ عورتوں سے کیے لیکن صرف ایک نکاح کنواری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں رہ کر مسائل سے اچھی طرح واقفیت حاصل کیا اور عربی کا ایک محاورہ ہے اَلْعِلْمُ فِي الصِّغَرِ كَالنَّقْشِ عَلَى الْحَجَرِ کہ چھوٹی عمر میں علم حاصل کرنا پتھر پر نقش کی طرح ہوتا ہے اور تقریباً 2210 احادیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں، نبی اکرم ﷺ کے انتقال کے 42 سال بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا یعنی نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد 42 سال تک علوم نبوت کو امت محمدیہ تک پہنچاتی رہیں۔

4: یہود ونصاریٰ میں سے جو حضرات مسلمان ہوئے، ان کے ساتھ آپ ﷺ نے شفقت ورحمت کا معاملہ فرمایا چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کو آزاد کیا اور ان کی رضامندی پر آپ ﷺ نے ان سے شادی کی اسی طرح حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا جو عیسائی تھیں، ایمان لائیں تو آپ ﷺ نے ان کو عزت دے کر انہیں اپنے ساتھ رکھا آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے ہی پیدا ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

غرض نبی اکرم ﷺ نے مرد ہونے کی حیثیت سے صرف ایک نکاح کیا اور وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور پوری جوانی انہیں کے ساتھ گزار دی البتہ باقی نکاح رسول ہونے کی حیثیت سے کیے۔

رسول اللہ ﷺ کی اولاد:

مؤرخین اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی چار بیٹیاں تھی البتہ بیٹوں کی تعداد میں اختلاف ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سب بچپن ہی میں انتقال فرما گئے تھے اکثر کی تحقیق یہ ہے کہ تین لڑکے تھے حضرت قاسم، حضرت عبد اللہ، حضرت ابراہیم بعضوں نے کہا چوتھے صاحبزادے حضرت طیب اور پانچویں حضرت طاہر تھے، بعض کہتے ہیں طیب اور طاہر ایک ہی صاحبزادے کے نام ہیں بعض کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ہی کا نام طیب اور طاہر تھا اس طرح تین ہوئے لیکن اکثر کی تحقیق تین بیٹوں کی ہے حضور ﷺ کی ساری اولاد حضرت ابراہیم کے سوا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ:

حضور ﷺ کی اولاد میں پہلے حضرت قاسم 598ء میں پیدا ہوئے اور بعثتِ نبوت سے پہلے ہی دو سال کی عمر میں 600ء میں انتقال فرما گئے انہیں کے نام سے حضور ﷺ کی کنیت ابو القاسم مشہور ہوئی مکہ میں ولادت ہوئی اور وہیں

Maktaba Tul Ishaat.com

انتقال ہوا اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے([1])۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ:

نبی کریم ﷺ کے ایک صاحبزادہ کا نام حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے اور حضرت قاسم کی طرح ان کی والدہ کا نام بھی حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے حضرت عبداللہ اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں وهل هو الطيب والطاهر أو هما غيره؟ على قولين والصحيح أنهما لقبان له ([2]) کہ طیب اور طاہر آپ ہی تھے یا وہ آپ کے علاوہ تھے دونوں اقوال ہیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ آپ ہی کے لقب تھے، آپ نے ایک سالِ چھ ماہ آٹھ دن زندہ رہے اور طائف میں وفات پائی۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ:

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے آخری بیٹے ہیں جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے 8ھ میں پیدا ہوئے اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر ولادت کی خوشخبری دی اس بشارت پر حضور ﷺ نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کو ایک غلام عنایت فرمایا اور ساتویں روز اس شہزادہ رسول کا عقیقہ کیا جس میں دو مینڈھے ذبح کرائے سر منڈایا

---

[1] ۔ شرح مواهب اللدنية لزرقاني: 24/3۔

[2] ۔ زاد المعاد: 101/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی، بال زمین میں دفن کئے اور ابراہیم نام رکھا تقریباً سولہ ماہ زندہ رہ کر 10ھ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے[1]۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہ:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا سرکاردوعالم ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی ہیں ، آپ بعثت نبوی ﷺ سے دس سال پہلے 600ء میں مکہ مکرمہ میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں حضور ﷺ کی عمر اس وقت 30 برس تھی اور جب حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو جس طرح سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پہلے ہی اعلان پر اسلام قبول فرمالیا اسی طرح آپ کی اولاد بھی مشرف با اسلام ہوئی اس وقت سیدہ زینب کی عمر دس سال تھی [2] آپ کا نکاح حضرت ابوالعاص بن ربیع سے ہوا اور حضرت ابو العاص کا نسب چہارم پشت میں نبی کریم ﷺ سے مل جاتا ہے آپ رضی اللہ عنہ مکہ کے صاحب ثروت شریف اور امانت دار انسان تھے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں آپ کی والدہ کاہالہ بنت خویلد حضرت خدیجہ کی حقیقی بہن ہیں اور حضرت خدیجہ حضرت ابوالعاص کی خالہ ہیں، حضرت ابوالعاص

---

[1] ۔ زاد المعاد: 101/1۔

[2] ۔ البدایۃ والنہایۃ:113/3۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے خالہ زاد بھائی ہیں، حضرت فاطمہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہما حقیقی بہنیں ہیں اس بنا پر حضرت علی اور حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہما آپس میں ہم زلف ٹھہرے، نبی کریم ﷺ کو مشرکین مکہ نے ہر طرح کی تکالیف پہنچائیں لیکن آپ ﷺ نے لا الہ الا اللہ کی صدا سے پورے مکہ میں انقلاب برپا کر دیا مشرکین مکہ نے حضور ﷺ کو مزید تکلیف پہنچانے کے لیے حضرت ابو العاص کو اس بات اکسایا کہ حضرت محمد ﷺ کی بیٹی حضرت زینب کو طلاق دے دو اور قبیلہ قریش میں سے تم جس عورت سے نکاح کرنا چاہو ہم وہ عورت پیش کر سکتے ہیں تو جواب میں حضرت ابو العاص نے فرمایا لا وللہ اذن لا افارق صاحبتی ([1]) اللہ کی قسم میں اپنی بیوی سے ہر گز جدا نہیں ہو سکتا۔

شعب ابی طالب میں محصوری کے ایام میں بھی ابو العاص نبی کریم ﷺ اور دوسرے محصورین کے لیے خوراک کی فراہمی کا بندوبست کرتے رہے اس لیے حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ ابو العاص نے ہماری دامادی کی بہترین رعایت کی اور اس کا حق ادا کر دیا یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت ابو العاص نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا ([2])۔

---

[1] ۔ ذخائر العقبی ص: 751، البدایۃ والنہایۃ: 113/3۔

[2] ۔ البدایۃ والنہایۃ: 112/3۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نبوت کے تیرھویں سال جب حضور ﷺ نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو اس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا مکہ میں اپنے سسرال کے ہاں تھیں ہجرت کے بعد اسلام کا ایک دوسرا دور شروع ہوتا ہے مدنی زندگی میں اسلام اور کفر کے درمیان بڑی بڑی جنگیں لڑی گئی ان میں ایک مشہور جنگ غزوہ بدر کے نام سے معروف ہے اور اس جنگ بدر میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کفار کی طرف سے جنگ میں شریک ہو کر آئے جب اہل اسلام کو فتح ہو گئی تو جنگی قاعدہ کے مطابق شکست خوردہ کفار کو اہل اسلام نے قید کر لیا اور ان قیدیوں میں حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور آپ ﷺ کے داماد حضرت ابوالعاص بھی شامل تھے مسلمانوں کی طرف سے یہ فیصلہ ہوا کہ جو قیدی لائے گئے ہیں ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیوں کو چھوڑانے کے لیے فدیے اور معاوضے بھیجنے شروع کیے، اس ضمن میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند حضرت ابوالعاص کی رہای کے لیے اپنا وہ ہار جو ان کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا بھیجا مدینہ شریف میں یہ فدیے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیے گے اور حضرت ابوالعاص کا فدیہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی طرف سے ہار کی شکل میں پیش ہوا اور نبی کریم ﷺ نے اس پر نظر فرمائی تو آپ ﷺ پر بلا اختیار رقت کی کیفیت طاری ہو گئی اور اس کو دیکھ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد تازہ ہو گئی

Maktaba Tul Ishaat.com

نبی کریم ﷺ کی اس کیفیت کے اثر میں تمام صحابہ متاثر ہوئے، اس وقت آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا اگر تم ابو العاص کو رہا کر دو اور زینب کا ہار واپس کر دو تو تم ایسا کر سکتے ہو اس وقت صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا ارشاد درست ہے ہم ابو العاص کو بلا فدیہ رہا کرتے ہیں اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ہار واپس کرتے ہیں تو اس وقت نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو العاص سے وعدہ لیا کہ جب مکہ واپس پہنچیں تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ہمارے ہاں مدینہ بھیج دینا چنانچہ حضرت ابو العاص نے وعدہ کر لیا تو انہیں بلا معاوضہ رہا کر دیا گیا [1] حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ رہا ہو کر مکہ اے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو تمام احوال ذکر کیے اور مدینہ جانے کی اجازت دے دی اور جو وقت نبی کریم ﷺ نے مقرر فرمایا تھا جب وہ ایام آگے تو حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ روانہ کیا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا سواری کے اوپر کجاوہ میں تشریف فرما تھی اور کنانہ آگے آگے ساتھ چل رہا تھا اسی دوران اہل مکہ کو اطلاع ہو گئی جب وادی ذطوی کے پاس پہنچے تو مکہ والے پیچھے سے پہنچ گے ہبار بن اسود نے ظلم کرتے ہوئے نیزہ مار کر سیدہ کو اونٹ سے گرا دیا جس سے آپ زخمی ہو گئی اور حمل ساقط ہو گیا اور کنانہ نے اپنا ترکش کھول کر تیر اندازی شروع کر دی اور کہا جو

---

[1] ۔ دلائل النبوۃ للبیہقی :324/2، سنن ابی داؤد:367/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی قریب آئے گا اس کو تیروں سے پرو دیا جائے گا کفار نے کہا کہ اپنے دشمن کی بیٹی کو علانیہ جانے دیا تو لوگ ہمیں کمزور سمجھیں گے اس لیے انہیں چند دنوں کے بعد رات کی تاریکی میں لے جانا تو کنانہ نے رائے تسلیم کر لی اور چند دنوں کے بعد رات کے وقت مکہ سے باہر مدینہ سے آئے ہوئے صحابی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچایا پس وہ دونوں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے([1])۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت:

حضور ﷺ کی اس لخت جگر نے اسلام کے لیے ہجرت کی اور تمام مصائب وآلام دین کے لیے برداشت کئے اور نبی کریم ﷺ کی لخت جگر جب دربار رسالت میں آئیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ھی خیر بناتی اصیبت فی ھی افضل بناتی اصیبت فی ([2]) میری بیٹیوں میں زینب بہترین بیٹی ہے جس کو میری وجہ سے ستایا گیا یہ افضل بیٹی ہے جس کو میری وجہ سے روکا گیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی تمام اولاد حضرت ابو العاص بن الربیع سے ہوئی آپ کا ایک صاحبزادہ علی اور ایک صاحبزادی امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہم تھیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی نگرانی میں

[1] ۔ البدایة والنهایة:330/3،شرح لزرقانی :223/3۔

[2] ۔ مجمع الزوائد للھیثمی :213/9، دلائل النبوۃ للبیہقی :426/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

پرورش پاتے رہے اور جب مکہ فتح ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنی سواری کے پیچھے بٹھایا تھا اور یرموک کے معرکہ میں شہید ہوئے اور بعض کے نزدیک یہ قریب البلوغ ہو کر فوت ہوئے[1]۔

آپ کی اولاد سے نبی کریم ﷺ بڑی محبت فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نماز کے لیے تشریف لائے کہ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا حضور کے دوش پر سوار ہیں آپ نے اسی حالت میں نماز ادا فرمائی جب رکوع جاتے تو اتار دیتے جب کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے[2]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیش قیمت ہار بطور ہدیہ آیا تو اس وقت آپ ﷺ کے پاس تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن تشریف فرما تھیں اور یہی حضرت امامہ صحن میں کھیل رہی تھیں تو آپ ﷺ نے ازواج مطہرات سے پوچھا یہ ہار کیسا ہے سب نے کہا کہ ایسا خوبصورت ہار تو ہم نے کبھی دیکھا ہی نہیں تو آپ ﷺ نے فرمای "الا دفعتها الی احب اهلی الی" [3] کہ یہ ہار میں اس کو دوں گا

---

[1] ۔ اسد الغابة فی معرفة الصحابة: 41/4، الاصابہ لابن حجر: 503/2۔

[2] ۔ صحیح البخاری: 74/1، صحیح مسلم: 205/1، مسند ابی داؤد الطیالسی ص: 85، سنن ابی داؤد: 132/1، صحیح ابن حبان: 313/2۔

[3] ۔ اسد الغابہ: 400/5، مجمع الزوائد للھیثمی: 254/9، الفتح ربانی: 420/22، الاصابہ: 230/4۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جو میرے اہل بیت میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے پھر آپ ﷺ نے وہ قیمتی ہار خود اپنے دست مبارک سے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں پہنا دیا۔

حضرت امامہ رضی اللہ عنہما سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے انتقال سے قبل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر میرے بعد شادی کریں تو میری بڑی بہن کی بیٹی امامہ کے ساتھ کرنا وہ میری اولاد کے حق میں میری قائم مقام ہو گی چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وصیت کے مطابق 12ھ میں حضرت امامہ بنت ابو العاص رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اپنی نگرانی میں ان کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دی اور یہ نکاح مسلّم بین الفریقین ہے اہلسنت اور شیعہ حضرات اپنے اپنے مقام میں اس کو ذکر کیا کرتے ہیں (1)

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا مکہ سے مدینہ تشریف لاتے ہوئیں تو دوران ہجرت ہبار بن اسود کے نیزہ سے زخمی ہوئی تھیں کچھ عرصہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا وہی زخم دوبارہ تازہ ہو گیا جو 8ھ میں ان کی وفات کا سبب بنا اور اسی وجہ سے بڑے بڑے اکابرین، صاحب قلم حضرات نے ان کے

1۔ الاصابۃ: 433/3، انوار النعمانیہ: 367/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بارے میں لکھا ہے " فکانوا یرونها ماتت شهیده "کہ ان کو شہیدہ کے نام سے تعبیر کیا جانا چاہیئے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات پر نبی کریم ﷺ غمزدہ ہوئے اور تمام بہنیں اس حادثہ فاجعہ سے اور تمام عورتیں شدت جذبات سے رودیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدہ کی وفات کا سن کر حاضر ہوئے عورتوں کو روتا دیکھ کر آپ نے منع فرمایا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا" اے عمر سختی سے ٹھہر جائیں پھر حضور ﷺ نے عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا " شیطانی آوازیں نکالنے سے پرہیز کریں، پھر فرمایا" جو آنسو آنکھوں سے بہتے ہیں اور دل غمگین ہوتا ہے تو یہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور اس کی رحمت سے ہے[1]۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا اعزاز:

سیدہ کے غسل کا اہتمام حضور ﷺ کی نگرانی میں ہوا حضرت ام ایمن، حضرت سودہ، حضرت ام سلمہ، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنھن نے غسل دیا، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتیں ہیں کہ حضور ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد تشریف لائے اور فرمایا کہ زینب کے نہلانے کا انتظام کرو پانی میں بیری کے پتے ڈال کر ابالا جائے اور اس پانی

---

[1] ۔ مشکوۃ المصابیح .ص :152۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کے ساتھ غسل دیا جائے اور غسل کے بعد کافور کی خوشبو لگائی جائے جب فارغ ہو جائیں تو مجھے اطلاع کرنا پس ہم نے اطلاع کر دی تو حضور ﷺ نے اپنا تہبند اتار کر جسم اطہر سے عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میرے اس تہبند کو کفن کے ساتھ رکھ دو[1] جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا جنازہ تیار ہو گیا تو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ پردہ داری سے میت کو تدفین کے لئے لے جایا گیا، خالق ارض و سماء نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز بھی دیا کہ ان کا جنازہ امام الانبیاء ﷺ نے پڑھایا اور روایات میں آتا ہے " وصلی علیہا رسول اللہ ﷺ "[2] حضور ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی قبر میں خود اترے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو صحابہ کرام حضور ﷺ کی معیت میں سیدہ کو دفنانے کے لئے حاضر ہوئے ہم قبر پر پہنچے حضور ﷺ نے نہایت مغموم تھے ہم میں سے کسی کو بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی قبر کی لحد بنانے میں ابھی کچھ دیر باقی تھی حضور ﷺ قبر کے پاس تشریف فرما ہوئے اور ہم لوگ آپ ﷺ کے آس پاس بیٹھ گئے اسی اثناء میں آپ کو اطلاع کی گئی کہ قبر تیار ہو گئی ہے اس کے بعد آپ ﷺ خود قبر کے اندر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد باہر تشریف لائے تو آپ کا چہرہ انور کھلا ہوا تھا اور غم

---

[1] ۔ صحیح البخاری: 187/1، صحیح مسلم: 304/1۔

[2] ۔ انساب الاشراف: 400/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کے آثار کچھ کم تھے اب عشاق عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ اس سے پہلے آپ کی طبیعت بہت مغموم نظر آرہی تھی اب آپ کی طبیعت میں بشاشت ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا قبر کی تنگی اور خوفناکی میرے سامنے تھی اور سیدہ زینب کی کمزوری اور ضعف بھی میرے سامنے تھا اس بات نے مجھے رنجیدہ خاطر کیا پس میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ زینب کے لئے اس حالت کو آسان فرمادیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے منظور فرمالیا اور زینب کے لئے آسانی فرمادی (1)

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا:

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں اور یہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں اور 601ء میں پیدا ہوئیں اس وقت نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک تقریبا تینتیس برس تھی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی آغوش میں پرورش پائی جب نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر سات سال تھی جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تو ان کے ساتھ آپکی صاحبزادیوں نے بھی اسلام قبول کیا (2)۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ کا نکاح اپنے چچا ابو لہب کے بیٹے عتبہ

---

[1] ۔ مجمع الزوائد للہیثمی: 47/3، کنز العمال: 120/8۔

[2] ۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد: 24/8۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سے کیا تھا ابھی رخصتی ہونا باقی تھی جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے عظیم منصب پر فائز ہوئے پیغمبر اسلام کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنے اور پیغام حق کے مقابلہ میں کفر اور شرک کی اشاعت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے وحی کا نزول کر کے ابولہب اور اس کی بیوی کی مذمت فرمائی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا اگر تم نے محمد کی بیٹیوں کو طلاق دے کر ان سے علیحدگی اختیار نہیں کی تو تمہارا میرے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے دونوں بیٹوں نے حکم کی تعمیل کی اور دختران رسول سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کو طلاق دے دی تو اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مکہ مکرمہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کر دوں اور ساتھ ہی رخصتی بھی کر دی[1]

سیدہ رقیہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کی ہجرت حبشہ:

جب کفار کے مظالم حد برداشت سے بڑھ گئے تو نبوت کے پانچویں سال نبی ﷺ کے حکم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ان کے ساتھ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں راہ خدا میں ہجرت

1 ۔ کنزالعمال: 375/6۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کرنے والوں کا یہ پہلا قافلہ تھا اس موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جوڑا خوبصورت ہے[1]۔

ایک عورت حبشہ سے مکہ پہنچی تو نبی کریم ﷺ نے اس سے ہجرت کرنے والوں کے حال احوال دریافت فرمائے تو اس نے بتایا کہ اے محمد میں نے آپ کے داماد اور آپ کی بیٹی کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا کیسی حالت میں دیکھا تھا؟ اس نے عرض کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو سواری پر سوار کیے جا رہے تھے اور خود سواری کو پیچھے سے چلا رہے تھے اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ ان دونوں کا مصاحب اور ساتھی ہو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوط علیہ السلام کے بعد اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی[2]۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت فرمانے والے ہیں تو حضرت عثمان چند صحابہ کرام کے ساتھ مکہ آئے اسی دوران نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جا چکے تھے، ہجرت حبشہ کے بعد حضرت عثمان ہجرت مدینہ کے لئے تیار ہو گئے اور اپنی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سمیت مدینہ کی طرف دوسری ہجرت فرمائی[3]۔

---

[1] ۔ البدایہ والنہایہ:66/3۔

[2] ۔ البدایہ لابن کثیر:66/3۔

[3] ۔ الاصابہ لابن حجر:298/4۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی اولاد:

حبشہ کے زمانہ قیام میں ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا جس کی وجہ سے حضرت عثمان کی کنیت ابو عبد اللہ مشہور ہوئی اور ان کا 6 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا، حضور ﷺ نے نماز جنازہ خود پڑھائی حضرت عثمان نے قبر میں اتارا([1])۔

2ھ غزوہ بدر کا سال تھا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو خسرہ کے دانے نکلے اور سخت تکلیف ہوئی حضور ﷺ بدر کی تیاری میں مصروف تھے جب نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام غزوہ میں شرکت کے لئے روانہ ہونے لگے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تیار ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کو خطاب کر کے فرمایا "رقیہ بیمار ہے آپ ان کی تیارداری کے لئے مدینہ میں ہی مقیم رہیں آپ کے لئے بدر میں شرکت کرنے والوں کے برابر اجر ہے اور غزائم میں بھی ان کے برابر حصہ ہے([2])۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات:

جب نبی کریم ﷺ غزوہ بدر میں شریک تھے تو آپ کی عدم موجودگی میں سیدہ رقیہ کا انتقالِ پُر ملال ہوا پھر ان کے کفن دفن کی تیاری کی گئی یہ تمام امور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سر انجام دیئے، غزوہ بدر کی فتح کی

---

[1] ۔ اسد الغابہ:456/5۔

[2] ۔ صحیح البخاری:522/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بشارت لے کر جب زید بن حارثہ مدینہ شریف پہنچے تو اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو دفن کرنے کے بعد دفن کرنے والے حضرات اپنے ہاتھوں سے مٹی جھاڑ رہے تھے (1) چند ایام کے بعد حضور ﷺ مدینہ پہنچے تو جنت البقیع میں قبر رقیہ پر تشریف لے گئے اور آپ کے لئے دعا فرمائی۔

ایک روایت میں ہے جب حضور ﷺ پر حضرت رقیہ کی تعزیت پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا" الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کا شکر شریف بیٹیوں کا دفن ہونا بھی عزت کی بات ہے۔

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا:

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نبی مکرم ﷺ کی تیسری بیٹی ہیں یہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں اور آپ 603ء میں پیدا ہوئیں آپ نے نبی کریم ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نگرانی میں ہوش سنبھالا اور آغوش رسالت میں پرورش پائی جب حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو یہ تمام بہنیں اپنی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ اسلام لائیں (2)۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح:

اعلان نبوت سے پہلے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے چچا ابو لہب کے بیٹے عتیبہ کے ساتھ کر دیا تھا لیکن جب

1۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد: 25/8۔

2۔ اسد الغابہ: 216/5۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اسلام کا دور آیا اور نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا اور قرآن مجید کا نزول شروع ہوا اور قرآن کریم میں سورہ لہب نازل ہوئی جس میں ابو لہب اور اس کی بیوی کی مزمت کی گئی تو ابو لہب نے اپنے بیٹے عتیبہ سے کہا کہا کہ محمد ﷺ کی بیٹی کو طلاق دے دو تو عتیبہ نے طلاق دے دی۔

نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیّبہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ ﷺ کے خاندان کے کچھ افراد مکہ میں رہ گئے تھے جن میں ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی بیٹی حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا شامل تھیں آپ ﷺ نے حضرت ابو رافع اور حضرت زید بن حارثہ کو روانہ کیا اور خرچ کے لیے 500 درہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیش کیے چنانچہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے اور نبی کریم ﷺ کے گھر والوں یعنی ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو لے کر مدینہ طیّبہ جا پہنچے ([1])۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا" ماانا ازوّج بناتي ولكن الله تعالى يزوجهن ([2])"میں اپنی بیٹیوں کو اپنی مرضی سی کسی کی تزویج میں نہیں دیتا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے نکاحوں کے فیصلے ہوتے ہیں۔

---

[1] ۔ الطبقات الكبرى لابن سعد: 811/8۔

[2] ۔ المستدرك على الصحيحين للحاكم: 94/4۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سخت صدمہ پہنچا وہ ہر وقت غم میں ڈوبے رہتے تھے چنانچہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے انہیں غمگین دیکھا تو فرمایا مالی اراك مهموما ؟ عثمان تمہیں کیوں غمزدہ دیکھ رہا ہوں ؟ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں آقا مصیبت کا جو پہاڑ مجھ پر گرا ہے کسی اور پر نہیں گرا، اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی جو میرے نکاح میں تھی انتقال کر فرما گئیں جس سے میری کمر ٹوٹ گئی اور وہ رشتہ مصاحبت بھی ختم ہو گیا جو میرے اور آپ ﷺ کے درمیان تھا نبی کریم ﷺ نے تسلی دی اور فرمایا کہ یہ جبرائیل میرے پاس آئے ہیں اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو آپ کے نکاح میں دوں اور جو مہر رقیہ رضی اللہ عنہا کے لیے مقرر ہوا تھا اُسی کے موافق ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا مہر ہو[1] چنانچہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان ، کے ساتھ 2ھ ربیع الاوّل میں ہوا اور جمادی الاخریٰ میں رخصتی ہوئی[2]۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں نبی کریم ﷺ کی دو لخت جگر آئیں جس کی وجہ سے ان کو ذوالنورین کہا جاتا ہے اسی طرح انہیں دو ہجرتیں

---

[1] ۔ اسد الغابہ: 316/5، کنز العمال: 573/6۔

[2] ۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد: 52/8، اسد الغابہ لابن اثیر الجزری: 316/5۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ایک حبشہ، ایک مدینہ کی طرف تو ذوالہجرتین کا لقب حاصل ہوا چنانچہ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم ﷺ تک کوئی انسان ایسا نہیں گزرا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے۔ روایات کے مطابق حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بے مثال شوہر:

ایک دن حضور ﷺ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا: بیٹی! عثمان کہاں ہیں؟ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کسی کام سے گئے ہیں پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، ابا جان وہ بہت اچھے اور بلند مرتبہ شوہر ثابت ہوئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹی کیوں نہ ہوں وہ دنیا میں تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے باپ حضرت محمد ﷺ سے بہت مشابہ ہیں اور ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میرے صحابہ میں سب سے زیادہ میرے اخلاق اور عادات سے مشابہ ہیں ([1])۔

---

[1] ۔ السیرۃ الحلبیہ: 44/4۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات:

نبی کریم ﷺ کی یہ تیسری بیٹی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا چھ سال تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رہیں اور شعبان 9ھ کو انتقال فرما گئیں (1)۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے انتقال پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک دفعہ پھر غموں کے سمندر کے میں ڈوب گئے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا" لوکن عشر الزوجتھن عثمان " کہ اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتی تو میں یکے بعد دیگرے عثمان کے نکاح میں دے دیتا بعض روایات میں اس سے زیادہ تعداد بھی منقول ہے۔

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد اُن کے غُسل وکفن کے انتظامات نبی کریم ﷺ نے خود فرمائے سیدہ رضی اللہ عنہا کو غسل حضرت اسما بنت عمیس، سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب، لیلی بنت قانف اور ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہن نے دیا جب حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا غسل اور کفن ہو چکا تو ان کے جنازہ کے لیے حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے حضور نبی

1 ۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد: 52/8۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کریم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی([1]) نماز جنازہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کو دفن کرنے کے لیے جنت البقیع میں لایا گیا اور نبی کریم ﷺ خود تشریف لائے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ قبر میں اترے اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت علی، حضرت فضل بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم بھی ان کے ساتھ قبر میں اترے اور دفن میں معاونت کی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے دفن کے موقع پر قبر کے پاس تشریف فرما تھے میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے فرط غم کی وجہ سی آنسو جاری تھے۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں ان کی والدہ کا نام بھی حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے، آپ بعثت نبوی ﷺ کے بعد جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں اور بعض سیرت نگاروں کے نزدیک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اس وقت ہوئی جب قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اور اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک پینتیس سال تھی اور آپ کے القاب میں زہرا، بتول، زاکیہ، راضیہ، طاہرہ،

---

[1] ۔الطبقات الکبریٰ لابن سعد:62/8، شرح مواہب اللدنیہ للزرقانی :200/3۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بضعۃ الرسول خاص طور پر قابل ذکر ہیں، آپ کی پرورش اور تربیت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمائی۔

شمائل اور خصائل:

حدیث شریف کی کتابوں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ان کی سیرت اور طرز طریق کو محدثین اس طرح ذکر کرتے ہیں "فاقبلت فاطمہ تمشی ما تخطئی مشیۃ الرسول ﷺ شیاً "کہ جس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی تھیں تو آپ رضی اللہ عنہا کی چال ڈھال اپنے والد جناب نبی کریم ﷺ کے بالکل مشابہ ہوتی تھی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے قیام و قعود ، نشست و برخاست، عادات واطوار میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ حضور ﷺ کے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا([1])۔

اسلام کا راستہ روکنے کے لیے کفار مکہ نے حضور ﷺ کے خاندان، صحابہ کرام، ازواج اور بنات رضی اللہ عنہم کو تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور کر دیا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ صبر آزما لمحات اپنے اعزہ واقارب اور عظیم والدین کے ہمراہ صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کیے۔

[1] ۔ الاستیعاب:363/4۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہجرت مدینہ:

جب حضور نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کے مدینہ تشریف لے گئے اس وقت حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما مکہ میں تھیں تو حضور ﷺ نے انہیں لانے کے لیے حضرت زید بن حارثہ اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہما کو متعین فرمایا اور دو اونٹ دیے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے 500 درہم زاد راہ کے لیے دیے اور پھر یہ دونوں بنات طیبات ان کے ہمراہ مدینہ تشریف لائیں(1)۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نکاح:

رجب 2ھ میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا نکاح کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر اکیس یا چوبیس برس اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر پندرہ یا اٹھارہ برس تھی (2)اس نکاح کے گواہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی لخت جگر کی رخصتی کے لیے تمام تیاری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سپرد فرمائی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس موقع پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی اس کام میں ان کی معاون تھیں کہ ہم

---

1 ۔ البدایۃ والنہایۃ: 202/3۔

2 ۔ تفسیر القرطبی: 142/41۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نے وادی بطحا سے اچھی قسم کی مٹی منگوائی جس سے اس مکان کو لیپا پونچا اور صاف کیا پھر ہم نے اپنے ہاتھوں سے کھجور کی چھال درست کر کے دو گدے تیار کیے، اوع، خرما اور منقی سے خوراک تیار کی اور پینے کے لیے شیریں پانی مہیا کیا پھر اس مکان کے ایک کونے میں لکڑی گاڑدی تاکہ اس پر کپڑے اور مشکیزہ لٹکایا جاسکے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

فما راینا عرسا احسن من عرس فاطمه کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے بہتر ہم نے کوئی شادی نہیں دیکھی (1)

سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی لخت جگر کو جو جہیز دیا مختلف روایتوں کے مطابق اس کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ایک بستر مصری کپڑے کا جس میں اون بھری ہوئی تھی۔

2۔ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

3۔ایک مشکیزہ 4۔دو مٹی کے گھڑے

5۔ایک چکی 6۔ایک پیالہ 7۔دو چادریں

8۔ایک مصلّی (2)

---

1 ۔ مسند احمد: 401/1۔

2 ۔ مسند احمد: 104/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فضائل سیدہ رضی اللہ عنہا بزبان نبی مکرم ﷺ:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا الفاطمة سیدة نساء اهل الجنة کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا فاطمہ خواتین امت کی سردار ہے فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا اور جس نے مجھے تنگ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو تنگ کیا جس نے اللہ تعالیٰ کہ تنگ کیا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ کرے،

سید فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے تین لڑکے حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت محسن رضی اللہ عنہم اور دو لڑکیاں حضرت زینب، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما عطا فرمائیں ان میں سے حضرت محسن رضی اللہ عنہ بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے 71ھ میں ہوا اور دوسری بیٹی حضرت زینب کا نکاح حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوا [1]۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عبادت وشب بیداری:

سیدنا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنی والدہ کو (گھر کے کام دھندوں سے فرصت پانے کے بعد) صبح سے شام تک محراب

---

[1] نسب قریش، ص:52

Maktaba Tul Ishaat.com

عبادت میں اللہ کے آگے گریہ وزاری کرتے، خشوع و خضوع کے ساتھ اس کی حمد وثنا کرتے، دعائیں مانگتے دیکھا کرتا یہ دعائیں وہ اپنے لیے نہیں بلکہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے مانگتی تھی۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا چالیس اونٹوں کی زکوۃ کیا ہوگی؟ سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تمہارے لیے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے کے سارے ہی راہ خدا میں دے دوں۔

رسول اللہ ﷺ کے انتقال پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اظہار غم:

جب نبی کریم ﷺ پر مرض کی شدت نے اضافہ کیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پریشانی کے عالم میں فرمانے لگیں "افسوس ہمارے والد کی تکلیف تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد تیرے والد کو کوئی تکلیف نہیں پھر جب آپ ﷺ کا ارتحال ہو گیا اور آپ ﷺ دار فانی سے دار بقا کی طرف انتقال فرما گئے۔

(اللهم صلی علی محمد وعلی آل محمد وبارك وسلم)

حضور ﷺ کی رحلت پر نہایت درد و سوز کے عالم میں فرمایا تھا

صبت علی مصائب لو انها

صبت علی الایام صرن لیا لیا

Maktaba Tul Ishaat.com

مجھ پر مصیبتوں کے اس قدر پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں کہ اگر یہی مصیبتوں کے پہاڑ دنوں پر ٹوٹے تو دن رات بن جاتے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مرض الوفات اور ان کی تیمارداری:

نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نہایت مغموم رہتی تھی اور یہ ایام انہوں نے صبر اور سکون کے ساتھ پورے کیے اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھائیس یا انتیس برس تھی آپ رضی اللہ عنہا بیمار ہوگیں ان بیماری کے ایام میں آپ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری اور خدمات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا سرانجام دیتی تھی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات:

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں اور چند روز بیمار رہیں پھر تین رمضان 11ھ منگل کی شب اٹھائیس یا انتیس برس کی عمر مبارک میں آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا[1]۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو وصیت کی تھی کہ آپ مجھے بعد از وفات غسل دیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ معاون ہوں چنانچہ حضرت اسما بنت عمیس نے آپ رضی اللہ عنہا کے غسل

[1] ۔ البدایۃ والنہایۃ: 433/6۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کا انتظام کیا اور آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا شریک تھیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سارے انتظام کی نگرانی فرمانے والے تھے([1])۔

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھنے کا مرحلہ پیش آیا تو حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اس موقعہ پر موجود تھے تشریف لائے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ رضی اللہ عنہ آگے تشریف لا کر جنازہ پڑھائیں تو جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ خلیفہ رسول اللہ ﷺ ہیں میں آپ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں جنازہ پڑھانے کے لیے پیش قدمی نہیں کر سکتا نماز جنازہ پڑھانا آپ ہی کا حق ہے آپ تشریف لائیں اور جنازہ پڑھائیں اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ پڑھایا([2])۔

نماز جنازہ کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات ہی میں جنت البقیع

---

[1] ۔اسد الغابہ:874/5،البدایۃ والنہایۃ:333/6،

حلیۃ الاولیا:34/3۔

[2] ۔طبقات ابن سعد:91/8،کنز العمال:813/6

Maktaba Tul Ishaat.com

میں دفن کیا گیا اور دفن کے لیے حضرت علی، حضرت عباس اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم قبر میں اترے۔

رسول اللہ ﷺ کے داماد رضی اللہ عنہم

حضرت ابو العاص بن الربیع رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام لقیط اور کنیت ابو العاص تھی آپ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے اور اعلانِ نبوت سے قبل حضرت خدیجہ کی فرمائش پر حضرت محمد ﷺ نے اپنی بڑی بیٹی حضرت زینب کا نکاح آپ سے کر دیا اعلان نبوت کے بعد حضرت زینب تو مسلمان ہو گئی تھیں مگر ابو العاص آنحضرت ﷺ کی بعثت پر ایمان نہ لائے بلکہ رمضان 2ھ غزوہ بدر میں مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف لڑے اور گرفتار ہو کر مدینہ آئے اور اس وقت تک حضرت زینب مسلمان ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ ہی میں مقیم تھیں چنانچہ ابو العاص کو قید سے چھڑانے کے لیے انہوں نے مدینہ میں اپنا وہ ہار بھیجا جو ان کی ماں حضرت خدیجہ نے ان کو جہیز میں دیا تھا۔

نسبت:

آپ کا نسب جناب عبد مناف پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے اور آپ کا نسب نامہ کچھ اس طرح ہے۔

ابو العاص لقیط بن الربیع بن عبد العزی بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب۔۔۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حالات زندگی:

ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ حضرت زینب بنت محمد رضی اللہ عنہ کے خاوند تھے جن سے آپ کے ایک فرزند علی اور ایک لڑکی امامہ پیدا ہوئیں۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کا بہت بڑا کاروبار تھا، حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا نے حضرت علی مرتضیٰ کو وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد آپ حضرت امامہ بنت ابو العاص سے نکاح کرلیں چنانچہ حضرت علی نے حضرت سیدہ فاطمہ کی وصیت پر عمل کیا[1]۔

قبول اسلام:

ابو العاص رہا ہو کر مدینہ سے مکہ آئے اور حضرت زینب کو مدینہ بھیج دیا ابو العاص بہت بڑے تاجر تھے یہ مکہ سے اپنا سامان تجارت لے کر شام گئے اور وہاں سے خوب نفع کما کر مکہ آ رہے تھے کہ مسلمان مجاہدین نے ان کے قافلہ پر حملہ کر کے ان کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور یہ مالِ غنیمت تمام سپاہیوں میں تقسیم بھی ہو گیا، ابو العاص چھپ کر مدینہ پہنچے اور حضرت زینب نے ان کو پناہ دے کر اپنے گھر لے گئیں حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کی خوشی ہو تو ابو العاص کا مال و سامان واپس کر دو، فرمانِ رسالت کا اشارہ پاتے ہی تمام مجاہدین نے سارا مال و سامان ابو العاص کے سامنے رکھ دیا، ابو العاص اپنا سارا مال و اسباب لے کر مکہ آئے اور اپنے

[1] ۔ مدارج النبوۃ :325/2۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تمام تجارت کے شریکوں کو پائی پائی کا حساب سمجھا کر اور سب کو اس کے حصہ کی رقم ادا کر کے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور اہل مکہ سے کہہ دیا کہ میں یہاں آکر اور سب کا پورا پورا حساب ادا کر کے مدینہ جاتا ہوں تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ابو العاص ہمارا روپیہ لے کر تقاضا کے ڈر سے مسلمان ہو کر مدینہ بھاگ گیا،اس کے بعد حضرت ابو العاص مدینہ آکر حضرت زینب کے ساتھ رہنے لگے اور آپ ﷺ نے اپنے داماد سیدہ زینب کے شوہر ابو العاص بن ربیع کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا اس نے مجھ سے بات کی اور سچی بات کی اور اس نے مجھ سے وعدہ کیا اور اسے پورا کر دکھایا[1]۔

وفات:

10ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں یمن جانے والے سریہ میں شریک ہوئے اور یمن سے واپسی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اس علاقہ کا عامل بنا دیا، آپ کی وفات ذوالحجہ 12ھ بمطابق فروری 634ء میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عثمان ،کنیت ابو عمر اور لقب ذوالنورین ہے آپ کا نسب والد اور والدہ دونوں کی طرف سے جناب عبد مناف پر پہنچ کر رسول

1۔ صحیح البخاری رقم الحدیث:3110، مدارج النبوۃ:455/2.

Maktaba Tul Ishaat.com

اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے آپ رضی اللہ عنہ تقریبا 576ء طائف میں پیدا ہوئے اور آپ کے والد کا نام عفان بن ابی العاص اور والدہ کا نام اروی بنت کریز تھا، آپ زمانہ جاہلیت ہی سے انتہائی شریف الطبع، ذہین اور صائب الرائے تھے، اسلام قبول کرنے سے قبل کبھی کسی بت کو سجدہ کیا اور نہ شراب پی نیز علوم عرب مثلاً انساب، امثال اور جنگوں کے بڑے عالم تھے، شام اور حبشہ کا سفر کیا تو وہاں غیر عرب قوموں کے ساتھ رہنے کا موقع ملا، جس کی وجہ سے ان اقوام کے حالات، طور طریقے اور رسم و رواج سے انھیں واقفیت حاصل ہوئی، یہ خصوصیت ان کی قوم میں کسی اور شخص کو حاصل نہیں تھی، تجارت میں کامیابی کی باعث خاصی وسعت تھی، چنانچہ عمدہ لباس پہنتے اور سو سو دینار کی یمنی چادریں اوڑھتے تھے لیکن لباس پہننے میں سنت نبوی کا خیال رہتا، سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ عثمان بن عفان آدھی پنڈلی تک لنگی باندھا کرتے اور فرماتے کہ میرے محبوب کی لنگی ایسی ہوا کرتی تھی اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھی بھی پہنتے تھے فطرتاً کم سخن تھے لیکن جب کسی موضوع پر اظہار خیال کرتے تو گفتگو سیر حاصل اور بلیغ ہوتی۔

آپ نے چالیس سال کی عمر میں آپ نے اسلام کے ابتدائی دور ہی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا جس کی وجہ سے آپ کو آپ کے خاندان کی طرف سے کافی ستایا گیا، پہلے آپ نے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور اسی لئے آپ کو صاحب

Maktaba Tul Ishaat.com

الہجرتین بھی کہا جاتا ہے اور آپ کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے رہیں اس لئے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول اللہ ﷺ تک کوئی انسان ایسا نہیں گزرا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے، پہلے آپ رضی اللہ عنہ کی شادی رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ سے ہوئی جس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کردوں اور ساتھ ہی رخصتی بھی کردی [1] اور پھر نبوت کے پانچویں سال ہجرت کے پہلے قافلے میں اہلیہ کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اس موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جوڑا خوبصورت ہے [2] جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت فرمانے والے ہیں تو حضرت عثمان چند صحابہ کرام کے ساتھ مکہ آئے اسی دوران نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جاچکے تھے، ہجرت حبشہ کے بعد حضرت عثمان ہجرت مدینہ کے لئے تیار ہو گئے اور اپنی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سمیت مدینہ کی

1۔ کنزالعمال: 375/6۔

2۔ البدایہ والنہایہ: 66/3۔

Maktaba Tul Ishaat.com

طرف دوسری ہجرت فرمائی([1])۔

حبشہ کے زمانہ قیام میں ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا جس کی وجہ سے حضرت عثمان کی کنیت ابو عبد اللہ مشہور ہوئی اور ان کا 6 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا، حضور ﷺ نے نماز جنازہ خود پڑھائی حضرت عثمان نے قبر میں اتارا([2])۔

2ھ غزوہ بدر کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہا کی بیماری کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس رہنے کی اجازت دی اور اسی موقع پر رسول اللہ ﷺ کی عدم موجودگی میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا اور کفن و دفن کی مکمل تیاری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود سرانجام دی، تدفین کے چند ایام کے بعد حضور ﷺ مدینہ پہنچے تو جنت البقیع میں قبر رقیہ پر تشریف لے گئے اور آپ کے لئے دعا فرمائی۔

آپ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سخت صدمہ پہنچا وہ ہر وقت غم میں ڈوبے رہتے تھے چنانچہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے انہیں غمگین دیکھا تو فرمایا مالی اراك مهموما ؟ عثمان تمہیں کیوں غمزدہ دیکھ رہا ہوں ؟ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں آقا مصیبت کا جو پہاڑ مجھ پر گرا ہے کسی اور پر نہیں گرا، اللہ کے رسول

---

[1] ۔ الاصابہ لابن حجر: 298/4۔

[2] ۔ اسد الغابہ: 456/5۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ﷺ کی بیٹی جو میرے نکاح میں تھی انتقال کر فرما گئیں جس سے میری کمر ٹوٹ گئی اور وہ رشتہ مصاحبت بھی ختم ہو گیا جو میرے اور آپ ﷺ کے درمیان تھا نبی کریم ﷺ نے تسلی دی اور فرمایا کہ یہ جبرائیل میرے پاس آئے ہیں اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو آپ کے نکاح میں دوں اور جو مہر رقیہ رضی اللہ عنہا کے لیے مقرر ہوا تھا اُسی کے موافق ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا مہر ہو(1) چنانچہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ 2ھ ربیع الاوّل میں ہوا اور جمادی الاخریٰ میں رخصتی ہوئی (2) حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی اور ایک دن حضور ﷺ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا: بیٹی! عثمان کہاں ہیں؟ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کسی کام سے گئے ہیں پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ، ابا جان وہ بہت اچھے اور بلند مرتبہ شوہر ثابت ہوئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹی کیوں نہ ہوں وہ دنیا میں تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام

---

1 ۔ اسد الغابہ: 316/5، کنز العمال: 573/6۔

2 ۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد: 52/8، اسد الغابہ لابن اثیر الجزری: 316/5۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور تمہارے باپ حضرت محمد ﷺ سے بہت مشابہ ہیں اور ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میرے صحابہ میں سب سے زیادہ میرے اخلاق اور عادات سے مشابہ ہیں [1] رسول اللہ ﷺ عثمان غنی پر مکمل اعتماد اور ان کی فطری حیاء و شرافت اور جو انھوں نے اپنے مال کے ذریعہ اہل ایمان کی نصرت کی تھی، اس کی انتہائی قدر کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے دیگر صحابہ کے ساتھ ان کو بھی جنت اور شہادت کی موت کی خوش خبری دی۔

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا چھ سال تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رہیں اور شعبان 9ھ کو انتقال فرما گئیں [2] ان کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے اور بھی نکاح ہوئے اور آپ کی ازواج اور اولاد کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ام عمرو بنت جندب رضی اللہ عنہا:

آپ سے 4 بیٹے عمرو، خالد، اَبان، عمر پیدا ہوئے۔

2۔فاطمہ بنت ولید رضی اللہ عنہا:

آپ سے 2 بیٹے ولید اور سعید اور 1 بیٹی ام سعد پیدا ہوئے۔

3۔فاختہ بنت غزوان رضی اللہ عنہا:

---

[1] ۔ السیرۃ الحلبیہ: 44/4۔

[2] ۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد: 52/8۔

Maktaba Tul Ishaat.com

آپ سے ایک بیٹا عبد اللہ اصغر پیدا ہوئے۔

4۔ ام البنین بنت عیینہ رضی اللہ عنہا:

آپ سے 1 بیٹا عبد الملک پیدا ہوئے۔

5۔ رملہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا:

آپ سے 3 بیٹی عائشہ، ام ابان اور ام عمرو پیدا ہوئیں۔

6۔ نائلہ بنت الفرافصہ رضی اللہ عنہا:

آپ سے 1 بیٹی مریم پیدا ہوئیں۔

آپ ایک خدا ترس اور غنی انسان تھے آپ فیاض دلی سے دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اسی بنا پر محمد بن عبد اللہ نے آپ کو غنی کا خطاب دیا۔

خلافت:

23ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ را شد بنے اور آپ کی خلافت میں اسلامی حکومت کافی وسیع تھی جو افریقہ تک پھیل چکی تھی آپ نے خلافت کی ذمہ داری 23ھ سے 35ھ تک انجام دی، آپ کے عہد خلافت میں جمع قرآن مکمل ہوا، مسجد حرام اور مسجد نبوی کی توسیع ہوئی اور قفقاز، خراسان، کرمان، سیستان، افریقیہ اور قبرص فتح ہو کر سلطنت اسلامی میں شامل ہوئے نیز آپ نے اسلامی ممالک کے ساحلوں کو بازنطینیوں کے حملوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اولین

Maktaba Tul Ishaat.com

مسلم بحری فوج بھی بنائی[1] علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے راستہ چلتے ہوئے ایک اجنبی عورت کو گھور گھور کر غلط نگاہوں سے دیکھا اس کے بعد یہ شخص امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس شخص کو دیکھ کر حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی پر جلال لہجہ میں فرمایا کہ تم لوگ ایسی حالت میں میرے سامنے آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں شخص مذکور نے (جل بھن کر) کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ پر وحی اترنے لگی ہے؟ آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اوپر وحی تو نہیں نازل ہوتی ہے لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے یہ قول حق اور سچی بات ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسی فراست (نورانی بصیرت) عطا فرمائی ہے جس سے میں یہ معلوم کر لیا کرتا ہوں[2]۔

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ملک شام کی سر زمین میں تھا تو میں نے ایک شخص کو بار بار یہ صدا لگاتے ہوئے سنا کہ "ہائے افسوس! میرے لئے جہنم ہے" میں اٹھ کر اس کے پاس گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا

---

[1] ۔ الخلافۃ والخلفاء الراشدون، ص: 222۔

[2] ۔ حجۃ اللہ علی العالمین: 862/2 و ازالۃ الخفاء: مقصد 2، ص 227۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ اس شخص کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور وہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہے اور اپنے چہرے کے بل زمین پر اوندھا پڑا ہوا بار بار لگاتار یہی کہہ رہا ہے کہ ''ہائے افسوس! میرے لئے جہنم ہے'' یہ منظر دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اس سے پوچھا کہ اے شخص! تیرا کیا حال ہے؟ اور کیوں اور کس بناء پر تجھے اپنے جہنمی ہونے کا یقین ہے؟ یہ سن کر اس نے یہ کہا: اے شخص! میرا حال نہ پوچھ، میں ان بدنصیب لوگوں میں سے ہوں جو امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے ان کے مکان میں گھس پڑے تھے میں جب تلوار لے کر ان کے قریب پہنچا تو ان کی بیوی صاحبہ نے مجھے ڈانٹ کر شور مچانا شروع کر دیا تو میں نے ان کی بیوی صاحبہ کو ایک تھپڑ مار دیا یہ دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی کہ ''اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو کاٹ ڈالے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھی کر دے اور تجھ کو جہنم میں جھونک دے اے شخص! میں امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے پُر جلال چہرے کو دیکھ کر اور ان کی اس قاہرانہ دعا کو سن کر کانپ اٹھا اور میرے بدن کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا اور میں خوف و دہشت سے کانپتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلا ،امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی چار دعاؤں میں سے تین دعاؤں کی زد میں تو آ چکا ہوں، تم دیکھ رہے ہو کہ میرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹ چکے اور دونوں آنکھیں اندھی ہو چکیں اب صرف چوتھی دعا یعنی میرا جہنم میں

Maktaba Tul Ishaat.com

داخل ہونا باقی رہ گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ معاملہ بھی یقیناً ہو کر رہے گا چنانچہ اب میں اسی کا انتظار کر رہا ہوں اور اپنے جرم کو بار بار یاد کر کے نادم وشرمسار ہو رہا ہوں اور اپنے جہنمی ہونے کا اقرار کرتا ہوں ([1])۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اللہ والوں کی بے ادبی وگستاخی کی لعنت سے محفوظ رکھے اور اپنے محبوبوں کی تعظیم وتوقیر اوران کے ادب واحترام کی توفیق بخشے۔ آمین

وفات:

آپ کی خلافت کا زمانہ 12 سال پر محیط ہے جس میں آخری کے چھ سالوں میں کچھ ناخوشگوار حادثات پیش آئے، جو بالآخر ان کی شہادت کا سبب بنے اور بروز جمعہ 82 سال کی عمر میں 18 ذی الحجہ 3ھ کو آپکے گھر میں قرآن کریم کی تلاوت کے دوران میں شہید کر دیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے خون کے چند قطرات قرآن شریف کی آیت "فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ" پر پڑے آپ رضی اللہ عنہ کے کی نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن ہوئے اور اس دلخراش سانحہ مین آپ کی زوجہ محترمہ نائلہ رضی اللہ عنہا کی انگشت مبارک بھی شہید ہو گئیں۔

[1] ۔ ازالۃ الخفاء، مقصد2، ص227۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام علی کنیت ابو الحسن اور لقب اسد اللہ اور حیدر ہے آپ کا نسب جناب عبد المطلب پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچازاد بھائی ہیں

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح قول کے مطابق آپ کی ولادت بعثت نبوی سے دس برس قبل 599ء میں ہوئی([1]) آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام ابو طالب بن عبد المطلب ہے اور آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا،

آپ کے 3 بھائی تھے،

1۔ طالب بن ابی طالب　　2۔ عقیل بن ابی طالب

3۔ جعفر بن ابی طالب

رسول اکرم ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا([2])۔

آپ نے 9 شادیاں کی اور آپ کی ازواج کے نام درج ذیل ہیں

1: فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

آپ سے 3 بیٹے حسن، حُسین، محسن اور 2 بیٹیاں زینب کبریٰ، زینب صغریٰ (کنیت ام کلثوم) پیدا ہوئیں

---

[1]۔ الاصابۃ: 1294/2۔

[2]: الاصابۃ: 1294/2.

Maktaba Tul Ishaat.com

2:ام البنین رضی اللہ عنہا:

آپ سے 4 بیٹے عباس، جعفر، عثمان اور عبد اللہ پیدا ہوئے اور عباس کے علاوہ باقی بھائی حضرت حُسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔

3:خولہ بنت جعفر حنفیہ رضی اللہ عنہا:

آپ سے 1 بیٹے محمد بن حنفیہ (ابو القاسم) پیدا ہوئے۔

4:امامہ بنت ابی عاص بن ربیع رضی اللہ عنہا:

آپ سے 2 بیٹے ہلال، محمد الاوسط پیدا ہوئے۔

5:اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا:

آپ سے 2 بیٹے یحیی اور محمد اصغر (بعض نے ان کا نام عون لکھا ہے) پیدا ہوئے۔

6:محیاہ بنت امری القیس رضی اللہ عنہا:

آپ سے صرف ایک بیٹی پیدا ہوئیں۔

7:لیلی بنت مسعود رضی اللہ عنہا:

آپ سے دو بیٹے محمد اصغر (ابو بکر) اور عبد اللہ پیدا ہوئے اور یہ دونوں بھائی حضرت حُسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔

8:ام حبیبہ بنت ربیعہ تغلبیہ رضی اللہ عنہا:

آپ سے 1 بیٹا عمر اور 1 بیٹی رقیہ پیدا ہوئیں اور یہ دونوں جڑواں پیدا ہوئے تھے۔

9:ام سعید بنت عروہ ثقفیہ رضی اللہ عنہا:

Maktaba Tul Ishaat.com

آپ سے 2 بیٹیاں ام الحسن اور رملہ کبریٰ پیدا ہوئیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی ازواج کے علاوہ بہت سی باندیاں بھی تھیں جن سے یہ 13 بیٹیاں پیدا ہوئیں جن کے نام یہ ہیں:

ام ہانی، میمونہ، زینب صغریٰ، رملہ صغریٰ، ام کلثوم صغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، ام الکرام، ام سلمہ، ام جعفر، جمانہ، نفیسہ۔

غرض حضرت علی کے کل 15 بیٹے اور 19 بیٹیاں تاریخ کی کتابوں میں ملتی ہیں، ان میں سے پانچ سے سلسلۂ نسل جاری رہا اور وہ پانچ یہ ہیں:

حضرت حسن، حضرت حسین، محمد بن الحنفیہ، عباس، عمر([1])۔

فضائل ومناقب:

حضور اقدس ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا حضرت علی کو فرمایا "أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ" آپ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں([2])۔

حضور ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فقہ واجتہاد میں بڑی دسترس حاصل تھی بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی قوت اجتہاد کے معترف تھے یہی وجہ ہے

---

[1] البدایہ والنہایہ: 25/11۔

[2] جامع الترمذی: 213/2.

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ فقہ حنفی کی بنیاد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اجتہادی فیصلوں پر ہے آپ کے اجتہادی مسائل میں چند ایک یہ ہیں۔

آپ کے دور میں کچھ لوگوں کا نظریہ یہ تھا کہ اگر امت میں اختلاف ہو جائے تو فیصلہ صرف قرآن سے کرانا چاہیے آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ اگر زوجین میں اختلاف ہو جائے تو اللہ تعالیٰ حکم اور ثالث بنانے کا حکم دیتے ہیں آپ کا اشارہ آیت " وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا(1) کی طرف تھا یعنی اگر امت میں اختلاف ہو جائے تو ثالث بنانا کیوں ناجائز ہو گا؟ کیا امت محمدیہ کا مقام و مرتبہ مرد و عورت سے بھی کم ہے۔

مجتہد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک مسئلہ کی مختلف احادیث کو سامنے رکھتا ہے پھر اپنی اجتہادی قوت سے ایک کو ترجیح دیتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ میں یہ خصوصیت کمال درجہ کی تھی چند مسائل درج ذیل ہیں جن کے متعلق احادیث کا ایک ذخیرہ موجود ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک جانب کو ترجیح دی،

نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ اس بارے میں حدیث کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو سنت قرار دیتے ہیں

---

(1): مسند احمد: 453/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فرماتے ہیں "السُّنَّةُ وَضْعُ الكفِ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ "(1) ایک روایت میں ہے "مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الأَيْدِى عَلَى الأَيْدِى تَحْتَ السُّرَرِ (2) نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ مقتدی امام کے پیچھے قراۃ نہ کرے چنانچہ فرماتے ہیں "مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الإِمَامِ فَقَدْ أَخْطَأَ الْفِطْرَةَ (3) جو شخص امام کے پیچھے قرات کرتا ہے وہ فطرت کی مخالفت کرتا ہے، ابو وائل کہتے ہیں "كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَ لَا بِالتَّأْمِينِ "(4) حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نماز میں تعوذ، تسمیہ اور آمین آہستہ کہتے تھے۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ صرف شروع میں رفع یدین کرتے تھے "ان علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہه کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولی التی یفتتح بها الصلوۃ ثم لا یرفعهما فی شئی من الصلوۃ "(5)

---

1 : سنن ابی داؤد: 117/1۔

2 : المصنف لابن ابی شیبہ: 427/1۔

3 : المصنف لابن ابی شیبہ: 412/1۔

4 : سنن الطحاوی: 150/1۔

5 : موطا امام محمد ص: 94، کتاب الحجۃ امام محمد: 76/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے، اس کے بعد نہیں کرتے تھے۔

دوسری روایت میں ہے" كان يرفع يديه في التكبير الى فروع اذنيه ثم لا يرفعهما حتى يقضي صلاة (1) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھاتے، اس کے بعد آخر تک دوبارہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔

وفات:

17 رمضان 40ھ کوفہ کی جامع مسجد میں صبح کے وقت آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ 21 رمضان کو خالق حقیقی سے جا ملے۔

رسول اللہ ﷺ کے سسر

خویلد بن اسد:

آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے والد ماجد ہیں اور جناب قصی پر پہنچ کر آپ کا نسب رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے اور سسرال کی نسبت خویلد بن اسد کا خاندان رسول اللہ ﷺ کے سب سے قریب ہے آپ کا شمار قریش کے معزز اور دولت

---

(1): مسند الامام زید، ص:88۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مند افراد میں ہوتا ہے آپ غیرت مند، حیا دار اور با اخلاق انسان تھے آپ بت پرستی سے سخت متنفر تھے اور ایک اللہ کو ماننے والے تھے۔

زمانہ جاہلیت میں جو ذلیل کام (شراب خوری، حرام خوری، جوئے بازی، غارت گری وغیرہ) لوگوں میں پسندیدہ اور موجب فخر سمجھتے جاتے تھے بنو اسد کے خاندان والے ان سے سخت بیزار اور متنفر تھے اور خصوصاً خویلد بن اسد تو ان ذلیل مشغلوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے اور ان لوگوں کی محبت اور میل ملاپ سے بھی نفرت کرتے تھے جو برے مشغلے رکھتے، بد اخلاقی اور بد طینتی کا مظاہرہ کرتے تھے۔

عرب معاشرے میں لڑکیوں کی پیدائش کو منحوس سمجھا جاتا تھا اور ان کے پیدا ہوتے ہی زندہ در گور کرنے کی رسم بد تھی لیکن بنو اسد میں عورت کو نجس نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ لڑکیوں کی پرورش محبت اور شفقت سے کی جاتی تھی اور ان کی تربیت کا خیال رکھا جاتا تھا حضرت خویلد بہت غیرت مند، حیا دار اور با اخلاق انسان تھے۔

عام الفیل سے 15 سال پہلے حضرت خدیجہ آپ کے ہاں پیدا ہوئیں اور آپ نے اپنی بیٹی کی پرورش خاص توجہ سے کی، ان کو شریف گھرانوں کے مروجہ طریقوں کے مطابق بہترین تربیت دیا اور یہ والدین ہی کی پرورش کا نتیجہ تھا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ آباؤ اجداد کی طرح مخلوق کی ہمدرد، خدمت گزار،

Maktaba Tul Ishaat.com

مسکین نواز، غریب پرور، متواضع، خلیق، مہذب، محسن، خوددار، باحیا اور غیور بن گئیں۔

ورقہ بن نوفل جو حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی تھے بہت نیک اور راست گو تھے اس دور جاہلیت میں بھی بتوں کی پرستش نہ کرتے بلکہ تورات و انجیل سے ہدایات اپنے سینے میں اتارتے تھے خویلد بن اسد کو ورقہ بن نوفل سے بہت محبت تھی اور خواہش تھی کہ اپنی بیٹی خدیجہ کی شادی ورقہ بن نوفل سے کر دیں مگر کسی باعث خواہش پوری نہ ہو سکی([1])، علامہ ابن سعد فرماتے ہیں کہ آپ عام الفیل سے 20 برس بعد چھڑنے والی اس لڑائی میں قریش کے لشکر میں شامل تھے جسے حرب فجار کہتے ہیں خویلد اس لڑائی میں قتل ہوئے خویلد بن اسد جب قتل ہوئے تو اس وقت تک ان کا کاروبار بہت وسیع ہو چکا تھا اس وسیع کاروبار کی دیکھ بھال ان کی بیٹی نے کرنا شروع کر دی اور اس وقت تک حضرت خدیجہ کے دو نکاح ہو چکے تھے([2])

حضرت خویلد بن اسد نے اپنے پیچھے چھ اولادیں چھوڑیں جن میں 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل تھیں۔

1۔ نوفل بن خویلد 2۔ حزام بن خویلد

---

[1] نبی کریم ﷺ کے عزیز و اقارب۔ ص:140۔

[2] نبی کریم ﷺ کے عزیز و اقارب۔ ص:141۔

Maktaba Tul Ishaat.com

3۔ عوام بن خویلد

1۔ خدیجہ بنت خویلد 2۔ ہالہ بنت خویلد

3۔ رقیقہ بنت خویلد

زمعہ بن قیس:

آپ رسول اللہ ﷺ کی دوسری زوجہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد ہیں اور آپ کی اہلیہ کا نام شموس بنت قیس ہے آپ کا نسب جناب لوی پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی تیسری زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی ہیں آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ بن عثمان ہے آپ عام الفیل سے 2 سال پہلے 574ء میں پیدا ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب جناب مرہ بن کعب پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے نسب سے جاملتا ہے آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو بکر ہے([1]) آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو بکر ہونے کی درج ذیل وجوہات بیان کی جاتی ہیں:

عربی زبان میں البکر جوان اونٹ کو کہتے ہیں جس کے پاس اونٹوں کی

---

[1]: المعجم الکبیر، نسبة ابی بکر الصدیق واسمه، 1:1

Maktaba Tul Ishaat.com

کثرت ہوتی یا جو اونٹوں کی دیکھ بھال اور دیگر معاملات میں بہت ماہر ہوتا عرب لوگ اسے ابو بکر کہتے تھے آپ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بھی بہت بڑا اور مالدار تھا نیز اونٹوں کے تمام معاملات میں بھی آپ مہارت رکھتے تھے اس لئے آپ بھی ابو بکر کے نام سے مشہور ہو گئے۔

عربی زبان میں ابو کا معنی ہے "والا" اور "بکر" کے معنی "اولیت" کے ہیں پس ابو بکر کے معنی اولیت والا ہے چونکہ آپ رضی اللہ عنہ اسلام لانے، مال خرچ کرنے، جان لٹانے، الغرض امتِ محمدیہ ﷺ میں ہر معاملے میں اولیت رکھتے ہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو ابو بکر (یعنی اولیت والا) کہا گیا۔ سیرت حلبیہ میں ہے کہ " كُنِيَ بِأَبِي بَكْرٍ لِابْتِكَارِهِ الْخِصَالِ الْحَمِيدَةِ "آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو بکر اس لئے ہے کہ آپ شروع ہی سے خصائل حمیدہ رکھتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے دو لقب زیادہ مشہور ہیں:

1: عتیق 2: صدیق

عتیق پہلا لقب ہے اسلام میں سب سے پہلے آپ کو اسی لقب سے ہی ملقب کیا گیا حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ تھا، نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا" اَنْتَ عَتِيقٌ مِنَ النَّارِ "تم جہنم سے آزاد ہو تب سے رضی اللہ عنہ کا نام عتیق

Maktaba Tul Ishaat.com

ہو گیا([1])۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن اپنے گھر میں تھی، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان صحن میں تشریف فرماتے تھے اچانک میرے والد گرامی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا "مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ ([2])جو دوزخ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہے، وہ ابو بکر کو دیکھ لے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے لقب "صدیق" کے حوالے سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " یَا اَبَا بَکْرٍ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ سَمَّاكَ الصِّدِّیْقَ ([3])

"اے ابو بکر! بے شک اللہ رب العزت نے تمہارا نام "صدیق" رکھا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم کا نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر قرشی تیمی ہے کنیت ابو قحافہ ہے آپ فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور آپ ﷺ کی بیعت کی، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بھی زندہ رہے اور

---

[1]: صحیح ابن حبان: 6/9۔

[2]: المعجم الاوسط، من اسمه الهيثم، الرقم: 9384۔

[3]: الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف النون، 8: 332۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کے وارث ہوئے آپ نے خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ میں وفات پائی [1]۔

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے آپ کی کنیت ام الخیر ہے آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کے چچا کی بیٹی ہیں ابتدائے اسلام میں ہی آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرکے مشرف بہ اسلام ہو گئیں تھیں مدینہ منورہ میں جمادی الثانی 13 ہجری میں وفات پائی [2]۔

قبول اسلام:

حضرت سیدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام آسمانی وحی کی مانند تھا وہ اس طرح کہ آپ ملک شام تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا، جو "بحیرا" نامی راہب کو سنایا اس نے آپ سے پوچھا: "تم کہاں سے آئے ہو؟ فرمایا: مکہ سے، اس نے پھر پوچھا کون سے قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ فرمایا: قریش سے، پوچھا: کیا کرتے ہو؟ فرمایا: تاجر ہوں وہ راہب کہنے لگا: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے خواب کو سچا فرمادیا تو وہ تمہاری قوم میں ہی

---

[1]: تھذیب الاسماء واللغات، امام نووی، 1: 296۔

[2]: الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 8: 386۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ایک نبی مبعوث فرمائے گا اس کی حیات میں تم اس کے وزیر ہو گے اور وصال کے بعد اس کے جانشین، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس واقعے کو پوشیدہ رکھا، کسی کو نہ بتایا اور جب سرکار ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو آپ ﷺ نے یہی واقعہ بطور دلیل آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا، یہ سنتے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو گلے لگالیا اور پیشانی چومتے ہوئے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں([1])

ازواج اور اولاد:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ازواج (بیویوں) کی تعداد چار ہے آپ نے دو نکاح مکہ مکرمہ میں کئے اور دو مدینہ منورہ میں، ان ازواج سے آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پہلا نکاح قریش کے مشہور شخص عبدالعزیٰ کی بیٹی ام قتیلہ سے ہوا اس سے آپ رضی اللہ عنہ کے ایک بڑے بیٹے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ایک بیٹی حضرت سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

---

[1]: الریاض النضرة، لابي جعفر طبری، 1/83۔

Maktaba Tul Ishaat.com

آپ رضی اللہ عنہ کا دوسرا نکاح ام رومان (زینب) بنت عامر بن عویمر سے ہوا ان سے ایک بیٹے حضرت سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور ایک بیٹی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تیسرا نکاح حبیبہ بنت خارجہ بن زید سے کیا ان سے آپ رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے چوتھا نکاح سیدہ اسماء بنت عمیس سے کیا یہ حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں، جنگ موتہ کے دوران شام میں حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کرلیا، حجۃ الوداع کے موقع پر ان سے آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ سے نکاح کرلیا اس طرح آپ کے بیٹے محمد بن ابی بکر کی پرورش حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمائی([1])۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھرانے کو ایک ایسا شرف حاصل ہے جو اس گھرانے کے علاوہ کسی اور مسلمان گھرانے کو حاصل نہیں ہوا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خود بھی صحابی ان کے والد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ بھی

---

[1]: الریاض النضرۃ لامام ابو جعفر طبری، 266/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

صحابی آپ کے تینوں بیٹے (حضرت عبد اللہ، حضرت عبد الرحمن اور حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم) بھی صحابی، آپ رضی اللہ عنہ کے پوتے بھی صحابی، آپکی بیٹیاں (حضرت سیدہ عائشہ، حضرت سیدہ اسماء اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن بنت ابی بکر) بھی صحابیات اور آپ کے نواسے بھی صحابی ہوئے۔

حضرت سیدنا موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم صرف چار ایسے افراد کو جانتے ہیں جو خود بھی مشرف بہ اسلام ہوئے اور شرف صحابیت پایا اور ان کے بیٹوں نے بھی اسلام قبول کر کے شرف صحابیت حاصل کیا ان چاروں کے نام یہ ہیں:

1: ابو قحافہ عثمان بن عمر رضی اللہ عنہ

2: ابو بکر عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ

3: عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

4: محمد بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ ([1])

اہل بیت سے رشتہ داری:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ سے لے کر اپنی وفات تک کبھی بھی اہل بیت کی خدمت میں کوئی کمی نہ آنے دی آپ رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے یہ خصوصی محبت آپ رضی اللہ عنہ کی

---

[1]: المعجم الکبیر، نسبة ابی بکر الصدیق واسمه، الرقم: 11۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اولاد میں بھی منتقل ہوتی رہی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اہل بیت سے ایک مضبوط رشتہ داری قائم فرمائی جس کی تفصیل یہ ہے: حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی لاڈلی شہزادی حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کا نکاح 8 بعثت نبوی شوال المکرم میں اپنے محبوب آقا ﷺ سے کیا آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ یہ دونوں والدہ کی طرف سے بہنیں تھیں ان کی والدہ محترمہ کا نام ہند بنت عوف ہے اور انہیں خولہ بنت عوف بھی کہا جاتا ہے۔یوں اس مبارک رشتے سے آپ ﷺ اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم زلف ہوئے [1]، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے (یعنی حضرت اسماء بنت ابی بکر کے بیٹے) حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بھتیج بھی ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی پھوپھی اور حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی دادی (یعنی حضرت سیدنا زبیر بن عوام کی والدہ) حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہیں، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر، حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے داماد بھی ہیں حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت سیدہ ام الحسن رضی اللہ عنہ آپ

---

[1]: الطبقات الکبریٰ، ابن سعد، 8: 104۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کی زوجہ ہیں، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے حضرت سیدنا محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں جن کی والدہ حضرت سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ ہیں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ان سے امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نکاح فرمایا چنانچہ اس لحاظ سے حضرت سیدنا محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوتیلے بیٹے ہوئے اور حضرت سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ عنہ آپ کے علاتی بھائی (یعنی باپ شریک بھائی) ہوئے، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترم حضرت سیدہ شہر بانو رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت سیدنا محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زوجہ دونوں آپس میں سگی بہنیں تھیں، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت سیدنا حریث بن جابر رضی اللہ عنہ نے شاہ ایران یزدجرد بن شہریار کی دو بیٹیاں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان میں سے بڑی بیٹی حضرت سیدہ شہر بانو رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنے بیٹے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمادیا اور چھوٹی بیٹی کا نکاح حضرت سیدنا محمد بن

Maktaba Tul Ishaat.com

ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرما دیا[1] حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی حضرت سیدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا اسم مبارک حضرت سیدنا امام محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہے یوں آپ رضی اللہ عنہ والدہ کی طرف سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور والد کی طرف سے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جا ملتے ہیں[2]۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی حضرت سیدہ حفصہ بنت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں، یوں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اس حوالے سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد محترم ہوئے[3]۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ اپنے گرد پھیلی ہوئی گمراہیوں، غلط رسوم و رواج، اخلاقی و معاشرتی برائیوں سے پاک صاف ہونے کے ساتھ ساتھ اوصاف حمیدہ سے بھی متصف تھے آپ کے

[1]: لباب الانساب والالقاب والاعقاب (565ھ)، 1:22۔

[2]: شرح العقائد، ص:328۔

[3]: الطبقات الکبری لابن سعد، 8: 342۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اعلیٰ محاسن و کمالات اور خوبیوں کی بنا پر مکہ مکرمہ اور اس کے قرب و جوار میں آپ رضی اللہ عنہ کو محبت و عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا حضرت سیدنا سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھی خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں اور اللہ جب کسی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ذات میں ایک خصلت پیدا فرما دیتا ہے اور اسی کے سبب اسے جنت میں بھی داخل فرما دیتا ہے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میرے اندر بھی ان میں سے کوئی خصلت موجود ہے؟ ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! تمہارے اندر تو یہ ساری خصلتیں موجود ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں خصوصی اہمیت و فضیلت حاصل تھی، قرآن مجید کی تقریباً 32 آیات آپ کے متعلق ہیں جن سے آپ کی شان کا اظہار ہوتا ہے، آپ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ مجھ پر جس کسی کا احسان تھا میں نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے مگر ابو بکر کے مجھ پر وہ احسانات ہیں جن کا بدلہ اللہ تعالیٰ روز قیامت انہیں عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سیرتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اکتسابِ فیض کرتے ہوئے اپنے اقوال، اعمال اور احوال بدلنے کی توفیق عطا فرمائے اور محبتِ رسول ﷺ کی خیرات

Maktaba Tul Ishaat.com

سے ہمارے قلوب وارواح کو منور فرمائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

آپ رسول اللہ ﷺ کی چوتھی زوجہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی ہیں آپ رضی اللہ عنہ اسلام کی وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جن کی اسلام کے لئے روشن خدمات، جرات و بہادری، عدل و انصاف پر مبنی فیصلوں، فتوحات اور شاندار کردار اور کارناموں سے اسلام کا چہرہ روشن ہے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تاریخ انسانی کا ایسا نام ہے جس کی عظمت کو اپنے ہی نہیں بیگانے بھی تسلیم کرتے ہیں وہ نبی نہیں تھے مگر اللہ نے ان کی زبان حق پر وہ مضامین جاری کر دیئے جو وحی کا حصہ بن گئے، قبول اسلام کے بعد آپ اسلام اور پیغمبر اسلام کے شیدائی بن کر فاروق کہلائے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عمر بن خطاب، لقب فاروق اور کنیت ابو حفص ہے آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب نویں پشت میں حضور نبی اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے آپ رضی اللہ عنہ عام الفیل کے تقریباً 13 سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور نبوت کے چھٹے سال پینتیس سال کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہو کر حرم ایمان میں داخل ہوئے آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے چالیس مرد اور گیارہ عورتیں نور ایمان سے منور ہو چکی تھیں

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہ عظیم المرتبت شخصیت ہیں کہ جن کے لئے رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خصوصی طور پر دعا مانگی تھی"

Maktaba Tul Ishaat.com

اللهم اعز الاسلام باحب هذين الرجلين اليك بابي جهل او بعمر ابن الخطاب... ([1])

اے اللہ! تو ابو جہل یا عمر بن خطاب دونوں میں سے اپنے ایک پسندیدہ بندے کے ذریعے اسلام کو غلبہ اور عزت عطا فرما۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مراد رسول ﷺ ٹھہرے ایمان کی لازوال دولت تو اللہ جل جلالہ نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی قسمت میں لکھ دی تھی تو پھر یہ دولت ابو جہل کے حصے میں کیونکر آتی آپ ﷺ کی دعا کو بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت سے نوازا گیا اور چند دنوں بعد اسلام کا سب سے بڑا دشمن یعنی عمر بن خطاب اسلام قبول کر کے اسلام کا سب سے بڑا خیر خواہ اور جانثار بن گیا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اے محمد ﷺ! اہل اسلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر خوشی منائی ہے([2]) آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے نہ صرف اسلامی تاریخ میں انقلابی تبدیلی آئی بلکہ مسلمانوں کی قوت و عظمت میں بھی بے پناہ اضافہ ہوا، وہ مسلمان جو پہلے اپنے اسلام کو ظاہر کرتے ہوئے شدید

---

[1] ۔ جامع ترمذی کتاب المناقب رقم: 3681

[2] ۔ سنن ابن ماجہ، باب فضل عمر، رقم: 103

Maktaba Tul Ishaat.com

خطرات محسوس کرتے تھے،اب اعلانیہ خانہ کعبہ میں عبادت انجام دینے لگے چنانچہ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام ہمارے لئے ایک فتح تھی اور ان کی امارت ایک رحمت تھی خدا کی قسم ہم بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے پس جب وہ اسلام لائے تو آپ نے مشرکین مکہ کا سامنا کیا یہاں تک کہ انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا۔ تب ہم نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی [1]

فضائل ومناقب:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب [2] اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔

اسی طرح ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" کانت فی الامم محدثون لیسوا بانبیاء فان کان فی امتی فعمر [3] تم سے پہلی امتوں میں

---

1 ۔ المعجم الکبیر للطبرانی، رقم: 8820

2 ۔ جامع ترمذی کتاب المناقب، رقم: 3686

3 ۔ مسند الفردوس الدیلمی، رقم: 4839

Maktaba Tul Ishaat.com

محدثون ہوا کرتے تھے جو کہ انبیاء نہیں تھے اور اگر میری امت میں سے کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں یعنی آپ ان دس خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں جن کے بارے میں حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ نے جنت کی بشارت عطا فرمائی چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم پر ایک شخص داخل ہوگا وہ جنتی ہے چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس ایک اور جنتی آنے والا ہے پس اس مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے (1)۔

آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمانوں کو بے مثال فتوحات اور کامیابیاں نصیب ہوئیں آپ رضی اللہ عنہ نے قیصر و کسریٰ کو پیوند خاک کر کے اسلام کی عظمت کا پرچم لہرانے کے علاوہ شام، مصر، عراق، جزیرہ، خوزستان، عجم، آرمینہ، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران فتح کئے آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 3600 علاقے فتح ہوئے، 900 جامع مساجد اور 4 ہزار مساجد تعمیر ہوئیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بیت المال اور عدالتیں قائم کیں،

1۔ جامع ترمذی، کتاب المناقب، رقم: 3694

Maktaba Tul Ishaat.com

عدالتوں کے قاضی مقرر کئے آپ رضی اللہ عنہ نے سن تاریخ کا اجراء کیا جو آج تک جاری ہے مردم شماری کرائی، نہریں کھدوائیں، شہر آباد کروائے، دریا کی پیداوار پر محصول لگایا اور محصول مقرر کئے، حربی تاجروں کو ملک میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی جیل خانہ قائم کیا، راتوں کو گشت کر کے رعایا کا حال دریافت کرنے کا طریقہ نکالا پولیس کا محکمہ قائم کیا جابجا فوجی چھاؤنیاں قائم کیں، تنخواہیں مقرر کیں، پرچہ نویس مقرر کئے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک مسافروں کے لئے مکانات تعمیر کروائے گم شدہ بچوں کی پرورش کے لئے روزینے مقرر کئے، مختلف شہروں میں مہمان خانے تعمیر کروائے، مکاتب و مدارس قائم فرمائے، معلمین اور مدرسین کے مشاہرے مقرر کئے تجارت کے گھوڑوں پر زکوۃ مقرر کی وقف کا طریقہ ایجاد کیا، مساجد کے آئمہ کرام اور موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں، مساجد میں راتوں کو روشنی کا انتظام کیا علاوہ ازیں آپ رضی اللہ عنہ نے عوام کے لئے بہت سے فلاحی و اصلاحی احکامات اور اصطلاحات جاری کیں([1])۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر حضور نبی مکرم ﷺ نے خود دی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضور نبی اکرم ﷺ کوہ احد پر تشریف لے گئے اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر فاروق

[1] ۔ تاریخ اسلام، بشیر احمد تمنا، ص 133۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے ان کی موجودگی کی وجہ سے پہاڑ وجد میں آگیا۔ آپ ﷺ نے اس پر اپنا قدم مبارک مارا اور فرمایا "اثبت احد فما علیك الا نبی او صدیق او شهیدان"([1]) اے احد! ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا اور کوئی نہیں۔

26 ذوالحجہ 23ھ کو آپ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے چار دن تک آپ موت و حیات کی کشمکش میں رہے آخر وقت پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاو اور ان سے کہو عمر آپ کو سلام کہتا ہے، سلام کرنے کے بعد عرض کرنا کہ عمر بن خطاب آپ سے اجازت مانگتا ہے کہ اسے اپنے دونوں دوستوں کے پاس قبر کی جگہ مل جائے جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ بیٹھی ہوئی زار و قطار رو رہی ہیں انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سلام پہنچایا اور ان کی خواہش پیش کی حضرت ام الو منین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے وہ جگہ اپنی قبر کے لئے رکھی ہوئی تھی مگر آج میں عمر کو اپنے آپ پر ترجیح دیتی ہوں کہ انہیں اس جگہ پر دفن کیا جائے۔

---

[1] ۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل صحابة، رقم: 3483۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ واپس پہنچے تو لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آ گئے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بٹھادو آپ رضی اللہ عنہ کو بٹھادیا گیا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہو کیا جواب لے کر آئے ہو؟ انہوں نے کہا آپ کی خواہش کے مطابق جواب ملا ہے یہ سن کر الحمدللہ! کہا اور فرمایا مجھے اس سے زیادہ کسی اور بات کی خواہش نہ تھی اللہ کا شکر ہے کہ میری خواہش پوری ہو گئی ہے جب میری روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے تو ایک بار پھر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت مانگنا اگر وہ بطیب خاطر اجازت دے دیں تو مجھے حجرہ اقدس میں دفن کر دینا اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو مجھے مسلمانوں کے عام قبرستان میں لے جا کر دفنا دینا۔

یکم محرم الحرام 24ھ کو اپنے بیٹے سے کہا میری پیشانی زمین سے لگا دو اس طرح سجدے کی حالت میں جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی آپ رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت 10 سال 5 ماہ 21 دن بنتا ہے۔

خزیمہ بن حارث:

آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ محترمہ سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے والد ہیں آپ کا سلسلہ نسب نبی کریم ﷺ کے نسب میں اکیسویں

Maktaba Tul Ishaat.com

(21)پشت میں جا کر معد بن عدنان سے مل جاتا ہے، آپ حارث ہلالی کی اولاد میں سے تھیں، بنو ہلال جو قبیلہ بنو عامر کی ایک شاخ تھی، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور گردش زمانہ نے انہیں یمن میں لاکر آباد کر دیا تھا، شمالی یمن میں تبالہ کے مقام پر ذوالخلصہ نامی ان کا ایک بت تھا جس کی وہ پوجا کرتے تھے جب اہل یمن کی بداعمالیاں عروج پر تھیں تو اللہ کا عذاب سد مارب کے ٹوٹنے کی شکل میں ظاہر ہوا جس نے دور و نزدیک تباہی مچادی، عمارتیں کھنڈرات اور آبادیاں ویرانوں میں تبدیل ہو گئیں جو لوگ بچ گئے، ان پر زندگی کی راہیں مسدود ہو گئیں جینا محال ہو گیا چنانچہ بنو ہلال نقل مکانی کر کے حجاز میں آکر آباد ہو گئے، زمانہ شب و روز کے تانے بانے بنتا ہوا گزر رہا تھا، حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے 13 سال قبل 597ء میں ایک دن خزیمہ بن حارث کے ہاں بہت سی خواتین اور دوست احباب موجود تھے، ان کے انداز و اطوار سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی خبر کے سننے کے منتظر ہوں، کچھ دیر کے بعد ایک عورت گھر سے باہر آئی اور پوچھا خزیمہ کہاں ہے؟ خزیمہ نے جو اپنے دوستوں کے ساتھ محو گفتگو تھا جب اپنا نام سنا تو اٹھ کر آیا اور بولا: کیا خبر ہے؟ کہا گیا لڑکی ہوئی ہے، لڑکی؟ خزیمہ کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا، عورت نے کہا ہاں! چاند کا ٹکڑا ہے اور چہرے سے بلند اقبالی ٹپکتی ہے تو خزیمہ اس کے ساتھ اندر کمرے میں چلا گیا، بیوی کے پہلو میں اس نے بیٹی کو دیکھا تو عجیب سی کشش محسوس کی، پیار

Maktaba Tul Ishaat.com

کرنے لگا اور کہا یہ میری زینب ہے آپ کا شمار عرب کے روساء میں ہوتا ہے اس لیے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا بچپن بڑے ناز و نعم میں گذرا بچپن سے ہی انہیں غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلا کر بڑی راحت و خوشی محسوس ہوتی تھی بڑی فیاضی کا مظاہرہ کرتی تھیں اگر خود کوئی چیز کھا رہی ہوتیں اور کوئی غریب آجاتا تو وہ چیز اس کو عطا کر دیتی تھیں اور اس سے بڑی طمانیت محسوس کرتی تھیں اگر خاندان کے کسی فرد نے روکا بھی تو اس کی پرواہ نہ کی کیونکہ جانتی تھیں کہ اس سے کبھی رزق میں کمی نہیں ہوتی لہذا سب لوگ انہیں ام المساکین کے لقب سے یاد کرنے لگے اور یہی نام زبان زد عام و خاص ہو گیا جس طرف سے گزرتیں یا کہیں جاتیں سب یہی کہتے، ام المساکین آگئی ہے اور پھر یہی لقب ان کے نام کا حصہ بن گیا۔

ابو امیہ سہیل بن مغیرہ:

آپ رسول اللہ ﷺ کے زوجہ حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا کے والد ہیں آپ کا نام سہیل بن مغیرہ آپ کا تعلق قریش کے خاندان بنو مخزوم سے تھا جب حجر اسود رکھنے کا جھگڑا ہوا کہ کون رکھے گا تو آپ ہی نے کہا کہ تم اپنے لیے اسے فیصلہ کرنے والا مقرر کرو جو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو سب اس بات پر راضی ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے (1)۔

---

1 ۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ: 1/70۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابو امیہ مخزومی مکہ کے دولت مند لوگوں میں سے تھے جو بڑے مخیر اور فیاض تھے سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے اسی لیے آپ کا لقب زاد الراکب مشہور تھا[1]۔

جحش بن رباب:

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زوجہ حضرت زینب بنت جحش کے والد تھے اور آپ کنیت ابو عبد اللہ تھی اور آپ کی زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب تھیں تو آپ رسول اللہ کے پھوپھا بھی ہوئے اورآپ کی دو بیوہ بہویں ام حبیبہ جو عبید اللہ بن جحش کی بیوہ تھیں اور زینب بنت خزیمہ جو عبد اللہ بن جحش کی بیوہ تھیں بھی امہات المؤمنین میں سے ہیں۔

حارث بن ابی ضرار رضی اللہ عنہ:

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں جو کہ قبیلہ بنو مصطلق کے سردار تھے اور شعبان 6ھ مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ قبیلہ بنی المصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے اسلحہ اور جنگجو افراد جمع کر رہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کو سننے کے بعد انھیں اپنی ہی سرزمین پر کچل کے رکھ دینے کا فیصلہ کیا، اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے لشکر کے ساتھ ان کی طرف روانہ ہوئے اور قدیہ کے

---

[1] ۔ سیر الصحابہ :55/6۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اطراف میں "مریسیع" کے مقام پر ان کے علاقہ کے ایک چشمہ کے پاس ان سے مقابل ہوئے تو سب سے پہلے آنحضرت ﷺ نے انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دینے کا حکم دیا لیکن انھوں نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا تو اس لئے جنگ چھڑ گئی اور اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح و نصرت حاصل ہوئی اور بہت سارا مال اور قیدی مال غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ آگئے، اس جنگ کا مال غنیمت دو ہزار اونٹوں، پانچ ہزار بھیڑ بکریوں اور قیدیوں کے عنوان سے دو سو گھرانوں پر مشتمل تھا اور ان اسیروں میں قبیلہ کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی برہ بھی تھی، مال غنیمت تقسیم کرنے کے دوان برہ حضرت ثابت بن قیس انصاری اور ان کے چچازاد بھائی رضی اللہ عنہما کے حصہ میں آگئیں تو انھوں نے ان سے یہ طے کیا کہ وہ سات مثقال سونا ادا کرکے آزاد ہو سکتی ہیں آپ نے برہ کے لئے معمول سے چند گناہ زیادہ فدیہ ادا کرنے کا مطالبہ کیا تھا چونکہ وہ اس قدر فدیہ ادا نہیں کر سکتی تھیں اس لئے مدد کی درخواست کرنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے توسط سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے لئے منتخب کیا اور اسراء اور غنائم کو مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے بعد مدینہ لوٹے کچھ مدت بعد، آپ کے والد حارث اپنی بیٹی کا فدیہ ادا کرنے کے لئے کئی اونٹوں کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا لیکن راستے میں ان اونٹوں میں سے دو اونٹوں کے بارے میں اسے

Maktaba Tul Ishaat.com

لالچ پیدا ہوئی اس لئے ان دو اونٹوں کو اس نے علاقہ عقیق میں چھپا دیا اور باقی اونٹوں کو لے کر رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور اونٹوں کو فدیہ کے طور پر پیش کرنے کے بعد اپنی بیٹی کی رہائی کی درخواست کرتے ہوئے کہ اے اللہ کے رسول میری بیٹی کو اسیر بنا کے نہ رکھئے کیونکہ وہ ایک بلند مرتبہ اور عظمت والی بیٹی ہیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنھیں تم نے فلاں شعب میں چھپا کے رکھا ہے، رسول اللہ ﷺ کا یہ کلام سننے کے بعد حارث اور اس کے بیٹے نے اسلام قبول کر لیا اور اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے آپ کو اپنے پاس رہنے یا اپنے باپ کے پاس جانے کا اختیار بخشا تو حارث نے کہا آپ ﷺ نے ایک عادلانہ تجویز پیش کی ہے، اس کے بعد جناب جویریہ کے پاس جاکر کہا بیٹی: یہاں رہ کر اپنے قبیلہ کو ذلیل نہ کرنا، آپ نے جواب میں کہا کہ میں نے خدا اور اس کے رسول ﷺ کو منتخب کیا ہے، اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے آپ کو آزاد کر کے اپنی بیویوں میں شامل فرمالیا اور آپ کا نام برہ سے تبدیل فرما کر جویریہ رکھا اور ابھی تک آپ رسول اللہ ﷺ کی پہلی ایسی بیوی تھیں جن کا تعلق قبیلہ قریش سے نہیں تھا([1])۔

ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

[1] ۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: 294/1۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کے والد گرامی ہیں قبیلہ قریش کی شاخ اموی کے سردار تھے آپ رضی اللہ عنہ کا نام صخر بن حرب اور کنیت ابوسفیان تھی مکہ میں 565ء میں پیدا ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کا نسب جناب عبد مناف پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے ایک مدت تک اسلام کی مخالفت کرتے رہے غزوہ بدر اور غزوہ احد کے معرکوں میں نبی اکرم ﷺ کے خلاف جنگ لڑی پھر ایک لشکر جرار لے کر مدینے پر چڑھائی کی مگر مسلمانوں نے مدینے کے گرد خندق کھود کر حملہ آوروں کے عزائم ناکام بنادیا تو آپ نے حدیبیہ کے مقام پر صلح کی اور مسلمانوں نے مکہ پر چڑھائی کی تو آپ نے شہر رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں داخل ہوتے وقت اعلان فرمایا کہ جو لوگ ابوسفیان کے گھر میں پناہ لیں گے، ان سے تعرض نہیں کیا جائے گا اور ابوسفیان کے لیے یہ بہت بڑا اعزاز تھا فتح مکہ ہو جانے کے بعد حلقہ بگوش اسلام ہو گئے قبول اسلام کے بعد غزوہ حنین اور پھر جنگ طائف میں حصہ لیا اور اسی جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ کی ایک آنکھ جاتی رہی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں شام کی مہم میں اور پھر جنگ یرموک میں شریک ہوئے جس میں دوسری آنکھ بھی جاتی رہی۔

آپ کی کئی شادیاں ہوئیں اور کئی اولادیں تھیں آپ کے 2 بھائی عمرو بن حرب اور حارث بن حرب اور 2 بہنیں ام جمیل بنت حرب اور اروی بنت حرب تھیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حی بن اخطب:

آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے والد ہیں ان کا تعلق بنو نضیر سے تھا اور اس قبیلہ کے سردار تھے جو کہ یہود کے قبائل کی شاخ تھی جو نسباً حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے لاوی کے نواسوں اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں شمار ہوتے تھے اور آپ کی بیوی کا نام برہ بنت سموئیل تھا جو رفاعۃ بن سموئیل کی بہن تھی اور ان کا تعلق یہودیوں کی شاخ بنی قریظہ سے تھی اور ان کے والد بھی اس قبیلہ کے سردار تھے۔

حارث بن حزن:

آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے والد ہیں اور آپ کی اہلیہ کا نام ہند بنت عوف تھا جن کی کل پانچ بیٹیاں تھیں۔

1۔ سلمٰی بنت عمیس:

آپ رضی اللہ عنہا حضرت حمزہ کی اہلیہ تھیں آپ کی وفات کے بعد شداد بن ہاد (یا شداد بن اسامہ) کی زوجہ بنیں اور پھر خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہوئیں۔

2۔ لبابہ بنت حارث:

آپ ولید بن مغیرہ کی زوجہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

3۔ میمونہ بنت حارث:

آپ امہات المومنین میں سے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں۔

4۔ زینب بنت خزیمہ:

آپ امہات المومنین میں سے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں۔

5۔ اسماء بنت عمیس:

آپ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں اور آپ کی وفات کے بعد پہلے خلیفہ راشد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ بنیں اور پھر خلیفہ راشد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زوجی بنیں اسی لیے آپ کو عرب میں عظیم ترین دامادوں کی ساس کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے خاندان کی چند مشہور شخصیات:

جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کو اعتدال والا دین قرار دیا ہے، ایسے ہی امت محمدیہ کو امتِ وسط بنایا ہے اور اس کا صحیح اور حقیقی مصداق ہر زمانہ میں اہل سنت ہی رہے ہیں اور تا قیامت رہیں گے۔

عقائد، عبادات، معاملات، افکار و نظریات، عصمت انبیاء مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، احترامِ سلف صالحین، مجتہدین، محدثین اور علمائے امت پر اعتماد، غرض دین و دنیا کے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کو اعتدال کے اعلیٰ مرتبے سے نوازا ہے دوسرا کوئی گروہ اور فرقہ اس صفت

Maktaba Tul Ishaat.com

میں ان کا شریک نہیں اگرچہ اہل بدعت، زیغ وضلال کے داعی، اسلام کے نام پر اسلام کی بنیادوں پر تیشہ چلانے والے کتنے ہی بناوٹی دعوے اور پروپیگنڈے کرتے رہیں، لیکن یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے اور خود اہل باطل بھی اس کے معترف ہیں کہ اسلام کے حقیقی پیروکار اور " ما أنا عليه وأصحابي " کا یقینی مصداق ہمیشہ اہل سنت ہی رہے ہیں اسی وسطیت او راعتدال کا نتیجہ ہے کہ اہل سنت فرق مراتب کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ عملی طور سے اس کا اظہار بھی ہوتا ہے مزید برآں فرق مراتب کالحاظ نہ رکھنے اور کسی بھی شخصیت کو اس کے مقام سے بڑھا کر پیش کرنے، یا اس کی شان میں ادنی درجے کی گستاخی کو علمائے اہل سنت نے زندیقیت سے تعبیر کیا ہے۔

اہل السنۃ حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی اور رسول سمجھتے ہیں ان کے بعد کسی طرح کے دعوائے نبوت، چاہے ظلی ہو یا بروزی، یا امامت اہل بیت کے نام سے نبوی صفات سے متصف ائمہ کا اعتقاد رکھنے کو علی الاعلان کفر وزندقہ گردانتے ہیں اسی طرح حضور اکرم ﷺ سے تعلق اور نسبت رکھنے والی ہر شخصیت، چاہے وہ حضرات اہل بیت ہوں، یا صحابہ کی مقدس جماعت، سب کی عزت وعظمت، ان کی محبت واتباع اوران سے تعلق کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں جن حضرات (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت حسن عسکری رحمہ اللہ تک) کو شیعہ اپنا امام مانتے ہیں وہ تمام حضرات صالح اور صحیح العقیدہ سنی تھے ان میں سے کسی نے بھی اپنی زندگی

Maktaba Tul Ishaat.com

میں شیعہ ہونے نہ اعلان کیا اور نہ ہی شیعہ کے عقائد کو درست تسلیم کیا بلکہ زندگی بھر شیعیت کے باطل عقائد سے اعلان برأت کرتے رہے۔

بارہویں امام یعنی حضرت مہدی کے بارے میں شیعہ سنی دونوں کے الگ الگ نظریات ہیں۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام حسن والد کا نام علی اور والدہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں آپ کا لقب مجتبیٰ اور کنیت ابو محمد ہے آپ 15 رمضان المبارک 3ھ میں پیدا ہوئے آپ کی رضائی والدہ سیدہ ام الفضل لبابہ بنت حارث ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس بن عبد المطلب کی بیوی ہیں مختلف اوقات میں آپ کے نکاح میں رہنے والی ازواج کی تعداد 10 ہے اور ان سے 6 بیٹے، 4 بیٹیاں پیدا ہوئیں،

آپ نے 49ھ میں 47 سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام حسین والد کا نام علی اور والدہ سیدہ فاطمۃ الزہراء ہیں آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے آپ اپنے بھائی حضرت حسن سے ایک سال چھوٹے ہیں اور آپ 3 شعبان 4ھ کو پیدا ہوئے اس خوشخبری کو سن کر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، بیٹے کو گود میں لیا، داہنے کان میں اذان اور بائیں میں

Maktaba Tul Ishaat.com

اقامت کہی اور اپنی زبان منہ میں دے دیا اور اس طرح رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک آپ کی پہلی خوراک بنا،

پیغمبرِ اسلام کی گود میں جو اسلام کی تربیت کا گہوارہ تھی اب دن بھر دو بچوں کی پرورش میں مصروف ہوئی ایک حسن دوسرے حسین اور اس طرح ان دونوں کا اور اسلام کا ایک ہی گہوارہ تھا جس میں دونوں پروان چڑھ رہے تھے۔

کوفہ کے قریب نہر فرات کے کنارے 61ھ جمعہ کے دن آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اس وقت آپ کی عمر 56 برس اور کچھ ماہ تھی، واقعہ کربلا آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی ایک غمناک کہانی ہے۔

علی اصغر زین العابدین رحمہ اللہ:

آپ کا نام علی کنیت ابو الحسن، اور لقب زین العابدین ہے کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کو سجاد کہا جاتا ہے آپ رحمہ اللہ 5 شعبان بروز جمعرات 37ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور والدہ شہر بانو بنت یزدجر تھیں جو فارس فتح ہونے کے بعد مسلمانوں کے قبضے میں آئی تھیں آپ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں، واقعہ کربلا کے وقت آپ کی عمر 22 سال تھی حضرت حسین کے انہیں بیٹے سے ان کی نسل آگے چلی انہوں نے اپنی اولاد میں نو بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑیں ان کی وفات 94ھ 14 ربیع الاول بروز منگل مدینہ میں ہوئی اور اپنے چچا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پہلو میں جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

محمد بن علی المعروف محمد باقر رحمہ اللہ:

آپ کا نام محمد اور کنیت بڑے بیٹے کی نسبت سے ابو جعفر ہے اور آپ کا لقب باقر ہے باقر کا معنی ہے وسعت والا آپ چونکہ وسیع علم والے تھے اس لئے آپ کو باقر کہا جاتا ہے آپ کے والد حضرت علی زین العابدین اور والدہ سیدنا حسن کی صاحبزادی ام عبد اللہ ہیں آپ پہلی شخصیت ہیں جن کا نسب سیدنا حسن اور حسین سے ملتا ہے گویا آپ حسنی و حسینی سید ہیں آپ 3 صفر المظفر بروز منگل 57ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے آپ کی اولاد میں 6 بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں آپ کی وفات 23 صفر المظفر 114ھ کو حُمَیمَہ ملک شام کے قریب ایک بستی میں ہوئی وہاں سے آپ کے جسد کو لا کر مدینہ میں سیدنا زین العابدین اور حضرت حسن کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

جعفر بن محمد المعروف جعفر صادق رحمہ اللہ:

آپ کا نام جعفر والد کا نام محمد اور والدہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی ام فروہ تھیں آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب صادق مشہور تھا اس کے علاوہ آپ کے القاب صابر، فاضل اور طاہر بھی تھے مگر مشہور لقب صادق ہی تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے زندگی میں کسی سے جھوٹ نہیں سنا، آپ کے نسب کی خصوصیت ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی والدہ کے نانا بھی ہیں اور دادا بھی کیونکہ ان کے والد قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں اور والدہ اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ہیں آپ 8 رمضان

Maktaba Tul Ishaat.com

المبارک 80ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے ابو مسلم خراسانی نے ان کو خلافت کی پیش کش کی لیکن انہوں نے ٹھکرادی 68 سال کی عمر میں مدینہ میں 15 رجب بروز سوموار 148ھ میں انتقال فرمایا آپ رحمہ اللہ کو آپ کے والد باقر رحمہ اللہ اور دادا حضرت زین العابدین رحمہ اللہ اور ان کے چچا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

موسیٰ بن جعفر المعروف موسیٰ کاظم رحمہ اللہ:

آپ کا نام موسیٰ کنیت ابوالحسن اور القابات میں سے مشہور کاظم ہے اس کے علاوہ صابر، صالح اور امین بھی ہیں کاظم کا معنی ہے غصہ پینے والا اور آپ اس بارے میں مشہور تھے اور زیادتی کرنے والوں کو بھی معاف فرما دیا کرتے تھے اور بعد میں بھی حسن سلوک سے پیش آتے تھے آپ کے والد حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ اور والدہ حمیدہ بربریہ رحمہا اللہ تھیں آپ 7 صفر المظفر بروز اتوار 127ھ کو مقام ابواء میں پیدا ہوئے، 55 سال کی عمر میں بغداد میں 25 رجب المرجب بروز جمعہ 183ھ کو انتقال فرمایا دریائے دجلہ کے مغربی ساحل پر بغداد کے مغربی جانب مدینۃ السلام میں دفن کئے گئے، آپ رحمہ اللہ اپنے دور کے بہت بڑے عالم تھے۔

علی بن موسیٰ المعروف علی رضا رحمہ اللہ:

آپ کا نام علی کنیت ابوالحسن اور لقب رضا تھا جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صابر، زکی یعنی پاکیزہ اخلاق والے، وفی یعنی لین دین میں کھرے اور ولی یعنی

Maktaba Tul Ishaat.com

اطاعت گزار تھے اس لئے آپ کو رضا کہا جاتا ہے آپ کے والد سیدنا موسیٰ کاظم رحمہ اللہ اور والدہ سکینہ رحمہا اللہ جن کی کنیت ام البنین اور لقب شقراء تھا تھیں اور بعض نے آپ کی والدہ کا نام اروی بھی ذکر کیا ہے آپ رحمہ اللہ ربیع الثانی بروز جمعرات 153ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے آپ کے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی تھی ساڑھے انچاس سال کی عمر میں 21 رمضان المبارک جمعہ کی رات 203ھ کو طوس (مشہد) میں آپ کا انتقال ہوا چنانچہ آپ رحمہ اللہ کی قبر وہیں بنائی گئی۔

محمد بن علی المعروف محمد تقی جواد رحمہ اللہ :

آپ کا نام محمد تھا کنیت ابو جعفر اور القابات تقی، جواد، قانع اور مرتضیٰ تھے جن میں سے مشہور تقی اور جواد ہیں عموماً عوام میں آپ کا تذکرہ امام تقی اور محدثین میں امام جواد کے نام سے کیا جاتا ہے آپ کے والد امام علی رضا اور والدہ خیزران تھیں بعض نے آپ کی والدہ کا نام سکینہ تحریر کیا ہے آپ 5 رمضان المبارک بروز منگل 195ھ میں پیدا ہوئے مدینہ میں آپ کی پیدائش ہوئی بعد میں اپنے والد کے ساتھ بغداد منتقل ہوئے، یہیں بغداد میں ہی 5 ذوالحجہ بروز منگل 220ھ کو عین جوانی میں جب کہ آپ کی عمر 25 سال اور چند ماہ تھی انتقال فرمایا اور بغداد کے علاقہ کاظمیہ میں مقبرہ قریش میں آپ رحمہ اللہ کو اپنے دادا امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

علی بن محمد المعروف علی نقی ہادی رحمہ اللہ:

آپ کا نام علی کنیت ابوالحسن اور القابات نقی، ہادی، زکی، متوکل وغیرہ ہیں ان میں سے مشہور نقی اور ہادی ہیں عوام میں آپ امام علی نقی اور محدثین کے ہاں امام ہادی کے نام سے مشہور ہیں آپ کو ابوالحسن عسکری بھی کہا جاتا ہے، آپ کی پیدائش 13 رجب بروز اتوار 214ھ مدینہ میں ہوئی آپ کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی خلیفہ متوکل علی اللہ نے آپ کو عسکر شہر میں بلوایا یہیں آپ رحمہ اللہ کی وفات 25 جمادی الثانی بروز پیر 254ھ کو ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

حسن بن علی المعروف حسن عسکری رحمہ اللہ:

آپ کا نام حسن کنیت ابو محمد اور القابات خالص، سراج اور زکی تھے البتہ آپ کی شہرت عسکری کے لفظ سے ہوئی جیسا کہ آپ کے والد بھی اسی نسبت سے مشہور تھے البتہ آپ کو عسکری ثانی بھی کہا جاتا ہے تاکہ آپ کے والد آپ کا امتیاز ہو جائے آپ کے والد علی بن محمد علی نقی ہادی رحمہ اللہ اور والدہ سوسن نام کی ایک باندی رحمہ اللہ تھیں۔

آپ 6 ربیع الاول بروز جمعہ 231ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے آپ کی وفات 8 ربیع الاول بروز جمعہ 260ھ میں ہوئی جبکہ آپ کی عمر 29 برس کی تھی آپ رحمہ اللہ کو آپ کے والد امام علی نقی رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

امام مہدی علیہ الرضوان:

حضرت امام مہدی کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے اور جس پر اہل حق کا اتفاق ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہوں گے اور نجیب الطرفین سید ہوں گے، آپ کا نام نامی محمد اور والد کا نام عبداللہ ہو گا، جس طرح صورت وسیرت میں بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے اسی طرح وہ شکل وشباہت اور اخلاق وشمائل میں آنحضرت ﷺ کے مشابہ ہوں گے۔

وعن أم سلمة قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول المهدي من عترتي من أولاد فاطمة (1).

عن أبي إسحاق قال قال علي ونظر إلى ابنه الحسن قال إن ابني هذا سيد كما سمّاه رسول الله ﷺ و سيخرج من صلبه رجل يُسمّى باسم نبيكم يشبهه في الخُلق ولا يشبهه في الخَلق (2).

وہ نبی نہیں ہوں گے، نہ ان پر وحی نازل ہوگی نہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے اور نہ ان کی نبوت پر کوئی ایمان لائے گا، مکہ مکرمہ میں ان کی بیعت خلافت ہوگی، اور بیت المقدس ان کی ہجرت گاہ ہو گا، بیعت خلافت کے وقت ان کی عمر چالیس سال کی ہوگی، اِن کی خلافت کے ساتویں سال کانا دجال نکلے

---

[1] ۔سنن ابي داؤد، رقم الحديث:4284۔

[2] ۔سنن ابي داؤد، رقم الحديث:4290۔

Maktaba Tul Ishaat.com

گا،اس کو قتل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور اس کو باب لُد پر قتل کردیں گے، دجال کا لشکر تہِ تیغ ہو گا، حضرت امام مہدی کے دو سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گزریں گے اور 49 برس کی عمر میں ان کا وصال ہو گا۔

مجھے احساس ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اور خاندان پر قلم اٹھانا نہایت محتاط عمل ہے اس لئے قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب میں جہاں بھی کتابت یا معلومات کی غلطی پائیں ضرور مطلع فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے محبوب آقا دو جہاں سرور کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کی حیات طیبہ آپ کے خاندان اہل بیت صحابہ کرام اور جملہ متعلقین سے عقیدت اور قلبی محبت نصیب فرمائے اور ہماری زندگیوں کو اتباع رسول اللہ ﷺ سے منور فرمائے۔

آمین بجاہ السید النبی الکریم

ابو حسنین محمد عمر فاروق عفی عنہ
مدیر دار الشیبانی للافتاء والتحقیق
پہاڑ پور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

Maktaba Tul Ishaat.com

نظم الفرائد

اردو شرح

شرح العقائد

تالیف: مفتی فضل الرحمن مدظلہ

فاضل: جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد
ناظم دار الشیبانی للإفتاء والتحقیق
پہاڑپور ڈیرہ اسماعیل خان

ناشر
برکی اسلامی کتب خانہ ڈیرہ اسماعیل خان
Cell: 0346-7851984, 0310-9774200, 0336-9755780

Maktaba Tul Ishaat.com

التوضیح للأنام

اردو شرح

مسند الإمام

الاعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

تالیف مفتی محمد عمر فاروق حفظہ اللہ
رئیس دار الشیبانی للإفتاء والتحقیق
پہاڑ پور ڈیرہ اسماعیل خان

برکی اسلامی کتب خانہ ڈیرہ اسماعیل خان
Cell: 0346-7851984, 0310-9774200, 0336-9755780

Maktaba Tul Ishaat.com

Maktaba Tul Ishaat.com

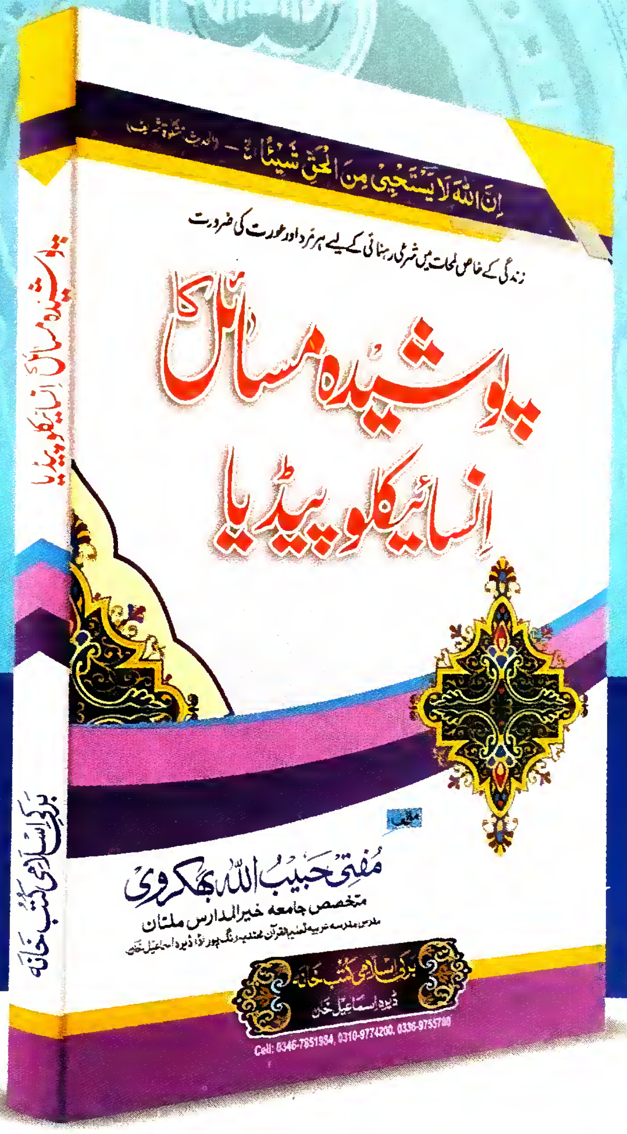

برکی اسلامی کتب خانہ

ڈیرہ اسماعیل خان

Cell: 0346-7851984, 0310-9774200, 0336-9755780